لینن

ریاست اور انقلاب

دنیا کے مزدورو، ایک ہو جاؤ!

لینن

ریاست اور انقلاب

ریاست کا مارکسی نظریہ
اور انقلاب میں پرولتاریہ کے فریضے

دارالاشاعت ترقی

ماسکو

ترجمہ : حبیب الرحمن

لینن کی تصنیف ''ریاست اور انقلاب،، (۱) کا ترجمہ لینن کے مجموعۂ تصانیف کے پانچویں روسی ایڈیشن کی ۳۳ ویں جلد سے کیا گیا ہے جو سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے مارکس ازم — لینن ازم انسٹی ٹیوٹ نے مرتب کیا ہے۔

پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکر گذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے ترجمے، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار، نمبر ۲۱
ماسکو، سوویت یونین
21, Zubovsky Boulevard, Moscow, USSR

پہلا اردو ایڈیشن — ۱۹۷۱ء
دوسرا اردو ایڈیشن — ۱۹۷۵ء
سوویت یونین میں شائع شدہ

Л $\frac{10102—136}{014(01)\ 76}$ 723—75

فہرست

صفحہ

پہلے ایڈیشن کا پیش لفظ ۵
دوسرے ایڈیشن کا پیش لفظ ۷
پہلاباب۔ طبقاتی سماج اور ریاست ۸
۱ - ریاست —ناقابل مصالحت طبقاتی تضادات کی پیداوار ۸
۲ - مسلح لوگوں کے مخصوص دستے اور جیل وغیرہ ۱۲
۳ - ریاست — مظلوم طبقے کے استحصال کا آلۂ کار ۱۶
۴ - ریاست کا ''رفتہ رفتہ مٹنا،، اور تشددآمیز انقلاب ۲۰
دوسرا باب۔ ریاست اور انقلاب۔ ۱۸۴۸ — ۵۱ء کا تجربہ ۲۸
۱ - انقلاب سے ماقبل ۲۸
۲ - انقلاب کے نتائج ۳۳
۳ - مارکس نے ۱۸۵۲ء میں اس سوال کو کیسے پیش کیا ۴۰
تیسرا باب۔ ریاست اور انقلاب۔ ۱۸۷۱ء کے پیرس کمیون کا تجربہ۔ مارکس کا تجزیہ ۴۳
۱ - کمیون‌والوں کی ہیروازم کس بات میں ہے؟ ۴۳
۲ - توڑی ہوئی ریاستی مشینری کی جگہ کیا چیز لائی جائے؟ ۴۸
۳ - پارلیمانیت کا خاتمہ ۵۳
۴ - قومی اتحاد کی تنظیم ۵۹
۵ - طفیل خور ریاست کی تباہی ۶۳
چوتھا باب۔ سلسلےوار۔ اینگلس کی مزید وضاحتیں ۶۶
۱ - ''رهائشی مکانوں کا سوال،، ۶۶
۲ - انارکسٹوں سے بحث‌مباحثہ ۶۹
۳ - بیبل کے نام خط ۷۴

۴- ایرفورٹ پروگرام کے مسودے پر تنقید ۷۷
۵- مارکس کی کتاب "فرانس میں خانہ جنگی" کا ۱۸۹۱ء
کا پیش لفظ ۸۵
۶- جمہوریت پر قابو پانے کے بارے میں اینگلس کی رائے ۹۲
پانچواں باب- ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیادیں ۹۵
۱- مارکس نے سوال یوں پیش کیا ۹۵
۲- سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں عبور کا مرحلہ ۹۸
۳- کمیونسٹ سماج کا پہلا مرحلہ ۱۰۶
۴- کمیونسٹ سماج کا اعلی مرحلہ ۱۱۰
چھٹا باب- موقع پرستوں کے ہاتھوں مارکس‌ازم کی تخریب ۱۲۰
۱- انارکسٹوں کے ساتھ پلیخانوف کا بحث مباحثہ ۱۲۱
۲- موقع پرستوں کے ساتھ کاؤتسکی کا بحث مباحثہ ۱۲۲
۳- پانے کوک کے ساتھ کاؤتسکی کا بحث مباحثہ ۱۳۰
پہلے ایڈیشن کے لئے پس لفظ ۱۴۱
تشریحی نوٹ ۱۴۲
ناموں کا اشاریہ ۱۵۸

پہلے ایڈیشن کا پیش لفظ

اس وقت ریاست کا سوال نظرئے اور عملی سیاست دونوں میں خاص اهمیت اختیار کر رہا ھے۔ سامراجی جنگ نے اجارہدارانہ سرمایہداری کے ریاستی اجارے دارانہ سرمایہداری میں تبدیل ہونے کے عمل کو انتہائی تیز اور شدید بنا دیا ھے۔ ریاست کے ھاتھوں جو سرمایہداروں کے طاقتور اتحادوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ملتی جلتی ھے محنت کش عوام پر انتہائی شدید جبروتشدد اور زیادہ وحشیانہ ہوتا جا رہا ھے۔ ترقی یافتہ ملک مزدوروں کیلئے فوجی قیدیوں کے جیل بنتے جاتے ھیں (ھمارا مطلب ان کے ”عقبی،، حصوں سے ھے)۔

طویل جنگ کی بےمثال دھشتنا کیوں اور مصیبتوں نے لوگوں کی حالت ناقابل برداشت کردی ھے اور ان کا غصہ بڑھ رہا ھے۔ عالمی پرولتاری انقلاب صاف طور پر بڑھ رہا ھے۔ ریاست سے اس کے تعلق کا سوال عملی اهمیت اختیار کرتا جا رہا ھے۔

موقع پرست عناصر نے جو نسبتاً پرامن ارتقا کے دسیوں برسوں میں جمع ہوئے ھیں سوشل شاونزم کا رجحان پیدا کردیا ھے جو ساری دنیا میں سرکاری سوشلسٹ پارٹیوں میں حاوی ھے۔ یہ رجحان (روس میں پلیخانوف، پوتریسوف، بریشکوفسکایا، روبانووچ اور پھر ذرا ڈھکی چھپی صورت میں تسرے تیلی، چیرنوف اینڈ کمپنی۔ جرمنی میں شیڈمان، لیگین، ڈیوڈ وغیرہ۔ فرانس اور بلجیم میں ریناڈیل، گید، وانڈرویلڈے۔ انگلستان میں ھائنڈمان اور فیبئن لوگ (۲) وغیرہ وغیرہ)

جو قول میں سوشلزم اور عمل میں شاونزم ہے اس بات کیلئے نمایاں ہے کہ اس نے ''سوشلزم کے لیڈروں،، کو نہ صرف ''اپنی،، قومی بورژوازی کے بلکہ ''اپنی،، ریاست کے مفادات کا بھی ذلیل اور غلامانہ طور پر موافق بنا لیا ہے کیونکہ نام‌نہاد عظیم طاقتوں کی اکثریت مدتوں سے بہت سی چھوٹی اور کمزور قومیتوں کا استحصال کر رہی ہے اور انکو غلام بنا رہی ہے۔ اور سامراجی جنگ اسی قسم کے مال غنیمت کی تقسیم اور دوبارہ تقسیم کے لئے جنگ ہے۔ محنت کش عوام کو بورژوازی کے اثر سے عام طور پر اور سامراجی بورژوازی کے اثر سے خاص طور پر، آزاد کرانے کی جدوجہد کی کامیابی ''ریاست،، سے متعلق موقع پرست تعصبات کے خلاف جدوجہد کے بغیر ناممکن ہے۔

پہلے ہم ریاست کے بارے میں مارکس اور اینگلس کے نظرئے کا جائزہ لیں گے اور خاص طور سے اس نظرئے کے ان پہلوؤں پر تفصیلی بحث کریں گے جن کو موقع پرستوں نے یا تو نظرانداز کردیا ہے یا توڑ مروڑ دیا ہے۔ پھر ہم اس شخص کا خاص طور سے جائزہ لیں گے جو اس توڑ مروڑ میں پیش پیش ہے یعنی کارل کاؤتسکی کا جو دوسری انٹرنیشنل (۱۸۸۹ء — ۱۹۱۴ء) کا سب سے زیادہ مشہور لیڈر ہے اور جس کا دیوالہ موجودہ جنگ میں بری طرح نکل گیا ہے۔ آخر میں ہم ۱۹۰۵ء اور خاص طور سے ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں کے تجربے کے اہم نتائج اخذ کریں گے۔ ظاہر ہے کہ مؤخرالذکر انقلاب اب (اگست ۱۹۱۷ء کی ابتدا) اپنے ارتقا کی پہلی منزل ختم کررہا ہے لیکن اس انقلاب کو عام طور پر صرف ان سوشلسٹ پرولتاری انقلابوں کے سلسلے کی ایک کڑی کی حیثیت سے ہی سمجھا جا سکتا ہے جو سامراجی جنگ کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اسلئے ریاست سے سوشلسٹ پرولتاری انقلاب کے تعلق کا سوال نہ صرف عملی سیاسی اہمیت اختیار کر رہا ہے بلکہ آج کا انتہائی اہم مسئلہ بن گیا ہے، عوام سے یہ وضاحت کرنے کا مسئلہ کہ سرمایہ‌داری کے جوئے سے آزاد ہونے کیلئے ان کو مستقبل قریب میں کیا کرنا ہوگا۔

اگست ۱۹۱۷ء

مصنف

دوسرے ایڈیشن کا پیش لفظ

موجودہ دوسرا ایڈیشن تقریباً کسی تبدیلی کے بغیر شائع کیا جا رہا ہے۔ صرف دوسرے باب میں تیسرے پیراگراف کا اضافہ کیا گیا ہے۔

ماسکو　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مصنف

۱۷ دسمبر ۱۹۱۸ء

پہلا باب

طبقاتی سماج اور ریاست

۱ - ریاست — ناقابل مصالحت طبقاتی تضادات کی پیداوار

مارکس کے نظرئے کے ساتھ اس وقت وہی ہو رہا ہے جو تاریخ میں کئی بار انقلابی مفکروں اور مظلوم طبقات کے لیڈروں کے نظریات کے ساتھ آزادی کے لئے انکی جدوجہد میں ہوا۔ عظیم انقلابیوں کی زندگی میں ظلم کرنےوالے طبقات نے متواتر انکا پیچھا کیا، انکے نظریات کے خلاف انتہائی کینہ، انتہائی شدید نفرت برتی اور جھوٹ اور تہمت تراشی کی انتہائی بے شرمانہ مہمیں چلائیں۔ انکی موت کے بعد، یہ کوششیں کی جا رہی ہیں کہ انکو بےضرر مذہبی شبیہوں میں تبدیل کردیا جائے، یعنی یہ کہنا چاہئے، انکو مقدس بنا دیا جائے، انکے ناموں کو ایک حدتک مشہور بنا کر مظلوم طبقات کو ''تسلی،، دی جائے اور انکو بیوقوف بنایا جائے، ساتھ ہی انقلابی نظرئے کو اسکے مافیہ سے محروم کردیا جائے، اسکی انقلابی دھار کو کند کرکے بدنما بنادیا جائے۔ آج بورژوازی اور مزدور تحریک کے اندر موقع پرست مارکس‌ازم کا اس طرح ''ملغوبہ بنانے،، میں متفق ہیں۔ وہ اس نظرئے کے انقلابی رخ کو، اسکی انقلابی روح کو فراموش کرتے، مٹاتے اور مسخ کرتے ہیں۔ وہ اس بات کو صف اول میں لاتے ہیں اور سراہتے ہیں جو بورژوازی کے لئے قابل قبول ہے یا قابل قبول معلوم ہوتی ہے۔ اس وقت سارے سوشل شاونسٹ ''مارکس‌وادی،، بن گئے ہیں (ہنسئے نہیں!) اور جرمن بورژوا عالم جو کل تک مارکس‌ازم کو ختم کرنے کے ماہر تھے اب اکثر ''قومی جرمن،، مارکس کا ذکر کرتے ہیں جنھوں نے جیسے ان مزدور یونینوں کی

تربیت کی ہے جو لوٹ‌مار والی جنگ کے لئے اتنے شاندار طریقے سے منظم کی گئی ہیں!

ان حالات میں، مارکس‌ازم کو اتنے بےنظیر وسیع پیمانے پر مسخ کرنے کی صورت میں ہمارا سب سے پہلے یہ فریضہ ہے کہ ہم ریاست کے بارے میں مارکس کے اصلی نظرئے کو بحال کریں۔ اس کے لئے خود مارکس اور اینگلس کی تصانیف سے متعدد طویل حوالے دینے کی ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے کہ طویل حوالے تحریر کو بھاری بنا دیتے ہیں اور اس کو مقبول عام بنانے میں بالکل مدد نہیں دیتے۔ لیکن ان کے بغیر کام چلنا ناممکن ہے۔ ریاست کے موضوع پر مارکس اور اینگلس کی تصانیف سے تمام یا بہرنوع تمام ضروری حصوں کا امکانی طور پر پوری طرح حوالہ دینا چاہئے تاکہ قاری سائنسی سوشلزم کے بانیوں کے خیالات اور ان خیالات کے ارتقا کا مجموعی طور پر خود تصور کر سکے، تاکہ آجکل رائج ''کاؤتسکی‌ازم،، نے جس طرح ان کو توڑا مروڑا ہے اس کو دستاویزوں سے ثابت کیا جا سکے اور صاف طور سے دکھلایا جا سکے۔

ہم اینگلس کی سب سے زیادہ مشہور و مقبول تصنیف ''خاندان، ذاتی ملکیت اور ریاست کا آغاز،، سے شروع کریں گے جس کا چھٹا ایڈیشن ۱۸۹۴ء میں اشٹوٹگارٹ میں شایع ہو چکا تھا۔ ہمیں اصلی جرمن کتاب سے حوالوں کا ترجمہ کرنا پڑےگا کیونکہ روسی ترجمے، کثیر تعداد ہونے کے باوجود، زیادہ‌تر غیرمکمل ہیں یا بہت ہی ناقابل اطمینان ہیں۔

اپنے تاریخی تجزئے کے نتائج اخذ کرتے ہوئے اینگلس نے لکھا ہے:

''ریاست کسی طرح ایسی طاقت نہیں ہے جو سماج پر باہر سے مسلط کی گئی ہو۔ اسی طرح ریاست ''اخلاقی نظرئے کی حقیقت،،، ''عقل و دانش کی صورت اور حقیقت،، بھی نہیں ہے جیسا کہ ہیگل کا دعوی ہے۔ ریاست ارتقا کی خاص منزل پر سماج کی پیداوار ہے، ریاست اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ سماج خود اپنے ناقابل حل تضاد میں پھنس گیا ہے، کہ یہ ایسے ناقابل مصالحت تضادات میں پڑ کر ٹوٹ گیا ہے جن

کو دور کرنے میں وہ لاچار ہے۔ لیکن اسلئے کہ یہ تضادات، متضاد معاشی مفادات رکھنےوالے طبقات ایک دوسرے کو اور سماج کو اس بےسود جدوجہد میں تباہ نہ کردیں، طاقت کی ضرورت پیدا ہوئی جو بظاہر سماج سے بالاتر ہو، طاقت جو تصادم کو معتدل بنائے، اس کو ''قاعدے،، کے اندر رکھے۔ اور یہ طاقت، جو سماج سے پیدا ہوتی ہے لیکن اپنے کو اس سے بالاتر رکھتی ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ بیگانہ ہوتی جاتی ہے، ریاست ہے،، (صفحات ۱۷۸ — ۱۷۷، چھٹا جرمن ایڈیشن)۔

یہاں پوری صفائی کے ساتھ ریاست کے تاریخی رول اور معنی کے سوال پر مارکس‌ازم کے بنیادی نظرئے کا اظہار کیا گیا ہے۔ ریاست طبقاتی تضادوں کے ناقابل مصالحت ہونے کی پیداوار اور مظہر ہے۔ ریاست وہاں، تب اور اس حد تک پیدا ہوتی ہے، جہاں، جب اور جتنی حد تک طبقاتی تضادوں میں معروضی طور پر مصالحت نہیں پیدا کی جا سکتی۔ اور اس کے برعکس ریاست کا وجود یہ ثابت کرتا ہے کہ طبقاتی تضادات ناقابل مصالحت ہیں۔

اسی انتہائی اہم اور بنیادی نکتے پر ہی مارکس‌ازم کی توڑمروڑ شروع ہوتی ہے اور وہ دو خاص لائنوں پر چلتی ہے۔

ایک طرف بورژوا اور خاص طور سے پیٹی بورژوا نظریہ‌داں، مسلمہ تاریخی واقعات کے دباؤ سے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے ہوئے کہ ریاست کا وجود صرف وہاں ہوتا ہے جہاں طبقاتی تضادات اور طبقاتی جدوجہد ہوتی ہے، مارکس کی ''تصحیح،، اس طریقے سے کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ ریاست طبقات کی مصالحت کا ادارہ ہے۔ مارکس کے مطابق نہ تو ریاست پیدا ہو سکتی تھی اور نہ اپنے کو قائم رکھ سکتی تھی اگر طبقات میں مصالحت ممکن ہوتی۔ پیٹی بورژوا اور تنگ‌نظر پروفیسر اور مبلغ جو کچھ کہتے ہیں (مارکس کے کافی اور خیرخواہانہ حوالوں کے ساتھ!) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاست طبقات میں مصالحت کراتی ہے۔ مارکس کے مطابق ریاست طبقاتی تسلط کا ادارہ ہے، ایک طبقے کا دوسرے طبقے

کو دبانے کا آلہ، یہ ''نظم‌ونسق،، کا قیام ہے جو طبقات کے درمیان تصادم کو معتدل بنا کر اس دباؤ کو قانونی اور مستقل بناتا ہے۔ بہرحال پیٹی بورژوا سیاست‌دانوں کی رائے میں نظم و نسق کا مطلب ایک طبقے کا دوسرے طبقے کو دبانا نہیں بلکہ طبقات کی مصالحت ہی ہے، تصادم کو معتدل بنانے کا مطلب طبقات کی مصالحت ہے، نہ کہ دباؤ کے شکار طبقات کو ظالموں کا تختہ الٹنے کی جدوجہد کے خاص ذرائع اور طریقوں سے محروم کرنا۔

مثلاً جب ۱۹۱۷ء کے انقلاب میں ریاست کی اہمیت اور رول کا سوال پورے زور کے ساتھ ایسے عملی سوال کی حیثیت سے اٹھا جس کا تقاضہ فوری اقدام تھا اور مزید برآں اقدام بڑے پیمانے پر، تو تمام سوشلسٹ انقلابی (۳) اور منشویک (۴) ایک دم اور پوری طرح اس پیٹی بورژوا نظرئیے پر اتر آئے کہ ''ریاست،، طبقات میں ''مصالحت،، کراتی ہے۔ ان دونوں پارٹیوں کے سیاست دانوں کی بےشمار قراردادیں اور مضامین اس پیٹی بورژوا اور تنگ‌نظر ''مصالحتی،، نظرئیے سے بالکل تربتر ہیں۔ ریاست کسی خاص طبقے کے تسلط کا ادارہ ہے جس کی مصالحت اس کی ضد (اس کے مخالف طبقے) سے نہیں کرائی جا سکتی۔ یہ‌بات ایسی ہے جس کو پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کبھی نہیں سمجھ سکے گی۔ ریاست کی طرف ان کا رویہ اس واقعہ کا ایک بہت ہی نمایاں مظہر ہے کہ ہمارے سوشلسٹ انقلابی اور منشویک بالکل سوشلسٹ نہیں ہیں (یہ ایسا نکتہ ہے جس کو ہم بالشویکوں نے ہمیشہ ثابت کیا ہے) بلکہ پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹ ہیں جو تقریباً سوشلسٹوں کا طرزبیان اختیار کرتے ہیں۔

دوسری طرف مارکس‌ازم کی '' کاؤتسکی‌والی،، توڑمروڑ زیادہ باریک ہے۔ ''نظریاتی طور پر،، اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ ریاست طبقاتی تسلط کا ادارہ ہے یا طبقاتی تضادات ناقابل مصالحت ہیں۔ لیکن مندرجہ ذیل بات کو نظر انداز کیا جاتا ہے یا دھندلکے میں ڈالا جاتا ہے: اگر ریاست طبقاتی تضادات کی غیرمصالحت کا نتیجہ ہے، اگر یہ ایسی طاقت ہے جو اپنے کو سماج سے بالاتر رکھتی ہے اور ''سماج سے زیادہ سے زیادہ بیگانہ ہوتی جاتی ہے،، تو یہ

بات صاف ہے کہ مظلوم طبقے کی آزادی نہ صرف بغیر تشددآمیز انقلاب کے ناممکن ہے، بلکہ ریاستی اقتدار کی اس مشینری کو تباہ کئے بغیر بھی ناممکن ہے جس کو حکمراں طبقے نے بنایا تھا اور جو اس ''بیگانگی،، کا مجسمہ ہے۔ جیسا کہ ہم بعد کو دیکھیں گے مارکس نے یہ نظریاتی طور پر صریحی نتیجہ انقلاب کے فریضوں کے ٹھوس تاریخی تجزئے کی بنا پر پوری صحت کے ساتھ اخذ کیا۔ اور اسی نتیجے کو ہی، جیسا کہ ہم آگے چل کر تفصیل سے دکھائیں گے، کاؤتسکی نے ''فراموش،، اور مسخ کیا۔

۲- مسلح لوگوں کے مخصوص دستے اور جیل وغیرہ

آگے اینگلس نے لکھا ہے:

''... بمقابلہ قدیم قبائلی (یا جرگےوالی) تنظیم (ہ) کے ریاست کا امتیاز یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے باشندوں کو علاقوں کے مطابق تقسیم کرتی ہے...،،

یہ تقسیم ہم کو ''فطری،، معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے لئے قدیم تنظیم سے طویل جدوجہد کرنی پڑی جو نسلوں یا قبیلوں پر مشتمل تھی۔

''... دوسری امتیازی خصوصیت پبلک اقتدار کا قیام ہے جو اب اپنے آپ کو مسلح طاقت کی حیثیت سے منظم کرنےوالی آبادی سے براہ‌راست مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ مخصوص، پبلک اقتدار ضروری ہے کیونکہ آبادی کی خود کام کرنےوالی مسلح تنظیم سماج کی طبقات میں تقسیم کی وجہ سے ناممکن ہو گئی ہے... اس پبلک اقتدار کا وجود ہر ریاست میں ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلح لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے بلکہ مادی ضمیمے، جیل اور ہر قسم کے جبر و تشدد کے اداروں پر بھی، جن کے بارے میں قبائلی (جرگےوالا) سماج جانتا تک نہیں تھا...،،

اینگلس اس ''طاقت،، کے خیال کی وضاحت کرتے ھیں جس کو ریاست کہتے ھیں، ایسی طاقت جو سماج سے پیدا ھوئی ھے لیکن اپنے کو اس سے بالاتر رکھتی ھے اور اس سے زیادہ سے زیادہ بیگانہ ھوتی جاتی ھے۔ یہ طاقت خاص طور سے کس پر مشتمل ھے؟ یہ مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں پر مشتمل ھے جن کے زیر حکم جیل وغیرہ ھیں۔

ھم بجا طور پر مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں کا ذکر کر سکتے ھیں کیونکہ پبلک اقتدار جو ھر ریاست کی خصوصیت ھے مسلح آبادی کے ساتھ، اس کی ''خود کام کرنےوالی مسلح تنظیم،، کے ساتھ ''براہ راست مطابقت نہیں رکھتا،،۔

تمام عظیم انقلابی مفکروں کی طرح اینگلس طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدوروں کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاھتے ھیں جس کو اس وقت پھیلی ھوئی تنگ‌نظری کم سے کم توجہ کے قابل، بہت ھی عام بات، ایسے تعصبات کی مقدس بنائی ھوئی سمجھتی ھے جو نہ صرف گہری جڑیں رکھتے ھیں بلکہ کہنا چاھئے افتاد زمانے سے پتھرا چکے ھیں۔ مستقل فوج اور پولیس ریاستی اقتدار کی قوت کا خاص آلۂ کار ھیں۔ لیکن اس کے سوا اور کیا ھو سکتا ھے؟

۱۹ ویں صدی کے آخر کے یورپی لوگوں کی غالب اکثریت کے نقطۂ‌نظر سے جن کی طرف اینگلس کا تخاطب تھا اور جو نہ تو واحد بڑے انقلاب سے گزرے تھے اور نہ قریب سے اس کا مشاھدہ کیا تھا، اس کے سوا اور کچھ نہیں ھو سکتا ھے۔ ان کی سمجھ میں یہ بالکل نہیں آتا کہ ''آبادی کی خود کام کرنےوالی مسلح تنظیم،، ھے کیا۔ اس سوال کے جواب میں کہ مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں (پولیس اور مستقل فوج) کو سماج سے بالاتر رکھنے اور اپنے آپ کو سماج سے بیگانہ کرنے کی کیا ضرورت ھوئی، مغربی یورپ اور روس کے تنگ نظر لوگ شوق سے چندجملے دھراتے ھیں جو انھوں نے اسپینسر یا میخائیلوفسکی سے مستعار لئے ھیں۔ وہ سماجی زندگی کی بڑھتی ھوئی پیچیدگیوں اور کاموں میں تفریق وغیرہ کا حوالہ دیتے ھیں۔

ایسا حوالہ ''سائنسی،، معلوم ہوتا ہے اور اہم اور بنیادی واقعہ یعنی ناقابل مصالحت طور پر متضاد طبقات میں سماج کی تفریق کو دھندلا بنا کر تنگ نظر آدمی کو مزے میں سلا دیتا ہے۔

اگر یہ تفریق نہ ہوتی تو ''آبادی کی خود کام کرنےوالی مسلح تنظیم،، اپنی پیچیدگی، اپنی اعلی ٹکنیکی سطح وغیرہ میں، ہاتھ میں لکڑیاں لئے بندروں کے غولوں کی ابتدائی تنظیم یا قدیم آدمیوں یا جرگوں میں متحد لوگوں کی تنظیم سے ممتاز ہوتی، لیکن ایسی تنظیم ممکن ہوتی۔

یہ ناممکن ہے کیونکہ مہذب سماج کی تفریق متضاد اور مزیدبرآں ناقابل مصالحت طور پر متضاد طبقات میں ہے جن کی ''خود کام کرنےوالی،، اسلحہ‌بندی کا نتیجہ ان کے درمیان مسلح جدوجہد ہوتا۔ ریاست پیدا ہوتی ہے، خاص طاقت کی، مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں کی تخلیق کی جاتی ہے، اور ہر انقلاب ریاست کی مشینری کو تباہ کر کے ہمیں عریاں طبقاتی جدوجہد دکھاتا ہے، صاف طور پر یہ دکھاتا ہے کہ حکمراں طبقہ کس طرح مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں کو بحال کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اسکی خدمت کرتے ہیں اور کیسے مظلوم طبقہ اس قسم کی نئی تنظیم بنانے کی کوشش کرتا ہے جو استحصال کرنےوالوں کے بجائے استحصال کے شکار لوگوں کی خدمت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اوپر کی بحث میں اینگلس نے وہی سوال نظریاتی طور پر اٹھایا ہے جو ہر عظیم انقلاب ہمارے سامنے عملی، صریحی اور مزیدبرآں عوامی اقدام کے پیمانے پر اٹھاتا ہے یعنی مسلح لوگوں کے ''مخصوص،، دستوں اور ''آبادی کی خود کام کرنےوالی مسلح تنظیم،، کے درمیان باہمی تعلقات کا سوال۔ ہم دیکھیں‌گے کہ اس سوال کی ٹھوس طور پر تصویرکشی یورپی اور روسی انقلابوں کے تجربے سے ہوتی ہے۔

لیکن ہم اینگلس کے بیان کی طرف واپس آتے ہیں۔

انہوں نے بتایا ہے کہ کبھی کبھی، مثلاً شمالی امریکہ کے بعض حصوں میں یہ پبلک اقتدار کمزور ہے (ان کے ذہن میں یہ سرمایہ‌دار سماج کا ایک کمیاب استثنا ہے اور شمالی امریکہ کے

وہ حصے سامراج سے قبل کے دنوں کے ہیں جہاں آزاد نوآبادکاروں کا تسلط تھا) لیکن عام طور پر یہ زیادہ طاقتور ہوتا جا رہا ہے:

"... پبلک اقتدار اس حد تک بڑھتا ہے جتنے طبقاتی تضادات ریاست کے اندر زیادہ شدید ہوتے جاتے ہیں اور جس حدتک متصل ریاستیں زیادہ بڑی اور زیادہ آبادی والی ہوتی جاتی ہیں۔ ہمیں صرف موجودہ یورپ پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے جہاں طبقاتی جدوجہد اور فتوحات کے مقابلے نے پبلک اقتدار کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے کہ وہ پورے سماج اور حتی کہ ریاست تک کو ہڑپ کرنے کی دھمکی دے رہا ہے..."

یہ پچھلی صدی کی دسویں دھائی کی ابتدا میں ہی لکھا گیا ہے کیونکہ اینگلس کے آخری پیش لفظ پر ۱۶ جون ۱۸۹۱ء کی تاریخ ہے۔ اس وقت سامراج کی طرف موڑ ــ ٹرسٹوں کے مکمل تسلط کے معنی میں، قادر مطلق بڑے بڑے بینکوں کے معنی میں اور بڑے پیمانے پر نوآبادیاتی پالیسی کے معنی میں وغیرہ وغیرہ ــ صرف ابھی فرانس میں شروع ہو رہا تھا اور شمالی امریکہ اور جرمنی میں اور بھی کمزور تھا۔ تب سے "فتوحات کے مقابلے" نے زبردست قدم بڑھائے ہیں اور اس وجہ سے اور بھی کہ بیسویں صدی کی دوسری دھائی کی ابتدا میں دنیا ان "مقابلہ کرنے والے فاتحوں" میں یعنی عظیم لوٹ‌سار کرنے والی طاقتوں میں مکمل طور پر تقسیم ہو گئی ہے۔ اس وقت سے فوجی اور بحری اسلحہ بندی میں ناقابل یقین اضافہ ہوا ہے اور برطانیہ یا جرمنی کے دنیا پر تسلط حاصل کرنے کیلئے، لوٹ‌سار کی تقسیم کے لئے ۱۷ ــ ۱۹۱۴ء کی غارتگر جنگ نے نوبت یہاں تک پہنچا دی کہ بہیمانہ ریاستی اقتدار سماج کی تمام طاقتوں کو "ہڑپ کرکے" بالکل تباہ کردے۔

اینگلس نے ۱۸۹۱ء میں ہی یہ بتایا تھا کہ "فتوحات کا مقابلہ" عظیم طاقتوں کی خارجہ پالیسی کی ایک بہت ہی امتیازی خصوصیت ہے اور منحوس سوشل شاونزم نے ۱۷ ــ ۱۹۱۴ء میں جبکہ یہ مقابلہ کئی گنا زیادہ ہو گیا اور سامراجی جنگ کا سبب بنا "اپنی" بورژوازی کے قزاقانہ مفادات کی پشت پناہی "وطن کی مدافعت"، "ریپبلک اور انقلاب کی مدافعت" وغیرہ کی لفاظیوں سے کی!

سماج سے بالاتر رہنےوالے مخصوص پبلک اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے ٹیکسوں اور ریاستی قرضوں کی ضرورت ہوتی ہے - اینگلس نے لکھا ہے :

"... پبلک اقتدار اور ٹیکس وصول کرنے کا اختیار رکھنے والے افسران سماج کے آلۂ کار کی حیثیت سے سماج سے بالاتر بن جاتے ہیں - وہ آزاد اور رضاکارانہ عزت جو قبائلی (جرگے والے) سماج کے اداروں کو نصیب تھی ان کو مطمئن نہ کرتی، اگر ان کو حاصل بھی ہو سکتی..." افسروں کے تقدس اور عام قوانین سے بالاتر ہونے کے لئے مخصوص قوانین بنائے جاتے ہیں - "پولیس کا انتہائی معمولی ملازم" بھی جرگے کے نمائندے سے زیادہ "اختیار" رکھتا ہے لیکن کسی مہذب ریاست کی فوجی طاقت کے سربراہ کے لئے سماج کی وہ "بلاڈنڈے کے زور کی عزت" قابل رشک ہے جو جرگے کے سردار کو حاصل ہوتی ہے -

یہاں ریاستی اقتدار کے اداروں کی حیثیت سے افسروں کے خصوصی حقوق کا سوال اٹھایا جاتا ہے - خاص نکتہ یہ دکھایا گیا ہے کہ کیا بات ہے جو ان کو سماج سے بالاتر بناتی ہے؟ ہم دیکھیں گے کہ اس نظریاتی سوال کا ۱۸۷۱ء میں پیرس کمیون نے عملی طور پر کس طرح جواب دیا اور ۱۹۱۲ء میں کاؤتسکی نے رجعت پرست نقطۂ نظر سے کس طرح اس کو دھندلا بنایا -

"... کیونکہ ریاست طبقاتی تضادات کو محدود رکھنے کی ضرورت سے پیدا ہوئی، کیونکہ یہ ان طبقات کے درمیان تصادم کے دوران ہی پیدا ہوئی اسی لئے یہ ریاست عام قاعدے کے مطابق انتہائی طاقتور اور معاشی طور پر حکمران طبقے کی ہوتی ہے جو ریاست کے ذریعہ سیاسی طور پر بھی حکمران طبقہ بن جاتا ہے اور اس طرح مظلوم طبقے کو دبانے اور اسکا استحصال کرنے کے نئے ذرائع حاصل کر لیتا ہے..."

نہ صرف قدیم اور جاگیردارانہ ریاستیں غلاموں اور کسان غلاموں کے استحصال کے ادارے تھے بلکہ اسی طرح "موجودہ نمائندہ ریاست سرمائے کے ھاتھوں اجرتی محنت کے استحصال کا آلہٗ کار ھے۔ بہرحال، استثنا کے طور پر ایسے دور آتے ھیں جن میں لڑنے والے طبقات اتنی متوازن طاقت حاصل کر لیتے ھیں کہ ریاستی اقتدار کو کچھ وقت کے لئے دونوں طبقات سے اپنے تعلقات میں کسی حد تک خود مختاری حاصل ھو جاتی ھے اور معلوم ھوتا ھے کہ وہ ان کے درمیان ثالث کا رول ادا کرتا ھے..." ۱۷ ویں اور ۱۸ ویں صدیوں کی مطلق‌العنان شاھی سلطنتیں ایسی ھی تھیں، فرانس میں بوناپارٹ‌ازم کی پہلی اور دوسری سلطنتیں اور جرمنی میں بسمارک کی سلطنت۔

ہم اپنی طرف سے اضافہ کر سکتے ھیں کہ رپبلکن روس میں کیرینسکی کی حکومت بھی ایسی ھی ھو گئی جب اس نے انقلابی پرولتاریہ پر ایسے وقت جبروتشدد شروع کیا جب کہ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کی قیادت کیوجہ سے سوویتیں بےبس ھوچکی ھیں اور بورژوازی ابھی تک اتنی مضبوط نہیں ھوئی ھے کہ انکو منتشر کر سکے۔

اینگلس آگے چل کر کہتے ھیں: جمہوری رپبلک میں "دولت اپنی طاقت بالواسطہ استعمال کرتی ھے لیکن زیادہ اعتماد کے ساتھ"، پہلے "افسروں کو براہ راست رشوت دیکر" (امریکہ)، دوسرے "حکومت اور اسٹاک ایکسچینج کے اتحاد" کےذریعہ (فرانس اور امریکہ)۔

آج کل سامراج اور بینکوں کے راج نے ھر طرح کی جمہوری رپبلکوں میں دولت کی ھمہ‌گیر طاقت کو برقرار رکھنے اور رائج کرنے کے ان دونوں طریقوں کو غیر معمولی آرٹ کی حد تک "فروغ" دیا ھے۔ مثلاً اگر روسی جمہوری رپبلک کے پہلے ھی مہینوں میں، بلکہ یوں کہا جا سکتا ھے کہ مخلوط حکومت میں "سوشلسٹوں"، یعنی سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی بورژوازی کے ساتھ شادی کے

ماہ عسل میں ھی جناب پالچینسکی نے ان تمام اقدامات میں توڑ پھوڑ کی جنکا مقصد سرمایہ‌داروں اور ان کی غارتگر کارروائیوں کو، جنگی ٹھیکوں کے ذریعہ ریاست کے خزانے کو لوٹنے کو روکنا تھا، اگر اسکے بعد جناب پالچینسکی کو کابینہ سے استعفا دینے پر (اور واقعی انکی جگہ ایک اور شخص کو دئے جانے پر جو بالکل پالچینسکی جیسا تھا) سرمایہ‌داروں نے ایک لاکھ ۲۰ ھزار روبل سالانہ کی موٹی ''ملازمت،، دے دی — تو یہ سب کیا ھے؟ براہ راست یا بالواسطہ رشوت؟ حکومت اور سینڈیکیٹوں کا اتحاد یا ''محض،، دوستانہ تعلقات؟ چیرنوف اور تسرے تیلی، اوکسین‌تیف اور اسکوبیلیف جیسے لوگ اسمیں کیا رول ادا کرتے ھیں؟ وہ خزانہ لوٹنے والے کروڑپتیوں کے ''براہ راست،، اتحادی ھیں یا صرف بالواسطہ اتحادی؟

جمہوری ریپبلک میں ''دولت،، کے ھمہ گیر اقتدار کے زیادہ پراعتماد ھونے کی وجہ یہ بھی ھے کہ وہ سیاسی مشینری کی الگ الگ خامیوں پر، سرمایہ‌داری کے برے سیاسی چھلکے پر منحصر نہیں ھوتا۔ جمہوری ریپبلک سرمایہ‌داری کیلئے بہترین امکانی سیاسی چھلکا ھے اور اسی لئے ایک بار سرمایہ اس بہترین چھلکے کی ملکیت حاصل کرنے کے بعد (پالچینسکیوں، چیرنوفوں، تسرے تیلیوں اینڈ کمپنی کے ذریعہ) اپنے اقتدار کو اتنے اعتماد، اتنے یقین کے ساتھ جماتا ھے کہ بورژوا جمہوری ریپبلک میں اشخاص، اداروں یا پارٹیوں میں کوئی بھی تبدیلی اسکو نہیں ھلا سکتی۔

ھمیں اس بات کی طرف بھی توجہ کرنی چاھئے کہ اینگلس پورے بھروسے کے ساتھ عام حق‌رائے دھی کو بھی بورژوازی کے تسلط کا آلہ کہتے ھیں۔ جرمن سوشل ڈیموکریسی کے طویل تجربے کے پیش نظر ھی وہ کہتے ھیں کہ عام حق‌رائے دھی

> ''مزدور طبقے کی پختگی کا پیمانہ ھے۔ موجودہ ریاست میں نہ تو وہ اس سے زیادہ دے سکتا ھے اور نہ کبھی دیگا۔،،

ھمارے سوشلسٹ انقلابی اور منشویک جیسے پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹ اور انکے سگے بھائی مغربی یورپ کے سارے سوشل شاونسٹ اور موقع پرست بھی اس عام حق‌رائے دھی سے ٹھیک اسی ''زیادہ،، کی

توقع رکھتے ھیں - وہ خود اس خیال کے ھیں اور عوام کے دماغ میں بھی یہ غلط خیال بٹھاتے ھیں کہ ''آج کی ریاست میں،، عام حق رائے دھی واقعی اس بات کی صلاحیت رکھتا ھے کہ وہ محنت کشوں کی اکثریت کی مرضی کا اظہار کرسکے اور زندگی میں اسکے نفاذ کو مضبوط بنا سکے -

ھم یہاں صرف اس غلط خیال کی طرف توجہ کر سکتے ھیں، صرف یہ دکھا سکتے ھیں کہ اینگلس کے بالکل صاف، ٹھیک اور ٹھوس بیان کو ''سرکاری،، (یعنی موقع پرست) سوشلسٹ پارٹیوں کے پروپیگنڈا اور ایجی‌ٹیشن میں ھر قدم پر مسخ کیا جاتا ھے - اس خیال کے سارے جھوٹ کی تفصیلی وضاحت جسکو اینگلس نے رد کردیا ھے، ھمارے یہاں آگے چلکر ''آج کی،، ریاست کے بارے میں مارکس اور اینگلس کی رائے کے سلسلے میں کی گئی ھے -

اینگلس نے اپنی رائے کے عام نتائج اپنی انتہائی مقبول عام تصنیف میں مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کئے ھیں:

''تو ریاست کا وجود ابد سے نہیں ھے - ایسے سماج بھی ھوئے ھیں جو اسکے بغیر بھی تھے، جو ریاست اور ریاستی اقتدار کا کوئی تصور نہ رکھتے تھے - معاشی ارتقا کی ایک معینہ منزل پر، جو لازمی طور پر سماج کی طبقات میں تفریق سے منسلک تھی، ریاست اس تفریق کے باعث ضروری ھو گئی - اب ھم پیداوار کے ارتقا کی ایسی منزل کی طرف تیزی سے بڑھ رھے ھیں جس میں ان طبقات کا وجود نہ صرف ضروری نہیں رھے‌گا بلکہ پیداوار کے لئے براہ راست رکاوٹ بن جائے‌گا - طبقات اسی طرح لازمی طور پر غائب ھوجائیں‌گے جیسے وہ ماضی میں لازمی طور پر نمودار ھوئے تھے - طبقات کے غائب ھونے پر لازمی طور سے ریاست بھی غائب ھو جائے‌گی - سماج، جو پیداوار کرنےوالوں کے آزاد اور مساوی اتحاد کی بنا پر پیداوار کو نئے طریقے سے منظم کریگا، ساری ریاستی مشینری کو اسکے صحیح مقام پر بھیجدیگا یعنی آثار قدیمہ کے میوزیم میں، چرخوں اور کانسے کی کلہاڑیوں کے پہلو میں - ،،

همیں یہ اقتباس موجودہ سوشل ڈیموکریسی کے پروپیگنڈا اور ایجی‌ٹیشن کے لٹریچر میں کم نظر آتا ہے۔ لیکن جب کبھی یہ اقتباس ملتا ہے تو اسکا حوالہ زیادہ‌تر اس طریقے سے دیا جاتا ہے جیسے کوئی کسی مذہبی شبیہہ کے سامنے احترام سے جھکے یعنی اینگلس کے لئے رسمی طور پر احترام کا اظہار کیا جاتا ہے، اس بات کو سمجھنے کی کوشش کئے بغیر کہ اس انقلاب کا کیسی وسعت اور گہرائی سے اندازہ لگایا جاتا ہے جو اس "ساری ریاستی مشینری کو آثارقدیمہ کے میوزیم بھیجنے" کا تصور پیش کرتا ہے۔ زیادہ تر یہ بھی نہیں سمجھا جاتا کہ اینگلس جسکو ریاستی مشینری کہتے ہیں وہ کیا چیز ہے۔

۴ - ریاست کا "رفتہ رفتہ مٹنا" اور تشددآمیز انقلاب

ریاست کے "رفتہ رفتہ مٹنے" کے بارے میں اینگلس کے الفاظ اس قدر مشہور ہیں، انکا اتنا زیادہ حوالہ دیا جاتا ہے اور وہ اتنی وضاحت کے ساتھ یہ دکھاتے ہیں کہ موقع پرستی میں مارکس‌ازم کے ساتھ جعل سازی کا نچوڑ کیا ہے کہ ہمیں ان پر تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہئے۔ ہم اس تمام بحث کو پیش کریں‌گے جس سے یہ الفاظ لئے گئے ہیں:

"پرولتاریہ ریاستی اقتدار پر قبضہ کرکے سب سے پہلے ذرائع پیداوار کو ریاستی ملکیت بناتا ہے۔ لیکن اس طرح وہ پرولتاریہ کی حیثیت سے اپنے کو ختم کر لیتا ہے، سارے طبقاتی امتیاز اور طبقاتی تضاد ختم کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ریاست کو بھی ریاست کی حیثیت سے ختم کر دیتا ہے۔ جو سماج پہلے تھا اور اب‌بھی موجود ہے اس کو طبقاتی تضادات کے درمیان کارفرما ہوتے ہوئے ریاست کی ضرورت تھی یعنی استحصال کرنے والے طبقے کی ایک تنظیم کی تاکہ وہ پیداوار کی اپنی خارجی شرائط کو برقرار رکھ‌سکے اور اسی لئے، خاص

طور سے، موجودہ طریقۂ پیداوار کے متعین کئے ہوئے جبر و تشدد کے حالات میں (غلامی، کسان غلامی، اجرتی محنت) استحصال کے شکار طبقے کو جبریہ قائم رکھنے کے مقصد سے۔ ریاست مجموعی طور پر سارے سماج کی سرکاری نمائندہ تھی، مجسم کارپوریشن میں اس کا ارتکاز تھا۔ لیکن وہ ایسی صرف اس حد تک تھی جس حد تک وہ اس طبقے کی ریاست تھی جو اپنے دور کیلئے سارے سماج کا واحد ترجمان ہوتا تھا: قدیم زمانے میں وہ غلام دار شہریوں کی ریاست تھی، ازمنۂ وسطی میں جاگیردار امرا کی اور ہمارے زمانے میں بورژوازی کی۔ اور جب آخر میں ریاست پورے سماج کی حقیقی نمائندہ بنتی ہے تو وہ اپنے آپ کو بےضرورت بنا دیتی ہے۔ اس وقت سے جب کوئی ایسا سماجی طبقہ نہیں رہ جاتا جسکو دباؤ میں رکھنے کی ضرورت ہو، اس وقت سے جب طبقاتی حکمرانی اور پیداوار میں موجودہ نراج کی وجہ سے انفرادی وجود کی جدوجہد کے ساتھ وہ تصادم اور شدائد (انتہا پرستی) جو اس جدوجہد سے پیدا ہوتے ہیں، غائب ہو جاتے ہیں — اس وقت سے کسی کو نہیں دبایا جائیگا اور دباؤ ڈالنے والی مخصوص طاقت، ریاست کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ پہلا اقدام جس کے ذریعہ ریاست حقیقت میں سارے سماج کی نمائندہ کی حیثیت سے سامنے آتی ہے — سماج کی طرف سے ذرائع پیداوار کا مالک بن بیٹھنا ہے — یہ ریاست کی حیثیت سے اسکا آخری آزاد اقدام بھی ہے۔ سماجی تعلقات میں ریاستی اقتدار کی مداخلت یکے بعد دیگرے ہر شعبے میں بےضرورت ہوتی جاتی ہے اور پھر خود ہی مرجاتی ہے۔ اشخاص کی حکومت کی جگہ چیزوں کا انتظام اور پیداواری عوامل کی رہنمائی لے‌لیتی ہے۔ ریاست ''منسوخ'' نہیں ہوتی بلکہ وہ رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے۔ اس بنیاد پر ''آزاد عوامی ریاست'' کے فقرے کے معنی کا اندازہ لگانا چاہئے، فقرہ جو ایجی‌ٹیشن کے نقطۂ نظر سے کچھ وقت کے لئے بجا طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا اور آخری اندازی میں سائنسی طور پر ناموزوں تھا۔ اس بنیاد پر نام نہاد انارکسٹوں کے اس مطالبے کا بھی اندازہ

لگانا چاھئے کہ ریاست کو بس فوراً منسوخ کر دیا جائے،، (''اینٹی ڈیورنگ،، - ''سائنس میں الٹ پلٹ، جو جناب ایوگینی ڈیورنگ کی تخلیق ھے،، صفحات ۳۰۳ — ۳۰۱، تیسرا جرمن ایڈیشن) -

بلا کسی غلطی کے خوف کے یہ کہا جا سکتا ھے کہ اینگلس کی اس بحث سے، جو لا جواب خیالات سے مالامال ھے، صرف ایک نکتہ موجودہ سوشلسٹ پارٹیوں میں سوشلسٹ خیال کا واقعی جز بن چکا ھے یعنی یہ کہ بقول مارکس کے ریاست ''رفتہ رفتہ مٹ جاتی ھے،،، جو انارکسٹوں کے اس نظرئے سے مختلف ھے کہ ریاست ''منسوخ،، ھوجاتی ھے۔ اس حد تک مارکس‌ازم کی کتربیونت کرنے کا مطلب اسکو موقع پرستی تک گرا دینا ھے کیونکہ یہ ''توضیح،، ایک سست، ھموار اور رفتہ رفتہ تبدیلی کا، چھلانگوں اور طوفانوں کی غیرموجودگی کا، انقلاب کی غیر موجودگی کا صرف ایک بہت مبہم تصور پیدا کرتی ھے - ریاست کے ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کا مطلب، رائج، عام طور پر پھیلے ھوئے اور اگر اس طرح کہا جا سکتا ھے، مقبول تصور کے لحاظ سے بلا شبہ اگر انقلاب سے انکار نہیں تو اسکو غیرواضح بنانا ضرور ھے -

بہرحال ایسی ''توضیح،، مارکس‌ازم کو بھونڈے طریقے سے مسخ کرنا ھے جو صرف بورژوازی کیلئے مفید ھے - نظریاتی لحاظ سے اسکی بنیاد ایسے انتہائی اھم واقعات اور خیالات کو نظر انداز کرنے پر ھے جنکا حوالہ اینگلس کی ''مختتم،، بحث میں ھے جس کو ھمنے پورا کا پورا یہاں دے دیا ھے -

اول، اینگلس نے اس بحث کی ابتدا ھی میں کہا ھے کہ ریاستی اقتدار پر قبضہ جما کر پرولتاریہ ''اس طرح ریاست کو ریاست کی حیثیت سے ختم کردیتا ھے،، - اسکا کیا مطلب ھے، اسکے بارے میں سوچنا ''منظور نہیں،، ھے - عام طور پر یا اسکو قطعی نظر انداز کردیا جاتا ھے یا اسکو اینگلس کی ''ھیگلیائی کمزوری،، سمجھا جاتا ھے - دراصل ان الفاظ میں ایک بہت ھی بڑے پرولتاری انقلاب کے تجربے کا، ۱۸۷۱ ء کے پیرس کمیون کے تجربے کا مختصر طور سے

سے اظہار کیا گیا ھے جسکا ذکر ھم زیادہ تفصیل سے مناسب جگہ پر کرینگے۔ دراصل اینگلس یہاں پرولتاری انقلاب کے ھاتھوں بورژوا ریاست کے ''خاتمے،، کے بارے میں بتاتے ھیں جبکہ ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے الفاظ کا تعلق سوشلسٹ انقلاب کے بعد پرولتاری ریاست کی باقیات سے ھے۔ اینگلس کے بیان کے مطابق بورژوا ریاست ''رفتہ رفتہ مٹتی،، نہیں ھے بلکہ پرولتاریہ اسکو انقلاب کے دوران ''ختم،، کردیتا ھے۔ اس انقلاب کے بعد جو رفتہ رفتہ مٹتا ھے وہ پرولتاری ریاست یا نیم ریاست ھے۔

دوسرے، ریاست ''دباؤ کے لئے مخصوص طاقت،، ھے۔ اینگلس کی اس لاجواب تعریف میں اعلی درجے کی گہرائی ھے اور اسکو انہوں نے بڑی صفائی سے پیش کیا ھے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ھے کہ اس ''دباؤ کے لئے مخصوص طاقت،، کی جگہ، جس کے ذریعہ بورژوازی پرولتاریہ کو، مٹھی بھر امیر لوگ کروڑوں محنت کشوں کو دباتے ھیں، ''دباؤ کے لئے اس مخصوص طاقت،، کو لینا چاھئے جسکے ذریعہ پرولتاریہ (پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ) بورژوازی کو دبا سکے۔ ''ریاست کی حیثیت سے ریاست کے خاتمے،، کا ٹھیک یہی مطلب ھے۔ ٹھیک یہی ''اقدام،، ھے سماج کی طرف سے ذرائع پیداوار پر ملکیت حاصل کرنے کا۔ اور یہ بات خود واضح ھے کہ ایک (بورژوا) ''مخصوص طاقت،، کی جگہ دوسری (پرولتاری) ''مخصوص طاقت،، کو اس طرح لانا ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کی صورت میں ممکن نہیں ھے۔

تیسرے، ریاست کے ''رفتہ رفتہ مٹنے،، اور اس سے بھی زیادہ تشریحی اور رنگین الفاظ میں ''مرجانے،، کے بارے میں ذکر کرتے ھوئے اینگلس نے بہت صاف اور واضح طور پر اس دور کا حوالہ دیا ھے جو ''سارے سماج کی طرف سے ذرائع پیداوار پر ریاست کے ملکیت حاصل کرنے،، کے بعد آئیگا یعنی سوشلسٹ انقلاب کے بعد۔ ھم سب جانتے ھیں کہ اس وقت ''ریاست،، کی سیاسی شکل انتہائی مکمل جمہوریت ھوگی۔ لیکن کسی موقع پرست کے سر میں نہیں سماتا، جو بےشرمی سے مارکس‌ازم کو مسخ کرتے ھیں، کہ اینگلس یہاں جمہوریت کے ''مرجانے،، اور ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کا ذکر کرتے

ھیں۔ یہ پہلی نظر میں تو عجیب سا لگتا ھے۔ لیکن یہ ''ناقابل فہم،، صرف ان لوگوں کے لئے ھے جنھوں نے یہ نہیں سوچا ھے کہ جمہوریت بھی ریاست ھوتی ھے اور اس طرح جب ریاست غائب ھوتی ھے تو جمہوریت بھی غائب ھوجاتی ھے۔ صرف انقلاب ھی بورژوا ریاست کو ''ختم،، کر سکتا ھے۔ عام طور پر ریاست یعنی انتہائی مکمل جمہوریت صرف ''رفتہ رفتہ مٹ،، سکتی ھے۔

چوتھے، اپنا یہ مشہور نظریہ مرتب کرنے کے بعد کہ ''ریاست رفتہ رفتہ مٹ جاتی ھے،، اینگلس فوراً ٹھوس طریقے سے وضاحت کرتے ھیں کہ یہ نظریہ موقع پرستوں اور انارکسٹوں دونوں کی مخالفت کے لئے ھے۔ ایسا کرتے ھوئے اینگلس ''ریاست رفتہ رفتہ مٹ جانے،، کے نظرئے کی بنا پر اس نتیجے کو اولین جگہ دیتے ھیں جس کا رخ موقع پرستوں کے خلاف ھے۔

یہ بات شرط لگا کر کہی جا سکتی ھے کہ ان ھر دس ھزار لوگوں میں سے جنھوں نے ریاست کے ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کے بارے میں پڑھا یا سنا ھے ۹۹۹۰ لوگ اس بات سے بالکل بےخبر ھیں یا ان کو یاد نہیں ھے کہ اینگلس نے اس نظرئے سے اخذ کئے ھوئے اپنے نتائج کا رخ صرف انارکسٹوں کے خلاف نہیں رکھا ھے۔ اور بقیہ دس لوگوں میں سے نو ''آزاد عوامی ریاست،، کے معنی اور یہ بھی نہیں جانتے کہ اس نعرے پر حملے کے معنی موقع پرستوں پر حملے کے کیوں ھیں۔ تاریخ اسی طرح لکھی جاتی ھے! اسی طرح عظیم انقلابی تعلیم کو مخفی طور پر جھٹلایا جاتا ھے اور رائج تنگ نظری کے مطابق ڈھالا جاتا ھے۔ انارکسٹوں کے خلاف اخذ کیا ھوا نتیجہ ھزاروں بار دھرایا جا چکا ھے، اسکو بھونڈا بنایا گیا ھے، انتہائی چھچھوری صورت میں لوگوں کے دماغوں میں ٹھونسا گیا ھے اور اس نے ایک تعصب کی صورت اختیار کرلی ھے جبکہ موقع پرستوں کے خلاف نتیجے کو مبہم بنا کر ''فراموش،، کردیا گیا ھے۔

آٹھویں دھائی میں جرمن سوشل ڈیموکریٹوں میں ''آزاد عوامی ریاست،، پروگرام والا مطالبہ اور چلتا ھوا نعرہ تھا۔ یہ نعرہ سیاسی مطلب سے بالکل عاری ھے سوائے اسکے کہ وہ جمہوریت کے نظرئے

کو شاندار عامیانہ طریقے سے پیش کرتا ھے۔ جس حد تک اس میں قانونی طور پر جمہوری رپبلک کی طرف اشارہ کیا گیا، اس حد تک اینگلس اسکے استعمال کو ''کچھ وقت کے لئے،، ایجی‌ٹیشن کے نقطۂ نظر سے ''جائز،، سمجھنے کو تیار ہو گئے۔ لیکن یہ موقع پرست نعرہ تھا کیونکہ یہ نہ صرف بورژوا جمہوریت کے آرائش حسن کیلئے تھا بلکہ اس میں عام طور سے ہر ریاست پر سوشلسٹ تنقید کو سمجھنے میں ناکامی کا اظہار بھی تھا۔ سرمایہ‌دار نظام کے تحت پرولتاریہ کے لئے ریاست کی بہترین شکل کی حیثیت سے ہم جمہوری رپبلک کے حق میں ھیں لیکن ھمیں یہ بھولنے کا کوئی حق نہیں ھے کہ انتہائی جمہوری بورژوا رپبلک میں بھی اجرت کی غلامی لوگوں کا نوشتۂ تقدیر ھے۔ مزید یہ کہ ہر ریاست مظلوم طبقے پر ''دباؤ کے لئے مخصوص طاقت،، ھے۔ اس لئے ہر ریاست آزاد اور عوامی نہیں ہوتی ھے۔ مارکس اور اینگلس نے اس بات کی وضاحت باربار اپنے پارٹی رفیقوں سے آٹھویں دھائی میں کی۔

پانچویں، اینگلس کی اسی تصنیف میں، جسکی ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی دلیل ہر ایک کو یاد ھے، ایک دلیل تشددآمیز انقلاب کی اھمیت کے بارے میں بھی ھے۔ اینگلس نے اسکے تاریخی رول کا جو تجزیہ کیا ھے وہ تشددآمیز انقلاب کا سچ‌سچ کا قصیدہ بن گیا ھے۔ اسکو ''کوئی بھی یاد نہیں کرتا،،۔ موجودہ سوشلسٹ پارٹیوں میں ان خیالات کی اھمیت کے بارے میں بات کرنا یا سوچنا بھی پسندیدہ نہیں ھے اور لوگوں کے درمیان روزمرہ کے پروپیگنڈے اور ایجی‌ٹیشن میں انکا کوئی حصہ نہیں ھے۔ اور اسکے باوجود وہ ریاست کے ''رفتہ رفتہ مٹنے،،، کے ساتھ لازمی طور پر مجموعی طور سے منسلک ھیں۔

یہ ھے اینگلس کی دلیل:

''...یہ بات کہ تشدد تاریخ میں ایک اور رول،، (بدی کی طاقت کے علاوہ) ''بھی ادا کرتا ھے یعنی ایک انقلابی رول، کہ مارکس کے الفاظ میں یہ ہر پرانے سماج کی دایہ ھے جو نئے سماج کی حاملہ ہوتی ھے، کہ تشدد ایک ایسا آلہ ھے

جس کے ذریعہ سماجی تحریک اپنا راستہ بناتی ہے اور مردہ، پتھرائے ہوئے سیاسی پیکروں کو توڑ پھوڑ دیتی ہے — اسکے بارے میں جناب ڈیورنگ کے یہاں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ وہ صرف آہوں اور کراہٹوں کے ساتھ اس بات کے امکان کو تسلیم کرتے ہیں کہ استحصال کرنےوالوں کی حکمرانی ختم کرنے کیلئے شاید تشدد کی ضرورت ہوگی — افسوس کی بات ہے، کیونکہ، دیکھئے نا، تشدد کا ہر استعمال اس شخص کو بد اخلاق بنا دیتا ہے جو اسکو استعمال کرتا ہے۔ اور یہ اس زبردست اخلاقی اور نظریاتی ابھار کے باوجود کہا جاتا ہے جو ہر فتحیاب انقلاب کا نتیجہ رہا ہے! اور یہ جرمنی میں کہا جاتا ہے، جہاں تشددآمیز تصادم کا، جو عوام پر مسلط کیا جا سکتا ہے، کم از کم یہ فائدہ ہواہوتا کہ وہ اس غلامانہ ذہنیت کو دھو ڈالے جو قوم کے ذہن میں تیس سالہ جنگ (۶) کی ذلت کی وجہ سے رچ بس گئی ہے۔ اور یہ پھیکا، غیر دلچسپ اور کمزور پادریوں جیسا طریقۂ فکر اپنے کو تاریخ میں انتہائی انقلابی پارٹی پر مسلط کرنا چاہتا ہے؟،، (صفحہ ۱۹۳، تیسرا جرمن ایڈیشن، حصہ ۲، باب ۴ کا آخر)۔

تشددآمیز انقلاب کے اس قصیدے کو، جسکی طرف اینگلس نے ۱۸۷۸ء سے اور ۱۸۹۴ء تک یعنی اپنی موت کے وقت تک جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی توجہ مستقل طور پر دلائی، کیسے ریاست کے ,,رفتہ رفتہ مٹنے،، کے نظرئے سے مربوط کیا جا سکتا ہے تاکہ واحد نظریہ بن جائے؟

عام طور پر دونوں کو متحد کیا جاتا ہے eclecticism کی مدد سے یعنی بےاصول یا سوفسطائی من مانے طریقے سے (یا صاحبان اقتدار کو خوش کرنے کے لئے) کبھی ایک اور کبھی دوسری دلیل کو لیکر اور اگر زیادہ نہیں تو ۱۰۰ میں سے ۹۹ صورتوں میں ,,رفتہ رفتہ مٹنے،، کے خیال کو صف اول میں رکھا جاتا ہے۔ جدلیات کی جگہ eclecticism کو دی جاتی ہے۔ مارکس‌ازم کے تعلق سے موجودہ سرکاری سوشل ڈیموکریٹک لٹریچر میں یہ بہت ہی عام اور

وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا مظہر ہے۔ اس طرح کی تبدیلی دراصل کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اسکو یونان کے کلاسیکی فلسفے میں بھی دیکھا گیا ہے۔ موقع پرستانہ ڈھنگ سے مارکس‌ازم کو جھٹلانے کیلئے جدلیات کی جگہ eclecticism کو رکھنا لوگوں کو دھوکا دینے کا سب سے آسان طریقہ ہے۔ اس سے پرفریب اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ وہ عمل کے تمام پہلوؤں، ارتقا کے سارے رجحانوں اور سب متضاد اثرات وغیرہ کو نظر میں رکھتا ہے جبکہ حقیقت میں وہ سماجی ارتقا کے عمل کے سالم اور انقلابی خیال کو ذرا بھی نہیں پیش کرتا۔

ہم اوپر کہہ چکے ہیں اور آگے چل کر یہ زیادہ تفصیل سے بتائیں‌گے کہ تشددآمیز انقلاب کے ناگزیر ہونے کے بارے میں مارکس اور اینگلس کے نظریئے کا تعلق بورژوا ریاست سے ہے۔ اسکو ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کے ذریعہ پرولتاری ریاست (پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ) میں نہیں بدلا جا سکتا بلکہ عام قاعدے کے مطابق صرف تشدد آمیز انقلاب کے ذریعہ بدلا جا سکتا ہے۔ اینگلس نے اسکے اعزاز میں جو قصیدہ پیش کیا ہے اور جو مارکس کے متعدد بیانوں سے مطابقت رکھتا ہے (یاد کیجئے ''فلسفے کا افلاس،، اور ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، کے آخری حصے جن میں فخر کے ساتھ کھلم کھلا تشددآمیز انقلاب کے ناگزیر ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ یاد کیجئے کہ مارکس نے تیس سال بعد ۱۸۷۵ء کے گوتھا پروگرام (۷) پر تنقید کرتے ہوئے کیا لکھا تھا جب انھوں نے اس پروگرام کی موقع پرستی پر سختی سے سرزنش کی ہے) — یہ قصیدہ کسی طرح محض ''جوش،،، محض ہیجانی تقریر یا کٹ حجتی نہیں ہے۔ باقاعدگی کے ساتھ عوام کو تشددآمیز انقلاب کے اسی اور ٹھیک اسی خیال کی تربیت دینے کی ضرورت مارکس اور اینگلس کے پورے نظریئے کی بنیاد ہے۔ فی الحال رائج سوشل شاونسٹ اور کاؤتسکی‌والے رجحانات کی اس نظریئے سے غداری کا اظہار نمایاں طور پر اس سے ہوتا ہے کہ ان دونوں رجحانوں میں ایسے پروپیگنڈے اور ایجی‌ٹیشن کو نظرانداز کیا جاتا ہے۔

تشددآمیز انقلاب کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ پرولتاری ریاست

بورژوا ریاست کو بدل دے۔ پرولتاری ریاست کا خاتمہ یعنی عام طور پر ریاست کا خاتمہ ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کے عمل سے گزرے بغیر ناممکن ہے۔

ان خیالات کی تفصیلی اور ٹھوس وضاحت مارکس اور اینگلس نے ہر انقلابی صورت حال کے مطالعہ، ہر انقلاب کے تجربے کے سبقوں کے تجزئے کے دوران کی ہے۔ ہم اب اس طرف آئیں گے جو بلاشبہ ان کے نظرئے کا اہم حصہ ہے۔

دوسرا باب

ریاست اور انقلاب - ۱۸۴۸—۵۱ء کا تجربہ

۱ - انقلاب سے ماقبل

پختہ مارکس‌ازم کی پہلی تصانیف ''فلسفے کا افلاس،، اور ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، ۱۸۴۸ء کے انقلاب سے ذرا پہلے شایع ہوئیں۔ اسی سبب سے، مارکس‌ازم کے عام اصول پیش کرنے کے علاوہ وہ ایک حد تک اس وقت کی ٹھوس انقلابی صورت حال کی عکاسی کرتی ہیں۔ اسی لئے شاید اسکا جائزہ لینا زیادہ مناسب ہوگا کہ ان تصانیف کے خالقوں نے ریاست کے بارے میں ۱۸۴۸—۵۱ء کے تجربے سے نتائج اخذ کرنے سے فوراً پہلے کیا کہا ہے۔

''فلسفے کا افلاس،، میں مارکس نے لکھا ہے: ''...مزدور طبقہ، ارتقا کے دوران، پرانے بورژوا سماج کی جگہ ایسی ایسوسی‌ایشن کو دیگا جو طبقات اور انکے تضادات کو نکال پھینکےگی، اور کوئی خاص سیاسی اقتدار نہیں رہےگا کیونکہ سیاسی اقتدار ہی بورژوا سماج میں طبقاتی تضاد کا سرکاری اظہار ہے،، (صفحہ ۱۸۲، جرمن ایڈیشن، ۱۸۸۵ء)۔

طبقات کے خاتمے کے بعد ریاست کے غائب ہونے کے خیال کی ایسی عام تشریح کا اس تشریح سے مقابلہ کرنا سبق‌آموز ہوگا جو

"کمیونسٹ مینی‌فسٹو"، میں دی گئی ہے جسکو مارکس اور اینگلس نے چند مہینے بعد یعنی نومبر ۱۸۴۷ء میں لکھا تھا :

"... پرولتاریہ کے ارتقا کے انتہائی عام ادوار کی تشریح کرتے ہوئے، ہم نے موجودہ سماج میں اس کم و بیش ڈھکی چھپی خانہ جنگی کا پتہ اس حد تک لگایا جہاں پہنچ کر یہ جنگ کھلے انقلاب کی شکل میں پھوٹ پڑتی ہے اور جہاں تشدد کے ساتھ بورژوازی کا تختہ الٹ کر پرولتاریہ اپنے تسلط کی بنیاد ڈالتا ہے...

"... ہم نے اوپر دیکھا ہے کہ مزدور انقلاب کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ وہ پرولتاریہ کو بلند کرکے حکمراں طبقے کی پوزیشن تک پہنچائے، جمہوریت کو فتح کرے۔

"پرولتاریہ اپنے سیاسی تسلط کو اسلئے استعمال کرتا ہے کہ درجہ بدرجہ وہ سارا سرمایہ بورژوازی سے چھین لے، پیداوار کے سارے آلات و اوزار ریاست کے ہاتھوں میں مرکوز کردے یعنی پرولتاریہ کے ہاتھوں میں جو حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظم ہو اور جتنی جلد ممکن ہو مجموعی پیداواری طاقتوں میں اضافہ کرے"، (صفحات ۳۱ و ۳۷، ساتواں جرمن ایڈیشن، ۱۹۰۶ء) -

یہاں ہم ریاست کے سوال پر مارکس‌ازم کے ایک بہت ہی لاجواب اور انتہائی اہم خیال کو کلیے کی صورت میں دیکھتے ہیں یعنی "پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ"، کے خیال کو (جیسا کہ مارکس اور اینگلس اسکو پیرس کمیون کے بعد کہنے لگے تھے) اور ریاست کی ایک بہت ہی دلچسپ تعریف کو بھی۔ یہ بھی مارکس‌ازم کے "بھولے بسرے الفاظ"، میں شامل ہے۔ "ریاست یعنی حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظم پرولتاریہ"۔

ریاست کی اس تعریف کی وضاحت سرکاری سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے رائج پروپیگنڈے اور ایجی‌ٹیشن کے لٹریچر میں کبھی نہیں کی گئی ہے۔ مزیدبرآں، اسکو جان‌بوجھکر نظرانداز کیا گیا ہے کیونکہ یہ اصلاح‌پرستی سے ذرا بھی میل نہیں کھاتی اور "جمہوریت کے پرامن ارتقا"، کے بارے میں عام موقع پرست تعصبات اور تنگ نظر فریبوں کے منہ پر تھپڑ ہے۔

پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت ہے — یہ سب موقع پرست، سوشل‌شاونسٹ اور کاؤتسکی‌والے دھراتے ھیں اور یقین دلاتے ھیں کہ مارکس کی تعلیم یہی ہے لیکن اسمیں یہ اضافہ کرنا ''بھول جاتے ھیں،، کہ، اول تو، مارکس کے کہنے کے مطابق پرولتاریہ کو صرف ایسی ریاست کی ضرورت ہے جو رفتہ رفتہ مٹ رہی ہے یعنی ریاست کی تشکیل اس طرح ہوئی ہو کہ وہ فوراً رفتہ رفتہ مٹنا شروع کرے اور سوائے اسکے کچھ اور نہیں کر سکتی ہو - اور دوسرے یہ کہ محنت کش لوگوں کو ضرورت ہے ایک ''ریاست،، ''یعنی حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظم پرولتاریہ،، کی۔

ریاست طاقت کی ایک مخصوص تنظیم ہے، یہ تشدد کی ایک تنظیم ہے کسی نہ کسی طبقے کو دبانے کیلئے۔ پرولتاریہ کو کس طبقے کو دبانے کی ضرورت ہے؟ بے شک، صرف استحصال کرنےوالے طبقے کو یعنی بورژوازی کو۔ محنت کش لوگوں کو ریاست کی ضرورت ہے صرف استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو دبانے کیلئے، اور صرف پرولتاریہ اس دباؤ کی رہنمائی کر سکتا ہے، اس پر عمل کر سکتا ہے کیونکہ پرولتاریہ ھی صرف وہ طبقہ ہے جو مستقل طور پر انقلابی ہے، صرف یہی طبقہ جو تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کو بورژوازی کے خلاف جدوجہد کیلئے، اسکو بالکل ھٹا دینے کیلئے متحد کر سکتا ہے۔

استحصال کرنےوالے طبقوں کو استحصال برقرار رکھنے کیلئے سیاسی تسلط کی ضرورت ہے یعنی عوام کی زبردست اکثریت کے خلاف بہت ھی حقیر اقلیت کے خودغرضانہ مفادات کیلئے۔ استحصال کے شکار طبقوں کو سیاسی تسلط کی ضرورت ہے تاکہ وہ ھر قسم کے استحصال کو بالکل ختم کردیں یعنی موجودہ دور کے غلام مالکوں — جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں پر مشتمل بہت ھی حقیر اقلیت کے خلاف لوگوں کی زبردست اکثریت کے مفادات کیلئے۔

پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹوں، ان نقلی سوشلسٹوں نے جو طبقاتی جدوجہد کی جگہ طبقاتی مصالحت کے خوابوں کو لائے، سوشلسٹ تبدیلی کا تصور بھی خواب کے انداز میں کیا — استحصال کرنےوالے طبقے کے تسلط کو ختم کرنے کے ذریعہ نہیں بلکہ اقلیت کی پرامن

اطاعت کے ذریعہ اس اکثریت کے سامنے جو اپنے مقاصد کا پورا شعور رکھتی ہے ۔ یہ پیٹی بورژوا یوتوپیا، جو لازمی طور پر اس خیال سے منسلک ہے کہ ریاست طبقات سے ماورا ہے، عملی طور پر محنت کش لوگوں کے طبقات کے مفادات سے غداری کی طرف لے جاتا تھا جیسا کہ مثال کے طور پر فرانس کے ۱۸۴۸ء اور ۱۸۷۱ء کے انقلابوں کی تاریخ نے اور ۱۹ ویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی ابتدا میں برطانیہ، فرانس، اٹلی اور دوسرے ملکوں کی بورژوا وزارتوں میں ''سوشلسٹ،، شرکت کے تجربے نے دکھایا (۸) ۔

مارکس اپنی ساری زندگی اس پیٹی بورژوا سوشلزم سے لڑتے رہے جسکی تجدید اب روس میں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی پارٹیوں نے کی ہے ۔ مارکس نے اپنے طبقاتی جدوجہد کے نظرئے کو مسلسل فروغ دیا، سیاسی اقتدار کے بارے میں، ریاست کے بارے میں نظرئے تک ۔

بورژوا تسلط کا تختہ صرف پرولتاریہ الٹ سکتا ہے، وہ مخصوص طبقہ جسکے وجود کے معاشی حالات اسکو اس فریضے کے لئے تیار کرتے ھیں اور اسکی تکمیل کیلئے امکان اور طاقت فراہم کرتے ھیں ۔ جب کہ بورژوازی کسانوں اور تمام پیٹی بورژوا پرتوں کو توڑتی پھوڑتی اور منتشر کرتی ہے تو وہ پرولتاریہ کو متحد، مستحکم اور منظم کرتی ہے ۔ صرف پرولتاریہ ھی اس معاشی رول کی وجہ سے جو وہ بڑے پیمانے کی پیداوار میں ادا کرتا ہے اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ ان تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کا لیڈر بنے جنکا بورژوازی، اکثر پرولتاریہ سے کم نہیں بلکہ زیادہ استحصال کرتی ہے، دباتی اور کچلتی ہے لیکن وہ اپنی نجات کیلئے کسی خود مختارانہ جدوجہد کی صلاحیت نہیں رکھتے ۔

طبقاتی جدوجہد کا نظریہ جسکو مارکس نے ریاست اور سوشلسٹ انقلاب کے سوال کیلئے استعمال کیا ہے لازمی طور پر پرولتاریہ کے سیاسی تسلط، اسکی ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم کرنے کی طرف لے جاتا ہے یعنی اس اقتدار کو جسمیں کوئی دوسرا شریک نہ ھو اور جسکی پشت پناہ براہ راست عوام کی مسلح طاقت ھو ۔ بورژوازی کا

تختہ صرف اسی طرح الٹا جا سکتا ہے کہ پرولتاریہ حکمراں طبقہ ہوجائے جو بورژوازی کی ناگزیر اور سخت مزاحمت کو کچلنے اور تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کو نئے معاشی نظام کے لئے منظم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

پرولتاریہ کو ریاستی اقتدار کی ضرورت ہے، طاقت کی ایک مرکوز تنظیم کی، تشدد کی تنظیم کی تاکہ وہ استحصال کرنے والوں کی مزاحمت کچلے اور سوشلسٹ معیشت کی ''تنظیم،، کے کام میں آبادی کی زبردست اکثریت کی — کسانوں، پیٹی بورژوازی اور نیم پرولتاریہ کی رہنمائی بھی کر سکے۔

مزدوروں کی پارٹی کی تربیت کے ذریعہ مارکس‌ازم پرولتاریہ کے ہراول دستے کی تربیت کرتا ہے جو اقتدار سنبھالنے اور سارے عوام کو سوشلزم کی طرف لے جانے، نئے نظام کی رہنمائی اور تنظیم کرنے، بورژوازی کے بغیر اور بورژوازی کے خلاف اپنی سماجی زندگی کی تنظیم کے کام میں تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کا معلم، رہنما اور لیڈر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسکے برعکس، آجکل جس موقع پرستی کا راج ہے وہ مزدوروں کی پارٹی کو اس طرح تربیت دیتی ہے کہ وہ مزدوروں کے ان نمائندوں کی پارٹی بن جاتی ہے جو عوام سے کٹے ہوئے ہیں اور زیادہ اچھی تنخواہ پاتے ہیں، جو سرمایہ‌دار نظام میں اچھی طرح ''نباہ کرتے ہیں،، اور اپنے اولین پیدائشی حق کو روٹی کے ایک سوکھے ٹکڑے کے لئے بیچتے ہیں یعنی بورژوازی کے خلاف عوام کے انقلابی لیڈروں کی حیثیت سے اپنے رول سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔

مارکس کا یہ نظریہ — ''ریاست حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظم پرولتاریہ ہے،، تاریخ میں پرولتاریہ کے انقلابی رول کے بارے میں ان کی ساری تعلیم سے اٹوٹ طور پر منسلک ہے۔ اس رول کی تکمیل پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ، پرولتاریہ کا سیاسی تسلط ہے۔

لیکن اگر پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت بورژوازی کے خلاف تشدد کی خاص تنظیم کی حیثیت سے ہے تو اس سے خودبخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کیا ایسی تنظیم کی تخلیق کا تصور پہلے سے اس ریاستی مشینری کو ختم اور برباد کئے بغیر کیا جا سکتا ہے جسکو

بورژوازی نے اپنے لئے تخلیق کیا تھا؟ ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، براہ راست اس نتیجے کی طرف لےجاتا ہے اور ۱۸۵۱ء—۱۸۴۸ء کے انقلاب کے تجربے کے نتائج اخذ کرتے ہوئے مارکس اسی نتیجے کا ذکر کرتے ہیں۔

۲ - انقلاب کے نتائج

ریاست کے بارے میں ہماری دلچسپی کے موضوع سے متعلق مارکس نے ۱۸۵۱ء—۱۸۴۸ء کے انقلاب سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ مندرجہ‌ذیل بحث میں دئے گئے ہیں جو ''لوئی بوناپارٹ کا ۱۸ واں برومیر،، نامی کتاب سے لی گئی ہے:

''... لیکن انقلاب بنیادی چیز ہے۔ ابھی وہ تطہیر کے مدارج سے گزر رہا ہے۔ وہ قاعدے کے ساتھ اپنا کام کرتا ہے۔ ۲ دسمبر ۱۸۵۱ء تک،، (لوئی بوناپارٹ سے حکومت کا تختہ الٹنے کے دن تک) ''اس نے اپنے تیاری کے کام کا نصف حصہ پورا کر لیا تھا۔ اب وہ دوسرا حصہ پورا کر رہا ہے۔ پہلے اس نے پارلیمانی اقتدار کی تکمیل کی تاکہ اسکا تختہ الٹنے کا امکان فراہم ہوسکے۔ اس وقت جبکہ یہ کام اس نے کرلیا ہے وہ انتظامی اقتدار کی تکمیل میں لگ گیا ہے، اس کو انتہائی خالص مظہر بنا رہا ہے، اسکو الگ کرکے واحد مدعا کی حیثیت سے اپنے خلاف بنا رہا ہے تاکہ اسکے خلاف تباہی کی ساری طاقتیں مرکوز کر سکے،، (خط کشیدہ ہمارا ہے)۔ ''اور جب انقلاب اپنے ابتدائی کام کا یہ دوسرا نصف کرلیگا تو یورپ اپنی جگہ سے اٹھے گا اور تعریف کے ساتھ کہے گا 'واہ وا، تم نے کمال کیا، بڑے میاں!،

''یہ انتظامی اقتدار معہ اپنی زبردست نوکرشاہی اور فوجی تنظیم کے، معہ اپنی پیچیدہ اور پرفن ریاستی مشینری کے، معہ اپنے پانچ لاکھ افسروں کی فوج کے اور ان کے علاوہ پانچ لاکھ سپاہیوں کی فوج کے، یہ زبردست طفیل خورا جسم جس نے ساری فرانسیسی سوسائٹی کو اپنے جال میں لپیٹ لیا ہے اور

اسکے تمام مسامات کو بند کر دیا ہے، مطلق العنان شاہی کے زمانے میں جاگیردار نظام کے زوال کے ساتھ ساتھ ابھرا تھا، زوال جس کو اس جسم نے تیز کرنے میں مدد دی۔'' پہلے فرانسیسی انقلاب نے مرکزیت کو فروغ دیا، ''لیکن بیک‌وقت اس نے سرکاری اقتدار کی وسعت، خصوصیات اور ایجنٹوں کی تعداد میں اضافہ کیا۔ نپولین نے اس ریاستی مشینری کی تکمیل کی''۔ جائز شاہی اور جولائی کی شاہی نے ''اسمیں محنت کی اور زیادہ تقسیم کے سوا کوئی اضافہ نہیں کیا...

''... آخر میں، انقلاب کے خلاف اپنی جدوجہد میں پارلیمانی ریپبلک اس بات پر مجبور ہوئی کہ وہ جبر و تشدد کے اقداسات کے ساتھ سرکاری اقتدار کے وسائل اور مرکزیت کو مضبوط بنائے۔ سارے انقلابوں نے اس مشینری کو توڑنے کے بجائے اسکو مکمل بنایا'' (خط کشیدہ ہمارا ہے)۔ ''ان پارٹیوں نے جنھوں نے ایک دوسرے کو ہٹا کر تسلط کے لئے جدوجہد کی اس زبردست ریاستی ڈھانچے پر قبضہ کو اپنی فتح کا خاص مال غنیمت سمجھا'' (''لوئی بوناپارٹ کا ۱۸ واں برومیر''۔ صفحات ۹۹ — ۹۸، چوتھا ایڈیشن، ہیمبرگ، ۱۹۰۷ء)۔

اس لاجواب بحث میں مارکس‌ازم نے بمقابلہ ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو'' کے ایک زبردست قدم آگے بڑھایا۔ مؤخرالذکر میں ریاست کے سوال کو اس وقت تک بہت ہی مجرد طریقے پر، انتہائی عام مفہوم اور الفاظ میں پیش کیا گیا تھا۔ مندرجہ بالا اقتباس میں اس سوال کو انتہائی ٹھوس طریقے پر لیا گیا ہے اور نتیجہ بہت ہی ٹھیک، واضح اور عملی طور پر صریحی ہے کہ سارے پچھلے انقلابوں نے ریاستی مشینری کو مکمل بنایا جبکہ اسکو توڑنا، پاش پاش کرنا چاہئے تھا۔

یہ نتیجہ ریاست کے مارکسی نظرئے میں خاص اور بنیادی نکتہ ہے۔ اور ٹھیک اسی بنیادی نکتے کو حکمراں سرکاری سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں نے نہ صرف بالکل فراموش کیا بلکہ دراصل دوسری انٹرنیشنل کے سب سے ممتاز نظریہ‌داں کارل کاؤتسکی نے اسکو مسخ کیا (جیسا کہ ہم بعد میں دیکھیں گے)۔

''کمیونسٹ مینی‌فسٹو'' نے تاریخ کے عام نتائج پیش کئے هیں جو هم کو مجبور کرتے هیں که ریاست کو طبقاتی حکمرانی کا اداره سمجھیں، اور هم کو اس ناگزیر نتیجے کی طرف لے جاتے هیں که پرولتاریه پہلے سے سیاسی اقتدار حاصل کئے بغیر، سیاسی تسلط حاصل کئے بغیر، ریاست کو ''حکمران طبقے کی حیثیت سے منظم پرولتاریه'' میں تبدیل کئے بغیر بورژوازی کا تخته نہیں الٹ سکتا اور یه پرولتاری ریاست اس کی فتح کے بعد فوراً هی رفته رفته مٹنے لگےگی کیونکه ایسے سماج میں ریاست بے ضرورت هے اور اسکا وجود ممکن نہیں جسمیں طبقاتی تضادات نه هوں۔ یه سوال که آیا تاریخی ارتقا کے نقطۂ نظر سے بورژوا ریاست کی جگه پرولتاری ریاست کیسے لے یہاں نہیں اٹھایا گیا هے۔

یه سوال مارکس نے ۱۸۵۲ء میں اٹھایا اور اسکا جواب دیا۔ اپنے جدلیاتی مادیت کے فلسفے پر یقین رکھتے هوئے مارکس نے ۱۸۴۸ء سے ۱۸۵۱ء تک کے انقلاب کے عظیم برسوں کے تاریخی تجربے کو اپنی بنیاد بنایا۔ یہاں بھی، تمام دوسری جگہوں کی طرح، مارکس کا نظریه تجربے سے اخذ کیا هوا نتیجه هے جو گہرے فلسفیانه عالمی نقطۂ نظر اور تاریخ کے زبردست علم سے روشن هے۔

ریاست کے سوال کو ٹھوس طریقے سے پیش کیا گیا هے: کیسے بورژوا ریاست، بورژوازی کے تسلط کےلئے ضروری ریاستی مشینری تاریخی طور پر وجود میں آئی؟ کیا تبدیلیاں اسمیں هوئیں، بورژوا انقلابوں کے دوران اور مظلوم طبقوں کے خودمختارانه اقدام کے دوبدو اس کا کیا ارتقا هوا؟ اس ریاستی مشینری کے تعلق سے پرولتاریه کے فریضے کیا هیں؟

مرکوز ریاستی اقتدار جو بورژوا سماج کی خصوصیت هے مطلق العنانی کے زوال کے دور میں ظہور میں آیا۔ دو ادارے — نوکرشاهی اور مستقل فوج اس ریاستی مشینری کی بڑی خصوصیات هیں۔ مارکس اور اینگلس نے اپنی تصانیف میں باربار یه دکھایا هے که هزاروں رشتوں کے ذریعه یه ادارے بورژوازی هی سے کس طرح متعلق هیں۔ هر مزدور کا تجربه اس رشتے کو انتہائی واضح اور مؤثر طریقے سے دکھاتا هے۔ اپنے تلخ تجربے سے مزدور طبقه اس رشتے کو

پہچاننا سیکھتا ہے۔ اسی لئے وہ اس نظرئیے کو جو اس رشتے کی ناگزیریت کا اظہار کرتا ہے اتنی آسانی سے سمجھ لیتا ہے اور اس پر مضبوطی سے عبور حاصل کر لیتا ہے، اس نظریہ کو جس سے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ یا تو اپنی جہالت اور لاپروائی سے انکار کرتے ھیں یا اور زیادہ لاپروائی سے ''عام طور پر،، تسلیم کرتے ھیں لیکن مناسب عملی نتائج اخذ کرنا بھول جاتے ھیں۔

نوکرشاھی اور مستقل فوج بورژوا سماج کے جسم پر ''جونک،، کی طرح ھیں، ایسی جونک جو سماج کو چھلنی کرنےوالے اندرونی تضادات کی تخلیق ہے، لیکن یہی جونک اسکے تمام زندہ مسامات کو ''گھونٹ،، دیتی ہے۔ کاؤتسکی والی موقع پرستی جو اب سرکاری سوشل ڈیموکریسی میں پھیلی ھوئی ہے اس خیال کو کہ ریاست ایک طفیل خورا ادارہ ہے، انارکزم کی خاص اور غیرمعمولی خصوصیت سمجھتی ہے۔ یہ قدرتی بات ہے کہ مارکس‌ازم کی یہ توڑ مروڑ ان تنگ نظر لوگوں کے لئے بےحد موزوں ہے جنھوں نے ''وطن کی دفاع،، کے نظرئیے کو استعمال کرکے سامراجی جنگ کو بجا قرار دینے اور سجا بناکر پیش کرنے کی انسنی شرمناک حد تک سوشلزم کو گرادیا ہے۔ لیکن بہرحال یہ بلاشبہ توڑ مروڑ ہے۔

سارے بورژوا انقلابوں کے دوران جو یورپ نے جاگیردار نظام کے زوال کے وقت سے بڑی تعداد میں دیکھے ھیں اس نوکرشاھی اور فوجی مشینری کا ارتقا، تکمیل اور مضبوطی ھوتی ہے۔ خصوصاً بڑی حد تک اس مشینری کے ذریعہ پیٹی بورژوازی ھی بڑی بورژوازی کی طرف کھنچتی اور اسکی ماتحت بن جاتی ہے جو کسانوں، چھوٹے کاریگروں اور تاجروں وغیرہ کے اوپری پرتوں کو نسبتاً آرام‌دہ، پر سکون اور معزز جگہیں دیکر ان کو عام لوگوں سے بلند کرتی ہے۔ روس میں ۲۷ فروری ۱۹۱۷ء کے بعد (۹) چھہ مہینوں میں جو کچھ ھوا اسکو لیجئیے۔ وہ سرکاری ملازمتیں جو پہلے ترجیحی طور پر سیاہ صدوالوں کو دی جاتی تھیں اب کیڈیٹوں (۱۰)، منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کا مال غنیمت بن گئی ھیں۔ کسی نے واقعی سنجیدہ اصلاحات کرنے کے بارے میں سوچا ھی نہیں۔ ''آئین‌ساز اسمبلی کے انعقاد تک،، ان کو ملتوی کرنے اور آئین‌ساز اسمبلی کے

انعقاد کو رفتہ رفتہ جنگ کے بعد تک ملتوی رکھنے کی ہر کوشش کی گئی! لیکن لوٹ کی تقسیم میں، وزیروں، نائب وزیروں اور گورنر جنرلوں وغیرہ کی گدیاں سنبھالنے میں کوئی تاخیر نہیں کی گئی، اور کسی آئین‌ساز اسمبلی کا انتظار نہیں کیا گیا! حکومت کی تشکیل میں جو تال میل کا کھیل کھیلا گیا ھے اسکا مافیہ ''لوٹ،، کی اس تقسیم اور تقسیم نو کا اظہار ھے جو اوپر اور نیچے، سارے ملک میں، مرکزی اور مقامی انتظام کے ہر شعبے میں ہو رہی ھے۔ ۲۷ فروری سے ۲۷ اگست ۱۹۱۷ء کے چھہ مہینوں کے نتائج، معروضی نتائج بلاشبہ یہ ھیں: اصلاحات کا التوا، سرکاری ملازمتوں کی تقسیم اور کچھ تقسیم نو کے ذریعہ تقسیم کی ''غلطیوں،، کی تصحیح۔

لیکن نوکرشاھی مشینری کی ''تقسیم نو،، مختلف بورژوا اور پیٹی بورژوا پارٹیوں میں (مثال کے طور پر روس میں کیڈیٹوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں میں) جتنی زیادہ ہوتی ھے اتنی ھی زیادہ مظلوم طبقوں اور ان کے سربراہ پرولتاریہ کیلئے سارے بورژوا سماج کی طرف انکی اٹل مخاصمت صاف ہوتی جاتی ھے۔ یہاں سے تمام بورژوا پارٹیوں کے لئے، حتی‌کہ ان میں انتہائی جمہوری اور ''انقلابی جمہوری،، پارٹیوں کیلئے بھی یہ ضرورت پیدا ہوتی ھے کہ وہ انقلابی پرولتاریہ کے خلاف اپنے جابرانہ اقدام تیز کردیں، جبر و ظلم کی مشینری یعنی اسی ریاستی مشینری کو زیادہ مضبوط بنائیں۔ واقعات کی یہ رو انقلاب کو مجبور کرتی ھے کہ وہ ریاستی اقتدار کے خلاف ''تباھی کی تمام طاقتوں کو مرکوز کردے،، اور اپنے سامنے یہ فریضہ رکھے کہ وہ ریاستی مشینری کو بہتر نہیں بنائے گا بلکہ اسکو توڑیگا اور تباہ کریگا۔

یہ کوئی منطقی بحث نہ تھی بلکہ واقعات کا حقیقی ارتقا، ۱۸۴۸ء—۱۸۵۱ء کا حقیقی تجربہ تھا جس نے فریضے کو اس طرح پیش کرنے کی طرف رہنمائی کی۔ مارکس کس حد تک سختی کے ساتھ تاریخی تجربے کی ٹھوس بنیاد پر قائم رہے اسکو اس واقعہ سے دیکھا جا سکتا ھے کہ ۱۸۵۲ء میں انہوں نے ابھی اسکے بارے میں ٹھوس سوال نہیں اٹھایا تھا کہ تباہ کی جانے والی ریاستی مشینری

کی جگہ کونسی چیز لےگی۔ تجربے نے اس سوال کے لئے اس وقت تک مواد نہیں فراہم کیا تھا جسکو تاریخ نے بعد کو، ۱۸۷۱ء میں ایجنڈے پر رکھا۔ ۱۸۵۲ء میں حقیقی تاریخی مشاہدے کی صحت کے ساتھ بس یہی ثابت کیا جا سکا کہ پرولتاری انقلاب ریاستی اقتدار کو ''توڑ دینے،، کے فریضے تک قریب پہنچ ریاستی مشینری کے خلاف ''تباہی کی تمام طاقتیں مرکوز کرنے،، گیا ہے۔

یہاں یہ سوال اٹھ سکتا ہے، کیا مارکس کے تجربے، مشاہدات اور نتائج کا عام طور پر اطلاق کرنا، ان کو ایسے حدود پر منطبق کرنا جو فرانس کے تین برسوں، ۱۸۴۸ء—۱۸۵۱ء کی تاریخ سے کہیں زیادہ وسیع ہیں، صحیح ہوگا؟ اس سوال کی چھان‌بین سے پہلے ہم اینگلس کے ایک ریمارک کا ذکر کرینگے اور پھر واقعات کا جائزہ لیں‌گے۔ ''۱۸ ویں برومیر،، کے تیسرے ایڈیشن کے پیش لفظ میں اینگلس نے لکھا:

''... فرانس ایسا ملک ہے جہاں کسی دوسرے ملک سے زیادہ ہر بار تاریخی طبقاتی جدوجہد فیصلہ‌کن انجام تک چلی۔ فرانس میں ان بدلتے ہوئے سیاسی ڈھانچوں نے اپنی نمایاں چھاپ چھوڑی جن کے اندر یہ طبقاتی جدوجہد چلی اور جن کے اندر اسکے نتائج کا اظہار ہوا۔ ازمنۂ وسطی میں جاگیردار نظام کے مرکز، نشاۃ ثانیہ سے یکساں پرت‌دار شاہی کے مثالی ملک، فرانس نے عظیم انقلاب میں جاگیردار نظام کو ڈھا دیا اور ایسی کلاسیکی صفائی رکھنےوالی خالص بورژوا حکمرانی قائم کی جو یورپ کے کسی دوسرے ملک میں نہیں تھی۔ اور حکمراں بورژوازی کے خلاف سر اٹھاتے ہوئے پرولتاریہ کی جدوجہد نے یہاں ایسی شدت اختیار کی جو کسی دوسرے ملک میں نہیں پائی جاتی ہے،، (صفحہ ۴، ۱۹۰۷ء کا ایڈیشن)۔

آخری ریمارک پرانا ہو چکا ہے کیونکہ ۱۸۷۱ء سے فرانسیسی پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد میں وقفہ ہوا ہے، چاہے یہ وقفہ لمبا

ھی کیوں نہ ھو لیکن وہ اس امکان کو خارج نہیں کرتا کہ آنےوالے پرولتاری انقلاب میں فرانس یہ دکھائے کہ طبقاتی جدوجہد کو آخر تک پہنچانے میں وہ کلاسیکی ملک ھے۔

آئیے، ھم انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں ترقی‌یافتہ ملکوں کی تاریخ پر ایک عام نظر ڈالیں۔ ھم دیکھیں‌گے کہ یہی عمل زیادہ سست رفتار سے، زیادہ مختلف شکلوں میں اور زیادہ وسیع میدان میں جاری رہا، ایک طرف ''پارلیمانی اقتدار،، کی ترتیب ریپبلکن ملکوں (فرانس، امریکہ ، سوئٹزرلینڈ میں) اور شاھی ملکوں (برطانیہ، ایک حد تک جرمنی میں، اٹلی اور اسکینڈنیویائی ملکوں وغیرہ میں) دونوں میں کی جارھی تھی، دوسری طرف مختلف بورژوا اور پیٹی بورژوا پارٹیوں میں جو ملازمتوں کی ''لوٹ،، کی تقسیم اور تقسیم نو کرتی تھیں، اقتدار کی جدوجہد بورژوا نظام کی بنیادوں میں تبدیلی کئے بغیر چلتی رھی اور آخر میں ''انتظامی اقتدار،،، اسکی نوکرشاھی اور فوجی مشینری کی تکمیل اور مضبوطی کی جا رھی تھی۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ خصوصیات عام طور پر سرمایہ‌دار ملکوں کے سارے جدیدترین ارتقا میں مشترک ھیں۔ تین برسوں (۱۸۴۸ — ۵۱ء) میں فرانس نے تیز رفتار، شدید، مرکوز صورت میں ارتقا کے ان ھی عوامل کا اظہار کیا ھے جو ساری سرمایہ‌دار دنیا کی خصوصیت ھیں۔

خاص طور سے سامراج نے جو بینک‌والے سرمائے کا دور، بہت بڑی بڑی سرمادار اجارے‌داریوں کا دور، اجارے‌دارانہ سرمایہ‌داری سے بڑھکر ریاستی اجارے دارانہ سرمایہ‌داری بننے کا دور ھے ''ریاستی مشینری،، کی غیرمعمولی مضبوطی اور پرولتاریہ کے خلاف جبر و تشدد کے اقدامات کو زیادہ شدید بنانے کے تعلق سے شاھی اور انتہائی آزاد ریپبلکن ملکوں دونوں میں نوکرشاھی اور فوجی مشینری میں بےمثال اضافے کا اظہار کیا ھے۔

عالمی تاریخ اسوقت بلاشبہ ۱۸۵۲ء کی بہ‌نسبت بےنظیر بڑے پیمانے پر ریاستی مشینری کی ''تباھی،، کیلئے پرولتاری

انقلاب کی ''تمام طاقتوں کو مرکوز،، کرنے کی تیاری کر رهی هے۔

پرولتاریه اسکی جگه پر کیا لائیگا اس کے بارے میں پیرس کمیون نے بہت هی سبق‌آموز مواد فراهم کیا هے۔

۳۔ مارکس نے ۱۸۵۲ء میں اس سوال کو کیسے پیش کیا*

۱۹۰۷ء میں میرنگ نے رساله «Neue Zeit» (۱۱) (جلد ۲۵، ۲، صفحه ۱۶۴) میں مارکس کے اس خط کے اقتباسات شائع کئے جو انهوں نے ۵ مارچ ۱۸۵۲ء کو ویڈیمیئر کو لکھا تھا۔ اس خط میں اور باتوں کے علاوه یه لاجواب دلیل بھی تھی:

''اور اب جہاں تک میرا تعلق هے تو میرے لئے اس میں کوئی قابل تعریف بات نہیں هے که میں نے موجوده سماج میں طبقات کے وجود کا یا ان کے درمیان جدوجہد کا انکشاف کیا۔ مجھ سے بہت پہلے بورژوا مؤرخوں نے طبقات کی اس جدوجہد کے تاریخی ارتقا اور بورژوا ماهرین معاشیات نے طبقات کے معاشی ڈھانچے کی تشریح کی تھی۔ جو نئی بات میں نے کی وه یه ثابت کرنا تھا: (۱) که طبقات کا وجود صرف پیداوار کے ارتقا کے خاص تاریخی ادوار سے منسلک هے (historische Entwicklungsphasen der Produktion)، (۲) که طبقاتی جدوجہد لازمی طور پر پرولتاریه کی ڈکٹیٹرشپ کی طرف لے جاتی هے، (۳) که یه ڈکٹیٹرشپ خود تمام طبقات کے خاتمے اور غیرطبقاتی سماج تک عبور پر هی مشتمل هوتی هے...،،

ان الفاظ میں مارکس بہت هی صفائی کے ساتھ یه اظہار کرنے میں کامیاب هوئے هیں که اول، انکے اپنے نظرئے اور بورژوازی کے نمایاں اور بہت هی گہرے مفکروں کے نظرئے میں کیا خاص

---

*اس پیراگراف کا دوسرے ایڈیشن میں اضافه کیا گیا هے۔

اور بنیادی فرق ہے اور دوسرے، ریاست کے بارے میں اپنے نظرئیے کا نچوڑ۔

یہ اکثر کہا اور لکھا جاتا ہے کہ مارکس کے نظرئیے کا خاص نکتہ طبقاتی جدوجہد ہے۔ لیکن یہ غلط ہے اور اسی غلطی کا نتیجہ اکثر مارکس‌ازم کی موقع پرست توڑ‌مروڑ اور بورژوازی کیلئے قابل قبول جذبے میں اسکا روپ بدلنا ہوتا ہے۔ کیونکہ طبقاتی جدوجہد کے نظرئیے کی تخلیق مارکس نے نہیں کی ہے بلکہ مارکس سے پہلے بورژوازی نے کی اور اگر عام طور پر کہا جائے تو یہ بورژوازی کے لئے قابل قبول ہے۔ جو لوگ صرف طبقاتی جدوجہد کو تسلیم کرتے ہیں وہ ہنوز مارکس‌وادی نہیں ہیں، ممکن ہے کہ وہ ابھی بورژوا خیالات اور بورژوا سیاست کے حدود سے باہر نہیں نکلے ہیں۔ مارکس‌ازم کو طبقاتی جدوجہد کے نظریہ تک محدود کرنا، مارکس‌ازم کو کاٹنا پیٹنا، اسکو مسخ کرنا اور اسکو اس حد تک گرانا ہے کہ وہ بورژوازی کے لئے قابل قبول بن‌جائے۔ مارکس‌وادی صرف وہی ہے جو طبقاتی جدوجہد کے اعتراف کو پھیلا کر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے اعتراف تک لے جاتا ہے۔ اسی میں مارکس‌وادی اور معمولی پیٹی (اور بڑے) بورژوا کے درمیان بہت گہرا فرق ہے۔ یہی وہ کسوٹی ہے جس پر مارکس‌ازم کی حقیقی مفاہمت اور اعتراف کو پرکھنا چاہئے۔ اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ جب یورپ کی تاریخ نے مزدور طبقے کو عملی طور پر اس سوال سے دوچار کیا تو نہ صرف سب موقع پرست اور اصلاح پرست بلکہ سب کاؤتسکی‌والے بھی (اصلاح پرستی اور مارکس‌ازم کے درمیان مذبذب لوگ) پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی تردید کرنے‌والے افسوسناک تنگ‌نظر لوگ اور پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹ ثابت ہوئے۔ کاؤتسکی کا پمفلٹ "پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ"، جو اگست ۱۹۱۸ء میں شایع ہوا، یعنی موجودہ کتاب کے پہلے ایڈیشن کے بہت دن بعد، مارکس‌ازم کی پیٹی‌بورژوا توڑ‌مروڑ اور عملی طور پر اس سے ذلیل کنارہ کشی کی مثال ہے جبکہ مکاری سے زبانی طور پر اسکو تسلیم کیا جاتا ہے (دیکھئے میرا پمفلٹ "پرولتاری انقلاب اور غدار کاؤتسکی"، پیٹروگراد اور ماسکو، ۱۹۱۸ء)۔

موجودہ موقع پرستی، اپنے خاص ترجمان، سابق مارکس‌وادی کارل کاؤتسکی کی صورت میں اس کردارنگاری سے بالکل مطابقت رکھتی ھے جو مارکس نے اوپر دئے ھوئے حوالے میں بورژوا پوزیشن کی کی ھے، کیونکہ یہ موقع پرستی طبقاتی جدوجہد کے اعتراف کو بورژوا تعلقات کے دائرے تک محدود رکھتی ھے۔ (اور اس دائرے میں، اس کے حدود کے اندر، واحد تعلیم یافتہ اعتدال پرست بھی ''اصولی طور پر'' طبقاتی جدوجہد کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کریگا!) موقع پرستی طبقاتی جدوجہد کے اعتراف کو سب سے اھم بات یعنی سرمایہ‌دار نظام سے کمیونزم تک عبور کے دور تک، بورژوازی کا تختہ الٹنے اور اسکا مکمل خاتمہ کرنے کے دور تک بڑھا کر نہیں لےجاتی۔ درحقیقت یہ دور ناگزیر طور پر بےنظیر تشددآمیز طبقاتی جدوجہد اور اس کی بےنظیر شدید اشکال کا دور ھے اور نتیجے میں اس دور میں ریاست کو لازمی طور پر نئے ڈھنگ کی جمہوریت کی ریاست (پرولتاریہ اور عام طور پر بےجائداد لوگوں کےلئے) اور نئے ڈھنگ کی ڈکٹیٹرشپ کی ریاست (بورژوازی کے خلاف) ھونا چاھئے۔

آگے۔ مارکس کے ریاست کے نظرئے پر ان ھی لوگوں نے قدرت حاصل کی جو یہ سمجھتے ھیں کہ واحد طبقے کی ڈکٹیٹرشپ نہ صرف عام طور پر ھر طبقاتی سماج کے لئے ضروری ھے، نہ صرف پرولتاریہ کے لئے جس نے بورژوازی کا تختہ الٹ دیا ھے بلکہ اس پورے تاریخی دور کے لئے بھی ضروری ھے جو سرمایہ‌دار نظام کو ''غیر طبقاتی سماج'' سے، کمیونزم سے الگ کرتا ھے۔ بورژوا ریاستوں کی صورتیں بہت ھی مختلف ھیں لیکن انکا مافیہ ایک ھی ھے: یہ تمام ریاستیں، انکی صورت چاھے جو ھو، آخری تجزئے میں ناگزیر طور پر بورژوازی کی ڈکٹیٹرشپ ھیں۔ سرمایہ‌داری سے کمیونزم تک عبور، بےشک، بڑی افراط کے ساتھ نوع بنوع سیاسی صورتیں پیش کریگا لیکن ان کا مافیہ لازمی طور پر ایک ھی ھوگا: پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ۔

تیسرا باب

ریاست اور انقلاب۔

۱۸۷۱ء کے پیرس کمیون کا تجربہ۔

مارکس کا تجزیہ

۱ - کمیون والوں کی ہیروازم کس بات میں ہے؟

یہ تو اچھی طرح معلوم ہے کہ ۱۸۷۰ء کی خزاں میں، کمیون سے چند مہینے پہلے، مارکس نے پیرس کے مزدوروں کو انتباہ کیا تھا کہ حکومت کا تختہ الٹنے کی کوئی بھی کوشش مایوس کن حماقت ہوگی (۱۲)۔ لیکن جب مارچ ۱۸۷۱ء میں مزدوروں کو فیصلہ کن جنگ کے لئے مجبور کردیا گیا اور انھوں نے اسکو منظور کرلیا، جب بغاوت واقعہ بن گئی تو مارکس نے پرولتاری انقلاب کا بری علامتوں کے باوجود انتہائی جوش کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ مارکس نے ''ناوقت،، تحریک کی مذمت کرنے کا اصول پرستانہ رویہ نہیں اختیار کیا جیسا کہ مارکس‌ازم کے بدنام روسی غدار پلیخانوف نے کیا جس نے نومبر ۱۹۰۵ء میں مزدوروں اور کسانوں کی جدوجہد کی ہمت افزائی کیلئے لکھا اور دسمبر ۱۹۰۵ء کے بعد اعتدال پرست انداز میں شور مچانے لگا ''اسلحہ سنبھالنے کی ضرورت نہ تھی۔،،

بہرحال مارکس صرف کمیون‌والوں کی ہیروازم کے مداح نہ تھے جنھوں نے ان کے قول کے مطابق ''آسمانوں پر دھاوا بول دیا تھا،،۔ حالانکہ عوامی انقلابی تحریک اپنا مقصد نہ حاصل کر سکی لیکن انھوں نے اسکو ایک ایسا تاریخی تجربہ سمجھا جو بڑی اہمیت کا حامل تھا، اسکو عالمی پرولتاری انقلاب کی کچھ پیش قدمی اور ایسا عملی قدم سمجھا جو سیکڑوں پروگراموں اور دلیلوں سے زیادہ اہم تھا۔ مارکس نے اس تجربے کا تجزیہ کرنے، اس سے طریقۂ کار

کے سبق حاصل کرنے اور اسکی روشنی میں اپنے نظرئیے پر نظرثانی کرنے کا مقصد اپنے سامنے رکھا۔

وہ واحد ''تصحیح،، جو مارکس نے ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، میں ضروری سمجھی انھوں نے پیرس کمیون‌والوں کے انقلابی تجربے کی بنا پر کی۔

''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، کے نئے جرمن ایڈیشن کے آخری پیش لفظ پر دونوں مصنفوں کے دستخط اور ۲۴ جون ۱۸۷۲ء کی تاریخ ہے۔ اس پیش لفظ میں مصنفوں، کارل مارکس اور فریڈرک اینگلس نے کہا ہے کہ ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، کا پروگرام ''جگہ بجگہ پرانا ہو گیا ہے،،۔ اور وہ آگے چل کر کہتے ہیں:

''... خاص طور سے کمیون نے یہ ثابت کیا کہ ''مزدور طبقہ محض بنی بنائی ریاستی مشینری پر قبضہ کرکے اسکو اپنے مقاصد کے لئے نہیں استعمال کر سکتا،، ...،،

مصنفوں نے وہ الفاظ جو اس اقتباس کے دوسرے واوین میں ہیں مارکس کی کتاب ''فرانس میں خانہ‌جنگی،، سے لئے ہیں۔

اس طرح پیرس کمیون کے ایک بنیادی اور خاص سبق کو مارکس اور اینگلس نے ایسی اہمیت کا حامل خیال کیا کہ اسکو انھوں نے ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، میں ایک اہم تصحیح کی حیثیت سے جگہ دی۔

یہ بات غیرمعمولی طور پر کرداری ہے کہ اسی اہم تصحیح کو موقع‌پرستوں نے توڑمروڑ دیا ہے اور اسکے معنی اگر ۹۹ فیصدی نہیں تو ۹۰ فیصدی ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، کے پڑھنے والوں کے لئے واضح نہیں ہیں۔ ہم اس توڑ مروڑ پر آگے چل کر زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالیں‌گے ایک باب میں جو خاص طور سے توڑ مروڑوالی باتوں کیلئے وقف ہوگا۔ یہاں صرف اس پر توجہ کرنا کافی ہوگا کہ مارکس کے جس مشہور بیان کا حوالہ یہاں دیا گیا ہے اسکی رائج اور بھونڈی ''توضیح،، یہ ہے کہ گویا مارکس نے یہاں سست رفتار ارتقا کے خیال پر، اقتدار پر قبضہ جمانے وغیرہ کے بجائے زور دیا ہے۔

درحقیقت، واقعہ اسکے بالکل برعکس ہے۔ مارکس کا خیال یہ ہے کہ مزدور طبقے کو ''بنی بنائی ریاستی مشینری،، پر قبضہ کرنے تک اپنے کو محدود نہ رکھنا چاہئے بلکہ اسکو توڑنا اور پاش پاش کردینا چاہئے۔

۱۲ اپریل ۱۸۷۱ء کو یعنی ٹھیک کمیون کے زمانے میں مارکس نے کوگیلمان کو لکھا:

''...اگر تم میرے ''۱۸ ویں برومیر،، کا آخری باب دیکھو تو پاؤگے کہ میں نے اعلان کیا ہے کہ فرانسیسی انقلاب کی آئندہ کوشش پہلے کی طرح یہ نہ ہوگی کہ نوکرشاہی اور فوجی مشینری ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پہنچائی جائے بلکہ اسکو پاش پاش کرنے کی ہوگی،، (خط کشیدہ مارکس کے ہیں۔ مسودے میں zerbrechen ہے) ''اور براعظم پر ہر حقیقی عوامی انقلاب کے لئے یہی ابتدائی شرط ہے۔ اور پیرس میں ہمارے جری کامریڈ اسی کےلئے کوشاں ہیں،، («Neue Zeit» — جلد ۲۰، ۱، صفحہ ۷۰۹، ۱۹۰۲ء—۱۹۰۱ء)۔ (کوگیلمان کے نام مارکس کے خطوط روسی میں کم از کم دو ایڈیشنوں میں شایع ہوئے ہیں جن میں ایک کی ایڈیٹنگ میں نے کی اور پیش لفظ لکھا۔)

''نوکرشاہی اور فوجی مشینری کو پاش پاش کرنے،، کے الفاظ ریاست کے تعلق سے انقلاب کے دوران پرولتاریہ کے فریضوں کے بارے میں مارکس‌ازم کے خاص سبق کا مختصر طور سے اظہار کرتے ہیں۔ اور اسی سبق کو ہی نہ صرف مکمل طور پر نظرانداز کیا گیا بلکہ اسکو مارکس‌ازم کی کاؤتسکی‌والی رائج ''توضیح،، سے صاف صاف توڑمروڑا گیا!

جہاں تک مارکس کے ''۱۸ ویں برومیر،، کے حوالے کا سوال ہے ہم نے متعلقہ اقتباس کو اوپر پورے طور پر پیش کیا ہے۔

مارکس کی مندرجہ بالا بحث میں دو نکتوں کی طرف خاص طور سے توجہ دینا دلچسپ ہوگا۔ اول، انھوں نے اپنے نتیجے کو براعظم تک محدود رکھا ہے۔ یہ ۱۸۷۱ء میں سمجھ میں آنےوالی

بات تھی جبکہ برطانیہ ہنوز خالص سرمایہ‌دار ملک کا نمونہ تھا لیکن بلاکسی فوجی گروہ اور بڑی حد تک بلا نوکرشاھی کے۔ اسلئے مارکس نے برطانیہ کو خارج کردیا، جہاں انقلاب، حتی کہ عوامی انقلاب ''بنی‌بنائی ریاستی مشینری،، کو تباہ کرنے کی ابتدائی شرط کے بغیر ممکن معلوم ہوتا اور واقعی ممکن ہوتا۔

آج ۱۹۱۷ء میں، پہلی عظیم سامراجی جنگ کے وقت، مارکس نے جو پابندی لگائی تھی اسکا نفاذ نہیں رہا ھے۔ امریکہ اور برطانیہ دونوں جو ساری دنیا میں اینگلوسیکسن ''آزادی،، کے سب سے بڑے اور آخری نمائندے اس معنی میں تھے کہ وہ کوئی فوجی گروہ اور نوکرشاھی نہیں رکھتے تھے، بالکل ان نوکرشاھی اور فوجی اداروں کے کل یورپی گندے اور خون آشام دلدل میں پھنس گئے ھیں جو ہر چیز کو اپنا ماتحت بنا رھے ھیں اور دبا رھے ھیں۔ آج، برطانیہ اور امریکہ میں بھی ''ہر حقیقی عوامی انقلاب کی ابتدائی شرط،، ''بنی بنائی ریاستی مشینری،، کو پاش پاش کرنا اور تباہ کرنا ھے (جو ان ملکوں میں ۱۹۱۴ء—۱۹۱۷ء کے برسوں میں تیار کرکے ''یورپی،، (عام سامراجی) تکمیل تک پہنچائی گئی)۔

دوسرے، مارکس کے اس بہت ھی گہرے ریمارک کی طرف خاص توجہ دینی چاھئے کہ نوکرشاھی اور فوجی ریاستی مشینری کو تباہ کرنا ''ہر حقیقی عوامی انقلاب کی ابتدائی شرط ھے،،۔ مارکس کی زبان سے ''عوامی،، انقلاب کا خیال عجیب معلوم ہوتا ھے اور روسی پلیخانوف‌والے اور منشویک، استرووے کے وہ پیرو جو مارکس‌وادی کہلانے کے خواہاں ھیں ممکن ھے یہ اعلان کردیں کہ یہ مارکس کے ''قلم سے غلطی سے نکل گیا ھے،،۔ انہوں نے مارکس‌ازم کو ایسے کھوکھلے اعتدال پرست توڑ مروڑ تک پہنچا دیا ھے کہ ان کے لئے بورژوا انقلاب اور پرولتاری انقلاب کے مقابلہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں رہ گیا اور اس تضاد کی توضیح بھی وہ بہت بےجان طریقے سے کرتے ھیں۔

اگر ہم بیسویں صدی کے انقلابوں کو مثال کے طور پر لیں تو ہم کو درحقیقت یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ پرتگال اور ترکی دونوں

3*

کے انقلاب بورژوا انقلاب ہیں ۔ بہرحال ان میں کا کوئی بھی ''عوامی،، انقلاب نہیں ہے کیونکہ ان میں سے کسی میں عوام کی کثیر تعداد، انکی بڑی اکثریت سرگرمی اور خودمختاری سے اپنے معاشی اور سیاسی مطالبات لیکر نمایاں حد تک بھی میدان میں نہیں آتی ۔ اسکے برعکس، حالانکہ ۱۹۰۵ء — ۱۹۰۷ء کے روسی بورژوا انقلاب نے ایسی ''شاندار،، کامیابیوں کا مظاہرہ نہیں کیا جو کبھی کبھی پرتگال اور ترکی کے انقلابوں کو نصیب ہوئیں لیکن وہ بلاشبہ ''حقیقی عوامی،، انقلاب تھا کیونکہ عوام کی بڑی تعداد، انکی اکثریت، سب سے ''نچلے،، سماجی لوگ جو جبر و تشدد اور استحصال سے کچلے ہوئے تھے خودمختاری سے اٹھے اور انقلاب کے سارے دھارے پر اپنے مطالبات کی، اس پرانے سماج کی جگہ جو برباد کیا جا رہا تھا اپنے طریقے سے نئے سماج کی تعمیر کے لئے اپنی کوششوں کی چھاپ لگادی۔

۱۸۷۱ء میں یورپ میں، براعظم کے کسی بھی ملک میں پرولتاریہ عوام کی اکثریت پر مشتمل نہ تھا ۔ حقیقی طور پر اکثریت کو اپنی تحریک میں کھینچ لینےوالا ''عوامی،، انقلاب اسی وقت ایسا بن سکتا ہے جب وہ پرولتاریہ اور کسانوں دونوں کو اپنے میں سمیٹ لے ۔ اس وقت ان دو طبقوں پر ''عوام،، مشتمل تھے ۔ یہ دونوں طبقات اس بات سے متحد ہو گئے ہیں کہ ''نوکرشاہی اور فوجی ریاستی مشینری،، ان پر جبر و تشدد کرتی، کچلتی ہے اور ان کو لوٹتی کھسوٹتی ہے ۔ اس مشینری کو پاش پاش کرنا، اسکو توڑنا ''عوام،، کے واقعی مفاد میں ہے، انکی اکثریت کے، مزدوروں اور زیادہ تر کسانوں کے مفاد میں ہے، یہی غریب ترین کسانوں اور پرولتاریہ کے آزاد اتحاد کی ''ابتدائی شرط،، ہے، جبکہ ایسے اتحاد کے بغیر جمہوریت ناپائدار اور سوشلسٹ تشکیل نو ناممکن ہے ۔

سب کو معلوم ہے کہ پیرس کمیون ایسے اتحاد کیلئے راستہ بنا رہا تھا حالانکہ وہ متعدد داخلی اور خارجی حالات کیوجہ سے اپنے مقصد تک نہ پہنچ سکا۔

لہذا ''حقیقی عوامی انقلاب،، کا ذکر کرتے ہوئے مارکس نے، پیٹی بورژوا کی خصوصیات کو ذرا بھی فراموش کئے بغیر (ان

کے بارے میں انھوں نے بہت اور اکثر کہا)، ۱۸۷۱ء میں یورپ کے براعظم کے زیادہ‌تر ملکوں میں طبقوں کے حقیقی توازن کا سختی سے حساب لگایا۔ دوسری طرف انھوں نے کہا کہ ریاستی مشینری کو ''پاش پاش کرنے،، کی ضرورت مزدوروں اور کسانوں دونوں کے مفاد میں ہے، یہ ان کو متحد کرتی ہے، اور ان کے سامنے ''جونک،، کو ہٹا کر کوئی نئی چیز لانے کا مشترکہ فریضہ رکھتی ہے۔

تو آخر کیا چیز لانے کا؟

۲ - توڑی ہوئی ریاستی مشینری کی جگہ کیا چیز لائی جائے؟

۱۸۴۷ء میں مارکس نے ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، میں اسکا جو جواب دیا ہے وہ اس وقت خالص مجرد تھا بلکہ زیادہ صحیح یہ کہنا ہوگا کہ یہ ایسا جواب تھا جو فرائض کو دکھاتا تھا لیکن ان کو پورا کرنے کے طریقے نہیں بتاتا تھا۔ ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، میں یہ جواب دیا گیا تھا کہ ''حکمراں طبقے کی حیثیت سے پرولتاریہ کی تنظیم،، ، ''جمہوریت کی جیت،، اس مشینری کو بدلےگی۔

مارکس نے یوتوپیا میں نہ پڑ کر یہ توقع کی کہ عام تحریک کا تجربہ اس سوال کا جواب فراہم کریگا کہ حکمراں طبقے کی حیثیت سے پرولتاریہ کی یہ تنظیم کون‌سی ٹھوس صورتیں اختیار کریگی اور ٹھیک ٹھیک کس طریقے سے یہ تنظیم سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ مستقل ''جمہوریت کی جیت،، سے متحد ہوگی۔

کمیون کا تجربہ چاہے جتنا کم تھا لیکن مارکس نے اپنی کتاب ''فرانس میں خانہ جنگی،، میں اسکا بڑی توجہ کے ساتھ تجزیہ کیا۔ اس تصنیف میں سے ہم اہم ترین حوالے پیش کر رہے ہیں:

ازمنۂ وسطی میں پیدا ہوکر ۱۹ ویں صدی میں ''مرکوز ریاستی اقتدار کا معہ اپنے ہمہ جائی اداروں — مستقل فوج، پولیس، نوکرشاہی، کلیسا اور عدالتوں،، کے ارتقا ہوا۔ سرمایہ

اور محنت کے درمیان طبقاتی دشمنی کے ارتقا کے ساتھ ''ریاستی اقتدار نے زیادہ سے زیادہ محنت کو دبانے کے لئے سماجی اقتدار کا کردار، طبقاتی تسلط کی مشینری کا کردار اختیار کیا۔ ہر انقلاب کے بعد، جو طبقاتی جدوجہد میں آگے کی طرف ایک نمایاں قدم ہوتا ہے، ریاستی اقتدار کا خالص جبر و تشدد کا کردار زیادہ سے زیادہ کھلتا جاتا ہے،،۔ ۱۸۴۸ء— ۱۸۴۹ء کے انقلاب کے بعد ریاستی اقتدار ''محنت کے خلاف سرمائے کا قومی جنگی ہتھیار بن گیا،، اور سلطنت ثانی نے اسکو استوار کیا۔

''سلطنت کا براہ راست تضاد کمیون تھا،،۔ ''یہ ایسی ریپبلک کی معین شکل تھا جو نہ صرف طبقاتی تسلط کی شاہی شکل کو ہٹانے والی تھی بلکہ خود طبقاتی تسلط کو بھی...،،

پرولتاری سوشلسٹ ریپبلک کی یہ ''معین،، شکل کس پر مشتمل تھی؟ وہ کون سی ریاست تھی جسکی اس نے تخلیق شروع کی؟

''... کمیون کا پہلا فرمان تھا مستقل فوج کا خاتمہ اور اسکی جگہ پر مسلح عوام کو لانا...،،

اب یہ مطالبہ ہر اس پارٹی کے پروگرام میں نظر آتا ہے جو اپنے کو سوشلسٹ کہنا چاہتی ہے۔ لیکن ان کے پروگراموں کی حقیقت کیا ہے اسکا اظہار ہمارے سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے طور طریقوں سے سب سے اچھی طرح ہوتا ہے جنھوں نے ۲۷ فروری کے انقلاب کے فوراً بعد ہی اس مطالبے کی تکمیل سے عملی طور پر انکار کر دیا!

''... کمیون کی تشکیل شہری نمائندوں سے ہوئی تھی جو پیرس کے مختلف انتخابی حلقوں سے عام ووٹ کے ذریعہ منتخب کئے گئے تھے۔ وہ جوابدہ تھے اور کسی وقت بھی ممبری سے ہٹائے جا سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان ممبروں کی اکثریت مزدوروں یا مزدور طبقے کے تسلیم شدہ نمائندوں پر مشتمل تھی...

''...پولیس جو اس وقت تک ریاستی حکومت کا آلۂ کار تھی فوراً اپنے تمام سیاسی عوامل سے محروم کردی گئی اور

کمیون کے ذمےدار ادارے میں تبدیل کردی گئی جس کو ہر وقت بدلا جا سکتا تھا... سرکاری انتظام کی تمام دوسری شاخوں کے افسروں کی بھی یہی صورت ہوئی... کمیون کے ممبروں سے لیکر اوپر سے نیچے تک پبلک خدمات کے تمام کام مزدوروں کی اجرت پر کرنے تھے۔ اعلی سرکاری افسروں کے لئے ہر طرح کی خصوصی رعایتیں اور نمائندگی کے لئے رقموں کی ادائیگی ان علی افسروں کے ساتھ ھی غائب ہوگئیں... ایک بار مستقل فوج اور پولیس سے چھٹکارا حاصل کرکے جو پرانی حکومت کی ٹھوس طاقت کے آلات تھے، کمیون نے فوراً اسکو لیا کہ روحانی جبر و تشدد کے ھتھیار، پادریوں کی طاقت کو توڑ دیا جائے... عدالتی افسران کی نام نہاد خود مختاری ختم کردی گئی... آئندہ ان کا انتخاب کھلا ھونا تھا اور وہ جواب‌دہ اور قابل تبدیلی تھے...''

اس طرح کمیون توڑی ہوئی ریاستی مشینری کی جگہ جو تبدیلی لایا وہ ''صرف'' زیادہ بھرپور جمہوریت معلوم ھوتی تھی: مستقل فوج کا خاتمہ، تمام افسروں کا انتخاب اور تمام ذمےدار لوگوں کو واپس بلانے کا اختیار۔ لیکن حقیقت میں اس ''صرف'' کا مطلب ایک طرح کے اداروں کی جگہ اصولی طور پر دوسری قسم کے اداروں کے آنے کی زبردست تبدیلی ھے۔ یہاں پر بالکل ٹھیک ''مقدار کے کوالٹی میں عبور'' کا ایک واقعہ ھے: جمہوریت، جس کا نفاذ اس حد تک انتہائی بھر پور اور متواتر طریقے سے کیا جاتا ھے جس حد تک ھم عام طور پر اسکا تصور کر سکتے ھیں، بورژوا جمہوریت سے پرولتاری جمہوریت میں تبدیل ھو جاتی ھے، ریاست (یعنی کسی مخصوص طبقے کو دبانے کیلئے ایک مخصوص طاقت) سے کسی ایسی چیز میں جو اب ریاست نہیں رہی ھے۔

بورژوازی کو دبانے اور اسکی مزاحمت کو کچلنے کی اب بھی ضرورت رہتی ھے۔ کمیون کیلئے یہ خاص کر ضروری تھا اور اسکی شکست کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس نے اسکو کافی عزم کے ساتھ نہیں کیا۔ بہرحال یہاں دباؤ ڈالنےوالا ادارہ آبادی کی اکثریت ھے نہ کہ اقلیت جیسا کہ ھمیشہ غلامی، کسان غلامی اور اجرت کی

غلامی میں ہوتا آتا تھا۔ اور چونکہ لوگوں کی اکثریت خود اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو دباتی ہے اسلئے دباؤ ڈالنے کیلئے ''خاص طاقت،، کی اب ضرورت نہیں رہتی! اس معنی میں ریاست رفتہ رفتہ مٹنا شروع ہوتی ہے۔ خاص رعایات رکھنےوالی اقلیت کے مخصوص اداروں (مخصوص رعایتیں رکھنےوالے افسران اور مستقل فوج کے افسران اعلی) کی جگہ، اکثریت خود یہ سب فرائض انجام دے سکتی ہے اور جتنے زیادہ سارے عوام ریاستی اقتدار کے فرائض انجام دیتے ہیں اتنا ہی کم اس اقتدار کے وجود کی ضرورت رہ جاتی ہے۔

اس سلسلے میں کمیون کے مندرجہ ذیل اقدامات، جن پر مارکس نے زور دیا ہے، خاص طور پر قابل توجہ ہیں: نمائندگی کیلئے ہر طرح کی رقوم کی ادائیگی کی منسوخی اور افسران کیلئے تمام مالی رعایتوں کا خاتمہ، ریاست کے تمام ملازمین کے کام کے معاوضے کو ''مزدوروں کی اجرت،، تک گھٹا دینا۔ یہاں بورژوا جمہوریت سے پرولتاری جمہوریت کی طرف، جبر و تشدد کرنےوالوں کی جمہوریت سے مظلوم طبقات کی جمہوریت کی طرف، ریاست سے جو مخصوص طبقے پر دباؤ ڈالنے کیلئے ''مخصوص طاقت،، ہے، عوام کی اکثریت — مزدوروں اور کسانوں کی عام طاقت کے ہاتھوں ظلم کرنےوالوں پر دباؤ ڈالنے کی طرف موڑ زیادہ نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اور ریاست کے بارے میں اسی اہم نکتے سے متعلق مارکس کے سبق بالکل بھلا دئے گئے ہیں! عام بیانات میں جنکی تعداد بےشمار ہے اسکا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی جاتی ہے جیسے وہ کسی پرانی قسم کی ''معصومیت،، ہو، جیسے عیسائیوں نے جب ان کے مذہب کو ریاستی مذہب کی حیثیت مل گئی، ابتدائی عیسائیت کی ''معصومیت'' کو معہ اسکی جمہوری انقلابی اسپرٹ کے ''بھلا دیا،،۔

اعلی ریاستی افسروں کی تنخواہیں گھٹانا ''محض،، معصوم، ابتدائی جمہوریت کا مطالبہ معلوم ہوتا ہے۔ تازہ ترین موقع پرستی کے ایک ''بانی،،، سابق سوشل ڈیموکریٹ ایڈورڈ برنشٹائن نے متعدد بار ''ابتدائی،، جمہوریت پر بھونڈا بورژوا تمسخر کیا ہے۔ تمام موقع پرستوں کی طرح اور موجودہ کاؤتسکی‌والوں کی طرح، وہ بالکل نہ سمجھ سکا کہ اول تو سرمایہ‌دار نظام سے سوشلزم تک عبور ''ابتدائی،،

جمہوریت کی طرف کچھ ''مراجعت،، کئے بغیر ناممکن ہے (کیونکہ اسکے سوا پھر آبادی کی اکثریت اور اسکے بعد ساری آبادی کیسے ریاستی فرائض کی تکمیل میں حصه لے سکتی؟)، اور دوسرے، سرمایهدار نظام اور سرمایهدار کلچر پر مبنی ''ابتدائی جمہوریت،، وهی ابتدائی جمہوریت نہیں ہے جو ماقبل تاریخ یا ماقبل سرمایهداری کے زمانوں میں تھی۔ سرمایهدار کلچر نے بڑے پیمانے کی پیداوار، فیکٹریوں، ریلوے لائنوں، ڈاک اور ٹیلیفون وغیرہ کی تخلیق کی ہے اور اس بنیاد پر پرانے ''ریاستی اقتدار،، کے زیادہتر فرائض اتنے ساده هو گئے هیں اور ان کو اس حد تک رجسٹری، ریکارڈ کرنے اور جانچ کرنے کے انتہائی ساده کاموں تک پہنچایا جا سکتا ہے که هر خوانده آدمی ان کو کر سکے، وہ بہت آسانی سے معمولی ''مزدوروں کی اجرت،، پر کئے جا سکیں اور ان فرائض کو مخصوص رعایتوں کے هر شائبے سے، ''افسرانه شان،، کے هر شائبے سے عاری کیا جا سکتا ہے (اور کرنا چاهئے)۔

بلا استثنا تمام افسران کا انتخاب اور کسی وقت بھی ان کو واپس بلانے کا اختیار، انکی تنخواهوں کو معمولی ''مزدوروں کی اجرت،، تک گھٹانا — یه ساده اور ''بدیہی،، جمہوری اقدامات مزدوروں اور کسانوں کی اکثریت کے مفادات کو مکمل طور سے متحد کرتے هوئے ایسے پل کا کام بھی کرتے هیں جو سرمایهدار نظام سے سوشلزم کو جاتا ہے۔ ان اقدامات کا تعلق ریاستی، سماج کی خالص سیاسی تنظیم نو سے ہے لیکن ظاهر ہے که وہ اپنے مکمل معنی اور اهمیت صرف ''غاصبوں کی جائداد ضبط،، کرنے کے سلسلے میں اختیار کرتے هیں جبکه اس پر عمل کیا جا رها هو یا اسکی تیاری کی جا رهی هو یعنی ذرائع پیداوار کی سرمایهدارانه نجی ملکیت کی سماجی ملکیت میں تبدیلی کے سلسلے میں۔

مارکس نے لکھا: ''کمیون نے اخراجات کی دو سب سے بڑی وجہوں — فوج اور افسرشاهی کو ختم کرکے تمام بورژوا انقلابوں کے نعرے یعنی سستی حکومت کو، حقیقت بنا دیا۔،،

کسانوں میں سے، پیٹیبورژوازی کے دوسرے پرتوں میں سے بھی، ایک بہت هی حقیر اقلیت بورژوا معنی میں ''چوٹی تک بلند

ہوتی ہے،،، ''آگے بڑھتی ہے،، یعنی خوش حال لوگوں میں، بورژوا میں یا محفوظ اور مخصوص رعایتیں رکھنے والے افسروں میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ ہر سرمایہ‌دار ملک میں جہاں کسان ہیں (اور ایسے سرمایہ‌دار ملکوں کی اکثریت ہے) انکی وسیع اکثریت پر حکومت جبر و تشدد کرتی ہے اور وہ حکومت کا تختہ الٹنے کے مشتاق ہوتے ہیں، وہ ''سستی،، حکومت کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اسکی تکمیل صرف پرولتاریہ ہی کر سکتا ہے اور اسکو کرتے ہوئے پرولتاریہ ساتھ ہی ریاست کی سوشلسٹ تنظیم نو کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔

۳ - پارلیمانیت کا خاتمہ

مارکس نے لکھا: ''کمیون کو پارلیمانی نہیں بلکہ کام کرنے‌والا کارپوریشن ہونا چاہئے تھا، بیک وقت قانون بنانے‌والا اور ان کو پورا کرنے‌والا بھی...

''... اسکے بجائے کہ تین یا چھہ سال میں ایک بار یہ فیصلہ کیا جائے کہ حکمراں طبقے کا کونسا ممبر پارلیمنٹ میں عوام کی نمائندگی اور ان کو دبانے (ver-und zertreten) کا کام کرے، عام انتخاب کے حق کو کمیونوں میں منظم عوام کی خدمت اسلئے کرنا تھا کہ وہ اپنے کارخانوں کیلئے مزدور، فورمین اور محاسب تلاش کرسکیں، جیسے کہ انفرادی انتخاب کاحق اس مقصد کیلئے کسی دوسرے آجر کی خدمت کرتا ہے۔،،

بھلا ہو سوشل شاونزم اور موقع‌پرستی کا جن کا اس وقت راج ہے کہ پارلیمانیت پر یہ لاجواب نکتہ چینی بھی جو ۱۸۷۱ء میں کی گئی تھی اب مارکس‌ازم کے ''فراموش کردہ الفاظ،، میں شامل ہو گئی ہے۔ پیشہ‌ور وزراء اور پارلیمانی حضرات، پرولتاریہ کے ساتھ غداری کرنے‌والوں اور ہمارے زمانے کے ''کوتہ‌بیں،، سوشلسٹوں نے پارلیمانیت پر نکتہ‌چینی کا کام انارکسٹوں کو سونپ دیا ہے اور اس حیرت‌انگیز معقول بنا پر وہ پارلیمانیت پر ہر طرح کی نکتہ چینی کی ''انارکزم،، کی حیثیت سے مذمت کرتے ہیں!! یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ ''ترقی‌یافتہ،، پارلیمانی ملکوں کا پرولتاریہ جو

شیڈمسان، ڈیوڈ، لیگین، ساسبا، ریناڈیل، ھنڈرسن، وانڈرویلڈے، اسٹاؤننگ، برانٹنگ، بیسولتی اینڈ کمپنی قسم کے ''سوشلسٹوں،، سے کراھت کرتا ھے اکثر انارکو ــ سنڈیکلزم سے اسکے باوجود ھمدردی کا اظہار کرنے لگا ھے کہ وہ موقع پرستی کا سگا بھائی ھے۔

بهرحال مارکس کے لئے انقلابی جدلیات کوئی خالی خولی فیشن ایبل لفاظی اور جھن جھنا نہیں رھی جیسا کہ پلیخانوف، کاؤتسکی اور دوسروں نے اسکو بنا دیا ھے۔ مارکس انارکزم سے انتہائی سختی کے ساتھ ناتہ توڑنے کی صلاحیت رکھتے تھے کیونکہ وہ بورژوا پارلیمانیت کے ''سویشیوں کے باڑے،، تک کو بےعقلی سے استعمال کرتا تھا، خصوصاً جبکہ صاف طور پر صورت حال انقلابی نہیں تھی۔ لیکن ساتھ ھی وہ جانتے تھے کہ پارلیمانیت پر حقیقی انقلابی پرولتاری نکتہچینی کیسے کی جائے۔

چند سال میں ایک بار یہ فیصلہ کرنا کہ حکمراں طبقے کا کون سا ممبر پارلیمنٹ کے ذریعہ عوام کو دبائے اور کچلے، یہ ھے بورژوا پارلیمانیت کا اصلی نچوڑ، نہ صرف پارلیمانی آئینی شاھیوں میں بلکہ انتہائی جمہوری رپبلکوں میں بھی۔

لیکن اگر ھم ریاست کے سوال کو لیں اور اگر ھم اس شعبے میں پرولتاریہ کے نقطۂنظر سے پارلیمانیت پر ریاست کے ایک ادارے کی حیثیت سے غور کریں تو پارلیمانیت سے نکلنے کا راستہ کیا ھے؟ اس سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ھے؟

باربار یہ کہنا پڑتا ھے کہ مارکس کے اسباق جنکی بنیاد کمیون کے مطالعہ پر تھی ایسے فراموش کردئے گئے ھیں کہ آجکل کے ''سوشل ڈیموکریٹ،، (آجکل کے سوشلزم کے غدار پڑھئے) انارکسٹ یا رجعت پرستانہ تنقید کے سوائے پارلیمانیت کی کوئی اور تنقید واقعی سمجھ نہیں پاتے۔

پارلیمانیت سے نجات پانے کا طریقہ دراصل نمائندہ اداروں اور انتخاب کے طریقے کا خاتمہ نہیں ھے بلکہ نمائندہ اداروں کو بکواس کرنےوالے اداروں کو ''کام کرنےوالے،، اداروں میں تبدیل کرنا ھے۔ ''کمیون کو پارلیمانی نہیں بلکہ کام کرنےوالا ادارہ ھونا تھا، بیک وقت قانون بنانےوالا اور ان کو پورا کرنےوالا بھی،،۔

''پارلیمانی نہیں بلکہ کام کرنے والا،، ادارہ، یہ آجکل کے پارلیمانیت کے حامیوں اور سوشل ڈیموکریسی کے پارلیمانی ''جیبی کتوں،، کے پیٹھ پیچھے نہیں منہ پر کہا گیا ہے! کسی پارلیمانی ملک کو دیکھئے، امریکہ سے لیکر سوئٹزرلینڈ تک، فرانس سے لیکر برطانیہ اور ناروے وغیرہ تک، ''ریاست،، کا اصلی کام پس پردہ محکمہ جات، سفارتی دفاتر اور فوجی اسٹاف کرتے ہیں۔ پارلیمنٹوں میں ''عام لوگوں،، کو بیوقوف بنانے کیلئے صرف باتیں بنائی جاتی ہیں۔ یہ اس حد تک سچ ہے کہ روسی ریپبلک، ایک بورژوا جمہوری ریپبلک تک میں بھی، قبل اسکے کہ وہ حقیقی پارلیمنٹ قائم کر سکی پارلیمانیت کی ان تمام برائیوں نے اپنا سر یکدم اٹھایا۔ سڑی گلی تنگ نظری کے ہیروؤں جیسے اسکوبیلیف اور تسرےتیلی، چیرنوف اور اوکسینتیف والوں نے شرمناک بورژوا پارلیمانیت کے نمونے پر سوویتوں کو بھی خالی خولی بکواس کرنے والے ادارے بناکر گندہ کردیا ہے۔ سوویتوں میں ''سوشلسٹ،، وزیر صاحبان بھروسہ کرنے والے دیہاتیوں کو لفاظی اور تجویزوں سے بیوقوف بنا رہے ہیں۔ حکومت میں متواتر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، ایک طرف تو اسلئے تاکہ جتنے سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے لئے ممکن ہو اتنے باری باری آمدنی اور عزت والے عہدوں کے ''حلوے تک،، پہنچ سکیں اور دوسری طرف لوگوں کی ''توجہ،، ادھر لگی رہے۔ اور سفارتی دفاتر اور فوجی اسٹاف میں ''ریاستی،، کام ''ہو رہے ہیں،،!

حکمراں ''سوشلسٹ انقلابی،، پارٹی کے ترجمان اخبار ''دیلو نارودا،، (۱۳) نے حال ہی میں اپنے ایڈیٹوریل میں ''اچھی سوسائٹی،، کے لوگوں کی طرح جس میں ''سب،، سیاسی طوائف‌بازی میں مصروف ہیں بےمثال صفائی سے اعتراف کیا ہے کہ ان وزارتوں میں بھی جنکے سربراہ ''سوشلسٹ،، (اس لفظ کیلئے معاف کیجئےگا!) ہیں، ان تک میں افسرشاہی کی ساری مشینری پرانے طریقے پر برقرار ہے، پرانے طریقے سے کام کررہی ہے اور بالکل ''آزادی،، کے ساتھ انقلابی اقدامات میں توڑ پھوڑ کر رہی ہے! اگر یہ اعتراف نہ بھی ہوتا تو کیا حکومت میں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی شرکت کی حقیقی تاریخ اسکا ثبوت نہیں ہے؟ یہاں قابل توجہ یہ بات ہے کہ

کیڈیٹوں کے ساتھ وزارتی ٹولی میں چیرنوف، روسانوف، زین زینوف صاحبان اور ''دیلو ناروداِ،، کے دوسرے ایڈیٹر اپنا ضمیر اتنا کھو بیٹھے ھیں کہ ان کو، اس طرح جیسے کوئی ویسے ھی بات کہہ رہے ھوں، اعلانیہ یہ کہتے شرم نہ آئی کہ ''انکی،، وزارتوں میں ھر چیز پرانی جگہ پر قائم ھے!! انقلابی جمہوری لفاظی — دیہاتی بدھو جمن کو دھوکا دینے کیلئے اور نوکرشاھی اور سرخ فیتہ سرمایہ‌داروں کا ''دل خوش کرنے،، کیلئے — یہ ھے ''ایماندار،، ایتلاف کا نچوڑ۔

بورژوا سماج کی بک جانے والی اور سڑی گلی پارلیمانیت کی جگہ کمیون ایسے ادارے لاتا ھے جن میں رائے اور بحث مباحثہ کی آزادی دھوکا نہیں بن جاتی کیونکہ پارلیمنٹ کے ممبروں کو خود کام کرنا ھوتا ھے، اپنے قوانین پر خود عمل کرنا ھوتا ھے، زندگی میں جو کچھ ھوتا اسکی خود جانچ کرنی ھوتی ھے اور خود براہ راست اپنے انتخاب کرنےوالوں کے سامنے جواب‌دہ ھونا پڑتا ھے۔ نمائندہ ادارے باقی رھتے ھیں لیکن پارلیمانیت خاص سسٹم کی حیثیت سے، قانون‌ساز اور انتظامی کام کے درمیان تقسیم کی حیثیت سے، ممبران پارلیمنٹ کیلئے مراعاتی پوزیشن کی حیثیت سے یہاں نہیں رھتی۔ نمائندہ اداروں کے بغیر ھم جمہوریت کا تصور نہیں کر سکتے، حتی کہ پرولتاری جمہوریت کا بھی لیکن پارلیمانیت کے بغیر کر سکتے ھیں اور کرنا چاھئے، اگر بورژوا سماج پر نکتہ‌چینی ھمارے لئے محض لفاظی نہیں ھے، اگر ھم بورژوا حکمرانی کا تختہ الٹنے کی خواھش سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ رکھتے ھیں اور یہ محض مزدوروں کے ووٹ حاصل کرنے کیلئے ''انتخابی،، لفاظی نہیں ھے جیسا کہ منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے لئے، جیسا کہ شیئدمان اور لیگین، سامبا اور وانڈرویلڈےوالوں کے لئے ھے۔

یہ بات بہت ھی سبق آموز ھے کہ ان افسروں کے فرائض منصبی کا ذکر کرتے ھوئے جو کمیون اور پرولتاری جمہوریت کے لئے ضروری ھیں مارکس انکا مقابلہ ''ھر دوسرے آجر،، کے ملازمین سے کرتے ھیں یعنی ھر معمولی سرمایہ‌دار کارخانے سے جو ''مزدور، نگران اور محاسب،، رکھتا ھے۔

مارکس کے یہاں اس معنی میں یوتوپیت کا کوئی شائبہ نہیں

ھے کہ انھوں نے کوئی ''نیا،، سماج ایجاد کرلیا یا گڑھ لیا ھو۔ نھیں، وہ پرانے سماج میں سے نئے سماج کے جنم کا، پہلے میں سے دوسرے کی طرف عبور کی صورتوں کا قدرتی تاریخی عمل کی حیثیت سےسطالعہ کرتے ھیں۔ وہ عوامی پرولتاری تحریک کے حقیقی تجربے کو لیتے ھیں اور اس سے عملی سبق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ھیں۔ وہ کمیون سے ''سیکھتے ھیں،، جیسا کہ تمام عظیم انقلابی مفکروں نے کچلے ھوئے طبقوں کی عظیم تحریکوں کے سبق سے بےجھجک سیکھا اور ان کو کبھی (پلیخانوف کی طرح: ''ان کو ھتھیار نھیں اٹھانا تھا،، یا تسرےتیلی کی طرح: ''ھر طبقے کو اپنے حدود میں رھنا چاھئے،،) عالمانہ ''وعظ،، نھیں دئے۔

افسرشاھی کو فوراً، ھر جگہ اور مکمل طور سے ختم کرنے کی تو بات ھی نھیں ھو سکتی۔ یہ تو محض یوتوپیا ھے۔ لیکن پرانی افسرشاھی مشینری کو فوراً پاش پاش کر دینا اور فوراً ھی نئی مشینری بنانا شروع کر دینا جو ساری نوکرشاھی کے رفتہ رفتہ خاتمے کو ممکن بنائےگی، یہ یوتوپیا نھیں ھے، یہ کمیون کا تجربہ ھے، یہ انقلابی پرولتاریہ کا براہ راست اور فوری فریضہ ھے۔

سرمایہ‌دار نظام ''ریاست،، کے انتظامی عوامل کو سیدھاسادہ بناتا ھے۔ وہ اسکو ممکن بناتا ھے کہ ''افسری،، کو ھٹا دیا جائے اور سارا کام پرولتاریوں کی تنظیم (حکمراں طبقے کی حیثیت سے) تک محدود کر دیا جائے جو سارے سماج کی طرف سے ''مزدوروں، نگرانوں اور محاسبوں،، کو اجرت پر لیتی ھے۔

ھم یوتوپیائی نھیں ھیں۔ ھم اسکے ''خواب،، نھیں دیکھتے کہ کس طرح فوراً ھر طرح کے انتظامی ادارے سے، ھر طرح کی ماتحتی سے بچا جائے۔ یہ انارکسٹ خواب جن کی بنیاد پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کے فرائض کی نافھمی پر ھے، مارکس‌ازم کیلئے بالکل اجنبی ھیں اور درحقیقت صرف سوشلسٹ انقلاب کو اس وقت تک التوا میں ڈالنے کا کام کرتے ھیں جب لوگ دوسری طرح کے ھو جائیں‌گے۔ نھیں، ھم سوشلسٹ انقلاب ایسے لوگوں کے ساتھ چاھتے ھیں جیسے وہ اب ھیں جو بلا ماتحتی، بلا کنٹرول، بلا ''نگرانوں اور محاسبوں،، کے نھیں رہ سکتے۔

لیکن یہ ماتحتی تمام استحصال کے شکار اور محنت کش لوگوں کے مسلح ہراول یعنی پرولتاریہ کی ہونی چاہئے۔ ریاستی افسروں کی خاص ''افسری،، کی جگہ ''نگرانوں اور محاسبوں،، کے سادہ عوامل کو لانے کی ابتدا فوراً کی جا سکتی ہے اور کرنا چاہئے، ایسے عوامل جو اس وقت بھی پوری طرح عام شہری کی قابلیت کی سطح کے ہیں اور پوری طرح ''مزدوروں کی اجرت،، پر کئے جا سکتے ہیں۔

ہم مزدوروں کو خود اپنے مزدور تجربے پر بھروسہ کرکے، سخت، آہنی ڈسپلن قائم کرکے جس کی پشت‌پناہی مسلح مزدوروں کا ریاستی اقتدار کرتا ہو بڑے پیمانے کی پیداوار اس سے منظم کرنا چاہئے جو سرمایہ‌دار نظام قائم کر چکے ہیں۔ ہمیں ریاستی افسروں کا رول گھٹا کر محض ہمارے احکام پورا کرنےوالوں کا، جواب‌دہ، قابل تبدیلی، معتدل اجرت والے ''نگرانوں اور محاسبوں،، کا رول رکھنا چاہئے (ضرور، ہر طرح، ہر قسم اور ہر درجے کے ماہرین ٹکنیک کی مدد سے) — یہ ہے ہمارا پرولتاری فریضہ، یہی ہے وہ بات جس سے ہم پرولتاری انقلاب کی تکمیل کے لئے ابتدا کر سکتے ہیں اور کرنا چاہئے۔ ایسی ابتداء بڑے پیمانے کی پیداوار کی بنیاد پر خودبخود رفتہ رفتہ ہر قسم کی افسرشاہی کے ''مٹنے،، کی طرف، رفتہ رفتہ ایسے نظم کی تخلیق کی طرف لے جائےگی، بلا واوین‌والے نظم، نظم جس کی اجرت کی غلامی سے کوئی مشابہت نہ ہوگی، نظم جس کے تحت نگرانی اور حساب کے عوامل زیادہ سیدھے سادے ہو جائیں‌گے جن کو ہر ایک باری باری کریگا اور پھر وہ عادت بن جائیں‌گے اور آخر میں وہ لوگوں کے مخصوص پرت کے مخصوص عوامل کی حیثیت سے ختم ہو جائیں‌گے۔

پچھلی صدی کی آٹھویں دہائی کے ایک حاضر دماغ جرمن سوشل ڈیموکریٹ نے ڈاک کی سروس کو سوشلسٹ معاشی نظام کا نمونہ کہا تھا۔ یہ بہت سچ بات ہے۔ آجکل ڈاک کی سروس ایسا کاروبار ہے جو ریاستی — سرمایہ‌دار اجارہ‌داری کی طرح منظم کیا گیا ہے۔ سامراج رفتہ رفتہ تمام ٹرسٹوں کو اس قسم کی تنظیموں میں تبدیل کر رہا ہے۔ ''معمولی،، محنت کشوں کے اوپر، جو کام کے بوجھ سے دبے ہیں اور بھوک کا شکار ہیں، یہاں بھی بورژوا

نوکرشاهی کھڑی ہے۔ لیکن یہاں سماجی انتظام کی مشینری تیار ہو چکی ہے۔ سرمایہداروں کا تختہ الٹنے، مسلح مزدوروں کے آهنی هاتھوں سے ان استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو کچلنے اور موجودہ ریاست کی نوکرشاهی مشینری کو پاش پاش کرنے کے بعد همارے سامنے ''طفیل خوری،، سے آزاد، اعلی درجے کے ٹکنیکی سامان سے لیس مشینری هوگی جس کو متحد مزدور خود پوری طرح چالو کر سکیںگے جو ماهرین ٹکنیک، نگرانوں اور محاسبوں کو اجرت پر لیںگے اور ان سب کو، سب ''ریاستی،، افسروں کی طرح عام طور پر مزدوروں کی اجرت دیںگے۔ یہاں ایک ٹھوس اور عملی فریضہ ہے جو سب ٹرسٹوں کے تعلق سے فوراً پورا کیا جا سکتا ہے، جس کی تکمیل محنت کشوں کو استحصال سے نجات دلائیگی اور جو اس سبق کو نظر میں رکھتا ہے جس پر کمیون نے عمل کرنا شروع کر دیا تھا (خصوصاً ریاست کی تعمیر کے شعبے میں)۔

پوری عوامی معیشت کو ڈاک کی سروس کی لائن پر منظم کرنا تاکہ ماهرین ٹکنیک، نگران اور محاسب اور سارے افسران بھی مسلح پرولتاریہ کے کنٹرول اور رہنمائی میں ''مزدور کی اجرت،، سے زیادہ تنخواہ نہ پائیں — یہ ہے همارا قریبی مقصد۔ یہی وہ ریاست ہے، یہی وہ معاشی بنیاد ہے جس کی همیں ضرورت ہے۔ یہی پارلیمانیت کے خاتمے اور نمائندہ اداروں کو محفوظ رکھنے کا نتیجہ بنےگا۔ یہی بورژوازی کے هاتھوں ان اداروں کی ''طوائفبازی،، سے محنت کش طبقوں کو نجات دالائیگا۔

۳ - قومی اتحاد کی تنظیم

''...قومی تنظیم کے اس مختصر اسکیچ میں جسے پیرس کمیون کو آگے بڑھانے کا وقت نہیں ملا پورے یقین کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ کمیون کو چھوٹے سے چھوٹے گاؤں تک کی سیاسی شکل میں هونا چاهئے تھا،،... کمیونوں کو پیرس میں ''قومی وفد،، کا انتخاب کرنا تھا۔

''...چند لیکن بہت اهم عوامل جو اب بھی مرکزی حکومت کے هاتھ میں رہتے ان کو رد نہیں کرنا تھا، جیسا کہ

جان بوجھ کر غلط بیانی کی گئی ہے، بلکہ ان کو کمیونوں کی طرف منتقل کرنا تھا یعنی انتہائی ذمےدار افسروں کی طرف...

''...قومی اتحاد کو توڑنا نہیں بلکہ اس کے برعکس کمیون کے ڈھانچے کے ذریعہ اس کو منظم کرنا تھا۔ قومی اتحاد کو اس ریاستی اقتدار کی تباھی کے ذریعہ حقیقت بنانا تھا جو اس اتحاد کا مجسمہ ہونے کا دعوی کرتا تھا لیکن قوم سے آزاد اور بالاتر بھی رھنا چاھتا تھا۔ عملی طور سے یہ ریاستی اقتدار قوم کے جسم پر ایک طفیل خور بدگوشت تھا... فریضہ یہ تھا کہ پرانے سرکاری اقتدار کے جبروتشدد کے اعضا کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے، اس کے جائز عواسل کو اس اقتدار سے چھین کر حاصل کرلیا جائے جو سماج سے بالاتر رھنے کا دعوی کرتا ہے اور ان کو سماج کے ذمےدار خادموں کو سونپ دیا جائے۔''

کس حد تک سوجودہ سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرستوں نے مارکس کے اس غوروفکر کو نہیں سمجھا یا شاید یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ سمجھنا نہیں چاھا اس کو غدار برنشٹائن کی ھیروستراتی (۱۴) شہرت رکھنےوالی کتاب ''سوشلزم کی ابتدائی شرائط اور سوشل ڈیموکریٹوں کے فرائض'' میں بہترین طور پر دکھایا گیا ہے۔ مارکس کے مندرجہبالا اقتباس کے سلسلے میں ھی برنشٹائن نے لکھا ہے کہ ''جہاں تک اس کے سیاسی مواد کا سوال ہے'' یہ پروگرام ''اپنے تمام بنیادی خط و خال میں پرودھون کی وفاقیت (federalism) سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے... مارکس اور ''پیٹی بورژوا'' پرودھون کے درمیان (برنشٹائن لفظ ''پیٹی بورژوا'' کو اپنے خیال میں طنزیہ بنانے کےلئے واوین میں لکھتا ہے) تمام دوسرے نکات پر اختلاف کے باوجود ان نکات پر ان کے نقطۂنظر اتنے قریب ھیں جتنا ممکن ہو سکتا ہے''۔ برنشٹائن اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ واقعی میونسپلٹیوں کی اھمیت بڑھ رھی ہے لیکن ''مجھے اس میں شک معلوم ہوتا ہے کہ آیا جمہوریت کا پہلا فریضہ جدید ریاستوں کی ایسی منسوخی (Auflösung) اور ان کی تنظیم میں ایسی مکمل تبدیلی

(Umwandlung) ہوگا جیسا کہ مارکس اور پرودھوں تصور کرتے ہیں — ان صوبائی یا علاقائی اسمبلیوں کے مندوبین سے نیشنل اسمبلی کی تشکیل جو کمیونوں کے مندوبین پر مشتمل ہوں گی — اور اس کے نتیجے میں قومی نمائندگی کی پہلی صورت بالکل غائب ہو جائے گی،، - (برنشٹائن کی ''ابتدائی شرائط،، ، صفحات ۱۳۴ و ۱۳۶، جرمن ایڈیشن، ۱۸۹۹ء) -

''طفیل خور ریاستی اقتدار کی تباہی،، پر مارکس کے خیالات کو پرودھوں کی وفاقیت سے گڈمڈ کرنا یقیناً ہیبت‌ناک ہے! لیکن یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے کیونکہ موقع پرست کو یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ مارکس یہاں وفاقیت کو مرکزیت کے خلاف رکھ کر بالکل بات نہیں کرتے بلکہ وہ پرانی، بورژوا ریاستی مشینری کو جو تمام بورژوا ملکوں میں ہے توڑنے کے بارے میں کہتے ہیں -

موقع پرست کے ذہن میں تو صرف وہی بات آتی ہے جو وہ اپنے چاروں طرف، پیٹی‌بورژوا تنگ‌نظری اور ''اصلاح پرست،، جمود کے ماحول میں دیکھتا ہے یعنی صرف ''میونسپلیٹیاں،،! موقع پرست کو تو پرولتاری انقلاب کے بارے میں سوچنے تک کی عادت نہیں رہی ہے -

یہ مضحکہ‌انگیز ہے - لیکن نرالی بات یہ ہے کہ کسی نے اس نکتے پر برنشٹائن سے بحث‌مباحثہ نہ کیا - بہت سے لوگوں نے برنشٹائن کی تردید کی، خصوصاً پلیخانوف نے روسی ادب میں اور کاؤتسکی نے یورپی ادب میں لیکن ان دونوں میں سے کسی نے بھی برنشٹائن کے ہاتھوں مارکس کی اس توڑمروڑ کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا -

موقع پرست اس حد تک انقلابی طریقے سے خیال کرنا اور انقلاب کے بارے میں سوچنا بھول چکا ہے کہ وہ ''وفاقیت،، کو مارکس سے منسوب کرتا ہے جن کو وہ انارکزم کے بانی پرودھوں سے گڈمڈ کردیتا ہے - اور پکے مارکس‌وادی ہونے کے دعوے‌دار اور مارکس کی انقلابی تعلیمات کی مدافعت کرنے‌والے کاؤتسکی اور پلیخانوف اس کے بارے میں خاموش ہیں! یہاں مارکس‌ازم اور انارکزم کے درمیان فرق کے بارے میں نظریات کو انتہائی مسخ کرنے کی ایک جڑ ہے کے بارے میں ہم پھر کہیں گے -

پیرس کمیون کے تجربے کے بارے میں مارکس کے مندرجہ بالا

خیالات میں وفاقیت کا نشان تک نہیں ہے۔ مارکس پرودھون سے اسی نکتے پر متفق ہیں جس کو موقع پرست برنشٹائن نے نہیں دیکھا۔ مارکس پرودھون سے اسی نکتے پر متفق نہیں ہیں جس پر برنشٹائن نے انکا اتفاق دیکھا۔

مارکس پرودھون سے اس بات پر متفق ہیں کہ دونوں موجودہ ریاستی مشینری کو ''توڑنے،، کے حق میں ہیں۔ مارکس‌ازم اور انارکزم (معہ پرودھون اور باکونین) کے درمیان اس اتفاق کو نہ تو موقع پرست اور نہ کاؤتسکی‌والے ہی دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اسی نکتے پر مارکس‌ازم سے الگ ہو گئے ہیں۔

مارکس پرودھون اور باکونین دونوں سے وفاقیت ہی کے سوال پرمتفق نہیں ہیں (پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کا ذکر نہ کرکے)۔ وفاقیت انارکزم کے پیٹی‌بورژوا خیالات سے اصولی طور پر ابھرتی ہے۔ مارکس مرکزیت‌پسند تھے۔ ان کے جن خیالات کا ابھی حوالہ دیا گیا ہے ان میں مرکزیت سے کسی طرح کی علحدگی نہیں پائی جاتی ہے۔ صرف وہی لوگ جو ریاست میں ''واہمانہ یقین،، کے تنگ‌نظر خیالات سے بھرے ہیں بورژوا ریاستی مشینری کی تباہی کو مرکزیت کی تباہی سمجھ سکتے ہیں!

اب اگر پرولتاریہ اور غریب کسان ریاستی اقتدار خود اپنے ہاتھوں میں لےلیں، آزادی کے ساتھ اپنے کو کمیونوں میں منظم کرلیں اور سارے کمیونوں کے عمل کو سرمایہ پر ضرب لگانے، سرمایہ‌داروں کی مزاحمت کو کچلنے اور نجی ملکیت‌والی ریلوے لائنوں، فیکٹریوں اور زمین وغیرہ کو ساری قوم کو، پورے سماج کو منتقل کرنے کیلئے متحد کرلیں تو کیا یہ مرکزیت نہ ہوگی؟ کیا یہ انتہائی مستحکم جمہوری مرکزیت اور علاوہ اسکے پرولتاری مرکزیت نہ ہوگی؟

برنشٹائن کے دماغ میں بس یہ بات نہیں آسکتی کہ رضا کارانہ مرکزیت، کمیونوں کا ایک قوم میں رضا کارانہ اتحاد، پرولتاری کمیونوں کا رضا کارانہ سنگم بورژوا تسلط اور بورژوا ریاستی مشینری کو توڑنے کیلئے ممکن ہے۔ ہر تنگ‌نظر آدمی کی طرح برنشٹائن مرکزیت کی تصویر کشی یوں کرتا ہے جو صرف اوپر سے ہی، صرف نوکرشاہی اور فوجی طاقت سے ہی مسلط کی جاسکتی ہے اور محفوظ رکھی جاسکتی ہے۔

4*

جیسے کہ مارکس نے یہ پہلے سے دیکھ لیا ہو کہ ان کے خیالات کو مسخ کرنے کا امکان ھے اس بات پر عمداً زور دیا کہ یہ الزام جانا بوجھا جعل ھے کہ پیرس کمیون قومی اتحاد کو تباہ کرنا اور مرکزی اقتدار کو ختم کرنا چاھتا تھا۔ مارکس نے عمداً یہ الفاظ استعمال کئے کہ "قومی اتحاد کو منظم کرنا تھا"، تاکہ باشعور، جمہوری، پرولتاری مرکزیت کو بورژوا، فوجی، نوکرشاھی مرکزیت کے مقابلے میں پیش کیا جا سکے۔

لیکن... وہ بہرے سے بھی بدتر ھے جو سننا نہیں چاھتا۔ اور موجودہ سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرست ریاستی اقتدار کی تباھی کے بارے میں، طفیل خور کو کاٹ کر پھینک دینے کے بارے میں ھی نہیں سننا چاھتے ھیں۔

۵ - طفیل خور ریاست کی تباھی

هم اس موضوع پر مارکس کے الفاظ کا حوالہ دے چکے ھیں اور اب ھمیں ان میں اضافہ کرنا چاھئے۔

"...عام طور پر نئی تاریخی تخلیقات کی یہ تقدیر ھوتی ھے"، مارکس نے لکھا "کہ ان کو سماجی زندگی کی ان پرانی اور فرسودہ شکلوں کا مثل سمجھا جاتا ھے جن سے یہ نئے ادارے کچھ نہ کچھ مشابہت رکھتے ھیں۔ اس طرح یہ نیا کمیون جو موجودہ ریاستی اقتدار کو توڑ دیتا ھے (پاش پاش کردیتا ھے — bricht) قرون وسطی کے کمیون کی تجدید سمجھا جاتا تھا... چھوٹی ریاستوں کا اتحاد (مونتیسکیے اور ژیروندی (۱۰) کے خیال میں)... حد سے زیادہ مرکزیت کے خلاف پرانی جدوجہد کی مبالغہ آمیز شکل سمجھا جاتا تھا...

"...کمیون کے ڈھانچے نے سماج کے جسم کے لئے وہ تمام طاقتیں بحال کردی ھوتیں جو ابھی تک یہ طفیل‌خور بدگوشت "ریاست"، ھڑپ کرلیتی تھی جو سماج کے ساتھ اپنا پیٹ بھرتی تھی اور اس کو آزادی سے حرکت کرنے سے

روکتی تھی۔ اپنے اس ایک اقدام سے اس نے فرانس میں نوجیون کی ابتدا کردی ہوتی...

"...کمیون کا ڈھانچہ دیہاتی پیداوار کرنےوالوں کو ہر علاقے کے بڑے شہروں کی ذہنی رہنمائی کے تحت لاتا اور مزدوروں کی صورت میں شہر میں ان کے مفادات کی قدرتی نمائندگی کا ضمانت‌دار ہوتا ہے۔ کمیون کا وجود ہی بجائے خود ایک مسلمہ حقیقت کی حیثیت سے مقامی خودانتظامی کی طرف لے جاتا تھا لیکن اس وقت وہ ریاستی اقتدار کا پاسنگ نہیں رہی تھی جو اب فالتو ہوچکا تھا۔"

"ریاستی اقتدار کو تباہ کرنا"، جو "طفیل خور بدگوشت" تھا، اسکو "کاٹ" کر پھینکنا، "پاش پاش کرنا"، "اب ریاستی اقتدار فالتو ہو گیا" — یہ ہیں وہ الفاظ جو مارکس نے کمیون کے تجربے کا اندازہ لگاتے اور تجزیہ کرتے ہوئے ریاست کے سلسلے میں استعمال کئے ہیں۔

یہ سب نصف صدی سے کچھ کم قبل لکھا گیا تھا اور اب اس کے لئے واقعی کھدائی کرنی پڑ رہی ہے تاکہ غیرمسخ‌شدہ مارکس‌ازم کو عوام کی بڑی تعداد کے علم میں لایا جائے۔ اس آخری عظیم انقلاب کے مشاہدے سے اخذ کئے ہوئے نتائج جس میں مارکس کی زندگی گزری ٹھیک اس وقت بھلا دئے گئے جب دوسرے عظیم پرولتاری انقلابوں کا وقت آیا۔

"...کمیون کی جو نوع بنوع توضیحات کی گئیں اور جن نوع بنوع مفادات کا اظہار اسمیں ہوا یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ اعلی درجے کی لوچدار سیاسی شکل تھی جبکہ اس سے پہلے حکومت کی تمام شکلیں اپنی نوعیت کے لحاظ سے جابر تھیں۔ اسکا اصل راز یہ تھا کہ کمیون عملی طور پر مزدور طبقے کی حکومت تھی، زبردستی مالک بن بیٹھنےوالے طبقے کے خلاف پیداوار کرنےوالے طبقے کی جدوجہد کا نتیجہ۔ وہ آخر میں دریافت کی ہوئی ایسی سیاسی شکل تھی جس میں محنت کی معاشی آزادی کی تکمیل کی جا سکتی تھی...

''اس آخری شرط کے بغیر کمیون کا ڈھانچہ ناممکن اور دھوکا ھوتا...،،

یوتوپیائی لوگ ان سیاسی شکلوں کو ''دریافت،، کرنے میں لگ گئے جن میں سماج کی سوشلسٹ تبدیلی ھونی چاھئے تھی۔ انارکسٹوں نے سیاسی شکلوں کے سوال کو بالکل ھی مسترد کردیا۔ آجکل کی سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرستوں نے پارلیمانی جمہوری ریاست کی بورژوا سیاسی شکلوں کو اس حد کی حیثیت سے تسلیم کر لیا جسکے آگے قدم نہ بڑھانا چاھئے اور اس ''مورتی،، کے سامنے پیشانی گھس گھس کر عبادت کی اور ان شکلوں کو توڑنے کی ھر خواھش کو انارکزم قرار دیا۔

مارکس نے سوشلزم اور سیاسی جدوجہد کی ساری تاریخ سے یہ اخذ کیا کہ ریاست کو غائب ھونا ھی ھے اور یہ کہ اس کے غائب ھونے کی عبوری شکل (ریاست سے غیر ریاست میں عبور) ھوگا ''حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظم پرولتاریہ،،۔ لیکن مارکس نے اس مستقبل کی منزل کی سیاسی شکلیں دریافت کرنے کا کام اپنے اوپر نہیں لیا۔ انھوں نے فرانسیسی تاریخ کا بالکل ٹھیک مشاھدہ کرنے، اسکا تجزیہ کرنے اور وہ نتائج اخذ کرنے تک اپنے کو محدود رکھا جنکی طرح ۱۸۵۱ء لے گیا یعنی معاملات بورژوا ریاستی مشینری کی تباھی کی طرف جا رھے تھے۔

اور جب پرولتاریہ کی عام انقلابی تحریک پھوٹ پڑی تو مارکس نے اسکی ناکامیابی کے باوجود، اسکی مختصر زندگی اور صریحی کمزوری کے باوجود ان شکلوں کا مطالعہ شروع کردیا جو اس تحریک نے دریافت کی تھیں۔

کمیون وہ شکل ھے جو پرولتاری انقلاب نے ''آخر میں دریافت،، کی ھے اور جس کے تحت محنت کی معاشی نجات ھو سکتی ھے۔

کمیون بورژوا ریاستی مشینری کو پاش پاش کرنے کے لئے پرولتاری انقلاب کی پہلی کوشش اور وہ سیاسی شکل ھے جو ''آخرکار دریافت،، کرلی گئی ھے جس کو توڑی ھوئی ریاستی مشینری کی جگہ پر لایا جا سکتا ھے اور لانا چاھئے۔

ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں نے مختلف حالات اور مختلف شرائط کے تحت کمیون کا کام جاری رکھا ہے اور مارکس کے فاضلانہ تاریخی تجزئے کی تصدیق کی ہے۔

چوتھا باب

سلسلے وار۔ اینگلس کی مزید وضاحتیں

کمیون کے تجربے کے بارے میں مارکس نے بنیادی باتیں پیش کیں۔ اینگلس نے بھی باربار اس موضوع کو لیا اور مارکس کے تجزئے اور نتائج کی وضاحت کی، کبھی کبھی سوال کے دوسرے پہلوؤں پر ایسے زور اور صفائی کے ساتھ روشنی ڈالی کہ ان وضاحتوں کو خاص طور سے لینے کی ضرورت ہے۔

۱ - ''رہائشی مکانوں کا سوال،،

اینگلس نے اپنی تصنیف ''رہائشی مکانوں کا سوال،، (۱۸۷۲ء) میں کمیون کے تجربے کو پیش نظر رکھ کر ریاست کے تعلق سے انقلاب کے فرائض کے بارے میں کئی بار بحث کی ہے۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ اس ٹھوس موضوع نے صاف طور پر انکشاف کیا ایک طرف پرولتاری ریاست اور موجودہ ریاست کے درمیان مشابہت کے نکات کا، ایسے نکات کا جو دونوں صورتوں میں ریاست کے بارے میں کہنے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کے درمیان اختلافی نکات یا ریاست کی بربادی کی طرف عبور کا۔

''رہائشی مکانوں کا سوال کیسے حل کیا جائے؟ موجودہ سماج میں اسکو بھی کسی دوسرے سماجی سوال کی طرح حل کیا جاتا ہے: مانگ اور سپلائی کی رفتہ رفتہ معاشی ہمواری کے ذریعہ، اور یہ ایسا حل ہے جو سوال کو بار بار پھر پیدا کرتا ہے اور اسلئے کوئی حل نہیں ہے۔ اس سوال کو سماجی انقلاب کیسے حل

کریگا، اسکا انحصار نہ صرف وقت اور مقام پر ہوگا بلکہ اسکا تعلق کہیں زیادہ دوررس سوالات پر ہے جن میں ایک بہت ہی بنیادی سوال شہر اور دیہات کے درمیان تضاد کو ختم کرنے کا ہے۔ چونکہ ہمارا یہ فریضہ نہیں ہے کہ ہم مستقبل کے سماج کے لئے یوتوپیائی سسٹم منظم کریں اسلئے اس سوال کو لینا ہمارے لئے بےسود ہے۔ لیکن ایک بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ بڑے شہروں میں اس وقت بھی رہائشی مکانوں کی اتنی کافی تعداد ہے کہ رہائشی مکانوں کی واقعی کمی کو فوراً دور کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ ان کو معقول طور پر استعمال کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی طرح ممکن ہے کہ موجودہ مالکان کو مکانوں کی ملکیت سے بےدخل کرکے وہاں بے گھر مزدوروں کو یا ان مزدوروں کو بسایا جائے جنکے گھروں میں بہت مجمع ہو گیا ہے۔ اور جیسے ہی پرولتاریہ سیاسی اقتدار حاصل کریگا مفادعامہ کے پیش نظر یہ معقول اقدام ویسا ہی آسان ہوگا جیسا کہ موجودہ ریاست کے لئے عمارتوں کے مالکوں کو بےدخل کرنا اور ان پر قبضہ کرنا ہے،، (جرمن ایڈیشن، ۱۸۸۷ء، صفحہ ۲۲)۔

یہاں ریاستی اقتدار کی شکل میں تبدیلی پر نہیں غور کیا گیا ہے بلکہ صرف اسکی سرگرمیوں کا مافیہ لیا گیا ہے۔ مکانوں کی بےدخلی اور ان پر قبضہ موجودہ ریاست کے حکم سے بھی ہوتا ہے۔ معاملے کے باضابطہ پہلو سے پرولتاری ریاست بھی مکانوں پر قبضے اور مکانوں کی بےدخلی کا ''حکم،، دیگی۔ لیکن یہ بات صاف ہے کہ پرانی انتظامی مشینری، افسرشاہی جو بورژوازی سے متعلق ہے پرولتاری ریاست کے احکام پورے کرنے کیلئے محض ناموزوں ہوتی۔

''...اس بات کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ محنت کے تمام آلات پر، مجموعی طور پر صنعت پر محنت کش لوگوں کا واقعی قبضہ پرودھونی ''ادائیگی،، کے بالکل برخلاف ہے۔ موخرالذکر صورت میں مزدور رہائشی مکان، کسان کے قطعۂ زمین، محنت کے آلات کا انفرادی طور پر مالک بن جاتا ہے۔ اول‌الذکر صورت میں ''محنت کش لوگ،، مکانوں، فیکٹریوں

اور محنت کے آلات کے اجتماعی مالک رہتے ہیں اور کم سے کم عبوری دور میں مشکل سے ہی افراد یا انجمنوں کو بلامعاوضہ ان کے استعمال کی اجازت دی جائیگی۔ اسی طرح ملکیت آراضی کا خاتمہ لگان کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ سماج کی طرف اسکی منتقلی ہے خواہ وہ کچھ تبدیل‌شدہ صورت میں ہو۔ اسلئے تمام آلات محنت پر محنت کشوں کا واقعی قبضہ کسی صورت سے انکی کرائے پر لین‌دین کی برقراری کو خارج نہیں کرتا،، (صفحہ ٦٨)۔

اس بحث میں جو سوال لیا گیا ہے یعنی ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیاد، اس کا جائزہ ہم اگلے باب میں لیں‌گے۔ اینگلس بہت احتیاط سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پرولتاری ریاست ''مشکل سے،، مکانوں کے استعمال کی اجازت بلامعاوضہ دیگی، ''کم سے کم عبوری دور میں،،۔ سارے لوگوں کی ملکیت‌والے مکانوں کو انفرادی طور پر خاندانوں کو کرایہ پر دینے کا مطلب پہلے سے یہ فرض کرنا ہے کہ کرایہ اکٹھا کیا جائے اور مکانوں کی تقسیم میں کچھ حد تک کنٹرول اور کوئی نہ کوئی معیار پیش نظر رکھا جائے۔ یہ ریاست کی کسی مخصوص صورت کا تقاضہ کرتا ہے لیکن ایسی مخصوص فوجی اور نوکرشاهی مشینری کا بالکل تقاضہ نہیں کرتا جس میں افسروں کی خاص مراعاتی پوزیشن ہوتی ہے۔ ایسی صورت حال تک عبور جس میں بلا کرایہ فلیٹ دینا ممکن ہوگا ریاست کی پوری طرح مٹنے پر منحصر ہے۔

کمیون کے بعد اور اس کے تجربے سے متاثر ہوکر بلانکیسٹوں (١٦) کے مارکس‌ازم کی اصولی پوزیشن اختیار کرنے کا ذکر کرتے ہوئے اینگلس نے سرسری طور پر اس پوزیشن کو اس طرح مرتب کرکے پیش کیا ہے:

''...طبقات اور ان کے ساتھ ریاست کی منسوخی تک عبور کی حیثیت سے پرولتاریہ اور اسکی ڈکٹیٹرشپ کے سیاسی اقدام کی ضرورت...،، (صفحہ ٥٥)۔

کوئی ایک ایک لفظ کی نکتہ‌چینی کرنےوالا یا ''مارکس‌ازم کا گلا گھونٹنےوالا،، بورژوا غالباً ''ریاست کی منسوخی،، کے اس اعتراف

اور ''اینٹی ڈیورنگ،، کے مندرجہ بالا اقتباس میں انارکسٹ فارمولے کی حیثیت سے اس فارمولے کی تردید کے درمیان تضاد دیکھے گا۔ اس میں کوئی حیرت نہ ہوتی اگر موقع پرستوں نے اینگلس کا شمار بھی انارکسٹوں میں کرلیا ہوتا کیونکہ اب سوشل شاونسٹوں میں یہ بات بہت عام ہو گئی ہے کہ وہ سب بین‌اقوامیت پسندوں کو انارکزم کا ملزم ٹھہراتے ہیں۔

مارکس‌ازم نے ہمیشہ یہ تعلیم دی کہ طبقات کی منسوخی کے ساتھ ریاست بھی منسوخ ہو جائےگی۔ ''اینٹی‌ڈیورنگ،، میں ''ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے،، کے بارے میں جو عام طور پر مشہور ٹکڑا ہے وہ انارکسٹوں کو محض ریاست کی منسوخی کی حمایت کیلئے ہی ملزم نہیں ٹھہراتا ہے بلکہ اسکا پرچار کرنے کیلئے بھی کہ جیسے ریاست کو ''ایک رات،، میں منسوخ کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ موجودہ رائج ''سوشل ڈیموکریٹک،، نظریہ انارکزم سے مارکس‌ازم کے تعلقات کو ریاست کی منسوخی کے بارے میں پوری طرح مسخ کر کے پیش کرتا ہے اسلئے اس بحث کو یاد دلانا مفید ہوگا جو مارکس اور اینگلس نے انارکسٹوں سے کی تھی۔

۲ - انارکسٹوں سے بحث‌مباحثہ

یہ بحث ۱۸۷۳ء میں ہوئی۔ مارکس اور اینگلس نے پرودھون کے حامیوں (۱۷)، ''اندرونی خودمختاری والوں،، یا ''اختیار کے مخالفوں،، کے خلاف ایک اطالوی سوشلسٹ مجموعے میں مضامین لکھے اور صرف ۱۹۱۳ء میں ان مضامین کے ترجمے جرمن اخبار «Neue Zeit» میں شائع ہوئے (۱۸)۔

''...اگر مزدور طبقے کی سیاسی جدوجہد انقلابی صورتیں اختیار کرتی ہے،، مارکس نے انارکسٹوں کے سیاست سے انحراف کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا۔ ''اور اگر مزدور بورژوازی کی ڈکٹیٹرشپ کی جگہ اپنی انقلابی ڈکٹیٹرشپ قائم کرتے ہیں تو وہ اصولوں کی توہین کرنے کا شدید جرم کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے حقیر، بھونڈے، روزمرہ کے مطالبوں کو مطمئن کرنے اور

بورژوازی کی سزاحمت کچلنے کے لئے ریاست کو انقلابی اور عبوری شکل دیتے ھیں بجائے اسکے کہ ھتیار ڈال دیں اور ریاست کو منسوخ کردیں...،، («Neue Zeit»، ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۳ء، ۳۲ سال اشاعت، جلد ۱، صفحہ ۴۰) (۱۹)۔

یہ ھے ریاست کی وہ ''منسوخی،، جسکی مارکس نے قطعی مخالفت کرتے ھوئے انارکسٹوں کی تردید کی تھی۔ انھوں نے کبھی اس خیال کی مخالفت نہیں کی کہ جب طبقات غائب ھوں گے تو ریاست بھی غائب ھو جائے گی یا انکی منسوخی کے ساتھ وہ بھی منسوخ ھوجائے گی۔ انھوں نے اسکی مخالفت کی کہ مزدور اسلحہ کے استعمال سے، منظم تشدد سے انکار کردیں یعنی اس ریاست سے انکار کردیں جو ''بورژوازی کی مزاحمت کچلنے،، کا کام کریگی۔

انارکزم کے خلاف اپنی جدوجہد کے اصلی معنوں کو توڑمروڑ سے بچانے کیلئے مارکس نے اس ریاست کی ''انقلابی اور عبوری شکل،، پر عمداً زور دیا جسکی پرولتاریہ کو ضرورت ھے۔ پرولتاریہ کو ریاست کی صرف عارضی ضرورت ھے۔ مقصد کی حیثیت سے ریاست کی منسوخی کے بارے میں ھم انارکسٹوں سے بالکل اختلاف نہیں رکھتے۔ ھم باصرار یہ کہتے ھیں کہ اس مقصد کے حصول کے لئے ھمیں استحصال کرنےوالوں کے خلاف ریاستی اقتدار کے آلات، وسائل اور طریقوں کا عارضی استعمال کرنا چاھئے، اسی طرح جیسے طبقات کے خاتمے کیلئے مظلوم طبقے کی عارضی ڈکٹیٹرشپ کی ضرورت ھے۔ مارکس نے انارکسٹوں کے خلاف سوال پیش کرنے کیلئے انتہائی تیز اور انتہائی صاف رویہ اختیار کیا ھے: سرمایہداروں کا جوا اتار پھینکنے کے بعد کیا مزدوروں کو ''اپنے ھتھیار ڈال دینا،، چاھئے یا ان کو سرمایہداروں کی مزاحمت کچلنے کے لئے استعمال کرنا چاھئے؟ لیکن ایک طبقے کا دوسرے طبقے کے خلاف ھتھیاروں کا باقاعدہ استعمال اگر ریاست کی ''عبوری شکل،، نہیں تو کیا ھے؟

ھر سوشل ڈیموکریٹ کو اپنے آپ سے سوال کرنے دیجئے: کیا اسی طرح اس نے ریاست کے بارے میں سوال کو انارکسٹوں سے بحث میں پیش کیا؟ کیا اسی طرح اسکو دوسری انٹرنیشنل کی سرکاری سوشلسٹ پارٹیوں کی بڑی اکثریت نے پیش کیا؟

اینگلس نے ان خیالات کو زیادہ واضح اور سقبول عام طور پر پیش کیا ھے۔ سب سے پہلے انہوں نے پرودھون کے حامیوں کے گڈمڈ خیالات کا مذاق اڑایا ھے جو اپنے کو ''اختیار کے مخالفین،، کہتے تھے یعنی ہر طرح کے اختیار، ہر قسم کی ماتحتی اور ہر قسم کے اقتدار سے انکار کرتے تھے۔ کسی فیکٹری، ریلوے یا کھلے سمندر میں جہاز کو لےلیجئے—اینگلس نے کہا— کیا یہ صاف نہیں ھے کہ ان میں کا ایک بھی ٹکنیکی لحاظ سے پیچیدہ ادارہ جسکی بنیاد مشینوں کے استعمال اور بہت سے لوگوں کے باقاعدہ تعاون پر ھے بغیر معینہ ماتحتی یا اسکےنتیجے میں بغیر معینہ اختیار یا اقتدار کے کام نہیں کر سکتا؟

''...اگر میں یہ دلیلیں اختیار کے شدیدترین مخالفوں کے خلاف پیش کرتا ہوں،، اینگلس نے لکھا ''تو وہ صرف یہی جواب دے سکتے ھیں: ''ہاں، یہ سچ ھے لیکن یہاں اس اختیار کا سوال نہیں ھے جو ہم اپنے مندوبین کو دیتے ھیں بلکہ کوئی مخصوص کام سپرد کرنے کا سوال ھے،،۔ یہ لوگ سوچتے ھیں کہ کسی چیز کو اس کا نام بدلکر بدلا جاسکتا ھے...،، (۲۰)۔

اس طرح یہ دکھا کر کہ اختیار اور خودمختاری نسبتی چیزیں ھیں، کہ ان کے استعمال کا دائرہ سماجی ارتقا کی مختلف منازل کے ساتھ بدلتا رہتا ھے، کہ ان کو قطعی نہ سمجھنا چاہئے اور اسکا اضافہ کرتے ہوئے کہ مشینوں اور بڑے پیمانے کی پیداوار کے استعمال کا دائرہ برابر وسیع ہو رہا ھے اینگلس اختیار کے بارے میں عام بحث سے گزر کر ریاست کے سوال پر آجاتے ھیں۔ انہوں نے لکھا:

''...اگر اندرونی خودمختاری کے حامی صرف یہی کہنا چاہتے تھے کہ مستقبل کی سماجی تنظیم اختیار کی اجازت صرف اسی حد تک دیگی جسکو پیداوار کے حالات ناگزیر بنا دیں گے تو ان کے ساتھ اتفاق کیا جا سکتا تھا۔ لیکن وہ ایسے تمام واقعات کی طرف سے اندھے ہو گئے ھیں جو اختیار کو

ضروری بناتے ھیں اور بڑے جوش کے ساتھ الفاظ سے لڑتے ھیں۔

''اختیار کے مخالفین اپنے کو سیاسی اختیار، ریاست کے خلاف چیخنے تک کیوں نہیں محدود رکھتے؟ تمام سوشلسٹ متفق ھیں کہ ریاست اور اس کے ساتھ سیاسی اختیار آنےوالے سماجی انقلاب کے نتیجے میں غائب ھوجائیں گے یعنی سماجی فرائض اپنا سیاسی کردار کھو بیٹھیں گے اور محض انتظامی فرائض میں بدل جائیں گے جو سماجی مفادات کی دیکھ بھال کریں گے۔ لیکن اختیار کے مخالفین کا مطالبہ ھے کہ سیاسی ریاست بیک‌ضرب منسوخ کر دی جائے، حتی کہ ان سماجی تعلقات کی منسوخی سے پہلے جنھوں نے اس ریاست کو جنم دیا تھا۔ انکا مطالبہ ھے کہ سماجی انقلاب کا پہلا اقدام اختیار کی منسوخی ھونا چاھئے۔

''بھلا ان حضرات نے کبھی انقلاب دیکھا بھی ھے؟ انقلاب بلاشبہ اتنی بااختیار چیز ھے جتنی ممکن ھو سکتی ھے۔ انقلاب ایسا اقدام ھے جس میں آبادی کا ایک حصہ اپنی مرضی دوسرے حصے پر رائفلوں، سنگینوں اور توپوں کے ذریعہ مسلط کرتا ھے جو سب کے سب بہت ھی بااختیار ذرائع ھیں۔ اور فاتح پارٹی ضرورتاً اس پر مجبور ھوتی ھے کہ وہ اپنی حکمرانی اس دھشت کے ذریعہ برقرار رکھے جو اسکے اسلحہ رجعت پرستوں میں پیدا کرتے ھیں۔ کیا پیرس کمیون ایک دن سے زیادہ برقرار رھتا اگر اس نے بورژوازی کے خلاف مسلح عوام کا اختیار نہ استعمال کیا ھوتا؟ اسکے برعکس، کیا ھم اسکو اس بات کا ملزم نہیں ٹھہرا سکتے کہ اس نے یہ اختیار بہت کم استعمال کیا؟ اس‌لئے دو باتوں میں سے ایک ھے: یا تو اختیار کے مخالفین یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کہہ رھے ھیں اور ایسی صورت میں وہ الجھن پیدا کرتے ھیں۔ یا تو وہ کچھ جانتے ھیں اور اس صورت میں پرولتاریہ کے کاز کے ساتھ غداری کر رھے ھیں۔ دونوں صورتوں میں وہ صرف رجعت‌پرستی کی خدمت کر رھے ھیں،، (صفحہ ۳۹) (۲۱)۔

یہ بحث ان سوالات کو چھوتی ھے جنکا جائزہ ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے دوران سیاست اور معاشیات کے درمیان تعلقات کے سلسلے میں لینا چاھئے (اگلا باب اسکے بارے میں ھے)۔ یہ سوالات سماجی فرائض کو سیاسی سے معمولی انتظامی فرائض میں تبدیل کرنے اور ''سیاسی ریاست،، کے بارے میں ھیں۔ آخرالذکر اصطلاح جو خاص طور سے غلط فہمی پیدا کر سکتی ھے ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے عمل کو دکھاتی ھے: اس عمل کی ایک خاص منزل پر ریاست جو رفتہ رفتہ مٹ رھی ھے غیر سیاسی ریاست کہی جا سکتی ھے۔

پھر اینگلس کی اس بحث میں وہ طریقہ لاجواب ھے جس سے انہوں نے سوال انارکسٹوں کے خلاف رکھا ھے۔ سوشل ڈیموکریٹوں نے جو اینگلس کی شاگردی کا دعوی کرتے ھیں انارکسٹوں کے خلاف اس موضوع پر ۱۸۷۳ء سے لاکھوں بار بحث کی ھے لیکن انہوں نے اس پر اس طرح بحث نہیں کی جس طرح ایک مارکس‌وادی کر سکتا ھے اور کرنا چاھئے۔ انارکسٹوں کا ریاست کی منسوخی کا خیال گڈمڈ اور غیرانقلابی ھے — اینگلس نے سوال کو اس طرح پیش کیا ھے۔ انارکسٹ انقلاب ھی سے، اس کے ابھار اور ارتقا سے، تشدد، اختیار، اقتدار اور ریاست کے تعلق سے اس کے معین فرائض سے ھی انکار کرتے ھیں۔

انارکزم پر موجودہ سوشل ڈیموکریٹوں کی عام نکتہ چینی بالکل خالص عامیانہ سفلہ‌پن ھو کر رہ گئی ھے: ''ھم ریاست کو مانتے ھیں جبکہ انارکسٹ نہیں مانتے!،، قدرتی بات ھے کہ ایسا سفلہ‌پن تھوڑا بہت سوچنے والے اور انقلابی مزدوروں کو دور ڈھکیلنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اینگلس نے مختلف بات کہی ھے: وہ زور دیتے ھیں کہ سب سوشلسٹ یہ مانتے ھیں کہ سوشلسٹ انقلاب کے نتیجے میں ریاست غائب ھو جائے گی۔ پھر وہ انقلاب کے ٹھوس سوال کو رکھتے ھیں، وھی سوال جس سے موقع پرست سوشل ڈیموکریٹ عام طور پر گریز کرتے ھیں اور یوں کہنا چاھئے کہ اسکو محض انارکسٹوں کے لئے ''مرتب،، کرنے کو چھوڑ دیتے ھیں۔ اینگلس اس سوال سے نبٹتے ھوئے دکھتی رگ پکڑ لیتے ھیں، وہ سوال کرتے ھیں: کیا کمیون کو ریاست کے انقلابی اقتدار کا یعنی حکمراں طبقے کی حیثیت

سے مسلح اور منظم پرولتاریہ کے اقتدار کا زیادہ استعمال نہ کرنا چاہئے تھا؟

رائج سرکاری سوشل ڈیموکریسی انقلاب میں پرولتاریہ کے ٹھوس فرائض کے سوال کو عام طور پر یا تو محض عامیانہ مذاق یا زیادہ سے زیادہ اس صوفیانہ گریز کے ساتھ ٹال دیتی تھی: ''وھاں دیکھا جائے گا،،۔ اور انارکسٹوں نے اس سوشل ڈیموکریسی کے بارے میں بجا طور پر کہا تھا کہ وہ مزدوروں کو انقلابی تعلیم دینے کے اپنے فریضے سے غداری کرتی ھے۔ اینگلس پچھلے پرولتاری انقلاب کے تجربے کو اسی ٹھوس مطالعہ ھی کیلئے استعمال کرتے ھیں کہ بینکوں اور ریاست دونوں کے بارے میں پرولتاریہ کو کیا کرنا اور کیسے کرنا چاھئے۔

۳ - بیبل کے نام خط

ریاست کے بارے میں مارکس اور اینگلس کی تصانیف میں اگر بہترین نہیں تو ایک سب سے اچھی بحث اینگلس کے اس خط کا اقتباس ھے جو انھوں نے بیبل کو ۱۸ — ۲۸ مارچ ۱۸۷۵ء کو لکھا تھا۔ ھم برسبیل تذکرہ یہ کہتے چلیں کہ جہاں تک ھم کو معلوم ھے یہ خط سب سے پہلے بیبل نے اپنی سوانح (''اپنی زندگی سے،،) کی دوسری جلد میں شایع کرایا جو ۱۹۱۱ء میں چھپی یعنی خط لکھنے اور بھیجے جانے کے ۳۶ سال بعد۔

گوتھا پروگرام کے اسی مسودے پر تنقید کرتے ھوئے جس پر مارکس نے براکے کے نام اپنے مشہور خط میں تنقید کی تھی اور ریاست کے بارے میں خاص طور سے سوال کو لیتے ھوئے اینگلس نے بیبل کو لکھا:

''...آزاد عوامی ریاست آزاد ریاست میں تبدیل ھوگئی۔ قواعد کے لحاظ سے ان الفاظ کے معنی یہ ھوتے ھیں کہ آزاد ریاست وہ ھے جو اپنے شہریوں کے تعلق سے آزاد ھو یعنی مطلق العنان حکومت‌والی ریاست۔ مناسب یہ ھوتا کہ ریاست کے بارے میں یہ ساری بکواس بند کردی جاتی، خصوصاً کمیون

کے بعد جو لفظ کے صحیح معنوں میں اب ریاست نہیں رہا تھا۔ انارکسٹوں نے ''عوامی ریاست،، کو کافی سے زیادہ ہماری آنکھوں کا کانٹا بنا دیا ہے حالانکہ پرودھون کے خلاف مارکس کی کتاب (۲۲) اور بعد میں ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، صاف کہتے ہیں کہ سوشلسٹ سماجی نظام رائج ہونے کے بعد ریاست خود منتشر ہو کر (sich auflöst) غائب ہوجاتی ہے۔ چونکہ ریاست ایک عبوری ادارہ ہے جس کو جدوجہد میں، انقلاب میں دشمنوں کو بزور کچلنے کے لئے استعمال کرنا پڑتا ہے اسلئے آزاد عوامی ریاست کی بات نری حماقت ہے: ابھی تک پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت رہتی ہے، پرولتاریہ کو اسکی ضرورت آزادی کے مفادات کے لئے نہیں بلکہ اپنے دشمنوں کو دبائے رکھنے کے لئے ہوتی ہے اور جیسے ہی آزادی کے بارے میں بات کرنا ممکن ہوتا ہے تو ریاست کا اس صورت میں وجود نہیں رہتا۔ اس لئے ہم تجویز کرتے ہیں کہ ہر جگہ لفظ ریاست کی جگہ لفظ ''برادری،، (Gemeinwesen) رکھا جائے جو بڑا اچھا پرانا جرمن لفظ ہے اور فرانسیسی لفظ ''کمیون،، سے مطابقت رکھتا ہے،، (اصل جرمن مسودہ، صفحات ۳۲۲ — ۳۲۱)۔

اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ یہ خط اس پارٹی پروگرام کا حوالہ دیتا ہے جس پر مارکس نے مندرجہ بالا خط سے چند ہفتے بعد اپنے خط میں تنقید کی تھی (مارکس کا خط ۵ مئی ۱۸۷۵ء کا ہے) اور اس وقت اینگلس مارکس کے ساتھ لندن میں رہتے تھے۔ اسلئے آخری جملے میں ''ہم،، کہتے ہوئے اینگلس بلاشبہ اپنی اور مارکس کی طرف سے بھی جرمن مزدور پارٹی کے لیڈر سے یہ تجویز کرتے ہیں کہ لفظ ''ریاست،، پروگرام سے نکالکر اس کی جگہ لفظ ''برادری،، رکھا جائے۔

موقع پرستوں کی آسانی کیلئے توڑی مروڑی ہوئی موجودہ ''مارکس‌ازم،، کے سربراہ ''انارکزم،، کے بارے میں کتنی چیخ پکار کریں گے اگر پروگرام میں اس طرح کی ترمیم کی تجویز ان سے کی جائے! ان کو چیخ پکار کرنے دو۔ اسکے لئے بورژوازی ان کو مرحبا کہے گی۔

اور هم اپنا کام کریں گے۔ اپنی پارٹی کے پروگرام پر نظرثانی کرتے هوئے همیں هر طرح سے مارکس اور اینگلس کے مشورے کو پیش نظر رکھنا چاهئے تاکه هم سچ سے قریب هوسکیں، مارکس‌ازم کو توڑ‌سروڑ سے صاف کر کے بحال کر سکیں اور مزدور طبقے کی نجات کیلئے اسکی جدوجہد کی صحیح معنی میں رهنمائی کرسکیں۔ اینگلس اور مارکس کے مشورے کے خلاف بالشویکوں میں یقینی طور پر کوئی نهیں ملے گا۔ شاید مشکل صرف اصطلاح میں هوگی۔ جرمن میں دو الفاظ ایسے هیں جن کے معنی ''برادری،، هیں اور اینگلس نے جو لفظ استعمال کیا هے وه واحد برادری نهیں دکھاتا بلکه ان کے مجموعے، برادریوں کے سسٹم کو دکھاتا هے۔ روس میں ایسا کوئی لفظ نهیں هے اور ممکن هے فرانسیسی لفظ ''کمیون،، لینا مناسب هو حالانکه اسکی بھی اپنی خامیاں هیں۔

''کمیون، لفظ کے صحیح معنوں میں، اب ریاست نهیں رهی تھی،، — یه نظریاتی طور پر بہت هی اهم بیان هے جو اینگلس نے دیا هے۔ جو کچھ اوپر کہا جا چکا هے اسکے بعد یه بیان بالکل صاف هے۔ کمیون کا ریاست هونا ختم هو رها تھا کیونکه اسے آبادی کی اکثریت کو نهیں بلکه اقلیت (استحصال کرنےوالوں) کو دبانا تھا۔ اس نے بورژوازی کی ریاستی مشینری کو توڑ دیا تھا۔ دباؤ ڈالنے کی مخصوص طاقت کے بجائے آبادی خود سامنے آ گئی۔ یه سب کچھ ریاست کے صحیح معنوں سے علحده تھا۔ اور اگر کمیون مضبوطی سے قائم هوجاتا تو اسمیں ریاست کی تمام علامتیں خود سے ''رفته رفته مٹ جاتیں،،، اسے ریاست کے اداروں کو ''منسوخ،، نه کرنا پڑتا: وه کام کرنا بند کردیتے کیونکه ان کے پاس کچھ کرنے کو نه هوتا۔

''انارکسٹوں نے ''عوامی ریاست،، کو هماری آنکھوں کا کانٹا بنا دیا هے،، — یه کہنے میں اینگلس سب سے پہلے باکونین اور جرمن سوشل ڈیموکریٹوں پر اس کے حملے پیش نظر رکھتے هیں۔ اینگلس ان حملوں کو اس لئے بجا تسلیم کرتے هیں که ''عوامی ریاست،، اس حد تک نامعقول اور سوشلزم سے اس حد تک علحدگی هے جتنی ''آزاد عوامی ریاست،،۔ اینگلس نے انارکسٹوں کے خلاف جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی جدوجہد کو صحیح ڈھرے پر لگانے کی کوشش کی

تاکہ یہ جدوجہد اصولی طور پر صحیح بن سکے اور ''ریاست،، کے بارے میں موقع پرست تعصبات سے اسکو نجات مل سکے۔ افسوس! اینگلس کا خط ۳۶ سال تک کہیں نیچے پڑا رہا۔ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ اس خط کی اشاعت کے بعد بھی کاؤتسکی نے حقیقت میں وہی غلطیاں باصرار دھرائیں جنکے خلاف اینگلس نے انتباہ کیا تھا۔

بیبل نے اینگلس کو اپنے ۲۱ ستمبر ۱۸۷۵ء کے خط سے جواب دیا جسمیں دوسری چیزوں کے علاوہ بیبل نے یہ بھی لکھا کہ وہ پروگرام کے مسودے کے بارے میں اینگلس کی رائے سے ''پوری طرح متفق،، ہیں اور یہ کہ انھوں نے چھوٹ دینے کیلئے لیبکنیخت کو ملامت کی ہے (بیبل کی سوانح کا جرمن ایڈیشن، دوسری جلد، صفحہ ۳۳۴)۔ لیکن اگر ہم بیبل کا پمفلٹ ''ہمارے مقاصد،، لے لیں تو وھاں ہم کو ریاست کے بارے میں ایسے خیالات ملیں گے جو بالکل غلط ہیں:

> ''طبقاتی تسلط پر مبنی ریاست کو عوامی ریاست میں تبدیل کردینا چاہئے،، («Unsere Ziele» جرمن ایڈیشن، ۱۸۸۶ء، صفحہ ۱۴)۔

یہ بیبل کے پمفلٹ کے ۹ ویں (نویں!) ایڈیشن میں شایع ہوا تھا! یہ حیرت کی بات نہیں کہ ریاست کے بارے میں موقع پرستانہ بحث جسکو باصرار دھرایا جاتا تھا جرمن سوشل ڈیموکریٹوں نے اپنے میں سمولیا، خصوصاً جبکہ اینگلس کی انقلابی تشریحات کو کہیں نیچے ڈال دیا گیا اور حالات زندگی ایسے تھے کہ وہ مدتوں تک انقلاب سے ''الگ،، رہیں۔

۴۔ ایرفورٹ پروگرام کے مسودے پر تنقید

ریاست کے بارے میں مارکس‌ازم کی تعلیمات کا تجزیہ کرتے ہوئے ایرفورٹ پروگرام (۲۳) کے مسودے پر اس تنقید کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا جو اینگلس نے کاؤتسکی کو ۲۹ جون ۱۸۹۱ء کو بھیجی تھی اور جو دس سال بعد ھی «Neue Zeit» میں شایع ہوئی کیونکہ اس کا تعلق بڑی حد تک ریاست کی تنظیم سے متعلق سوالات میں سوشل ڈیموکریٹوں کے موقع پرستانہ خیالات پر تنقید سے ہے۔

هم اس بات پر غور کرتے چلیں گے کہ اینگلس نے معاشی سوالات پر بھی بہت ھی بیش بہا رائے پیش کی ھے جو دکھاتی ھے کہ انھوں نے کتنی توجه اور غور کے ساتھ ان تبدیلیوں کو دیکھا جو جدیدترین سرمایه‌داری میں ہو رہی ھیں اور اسی وجه سے وہ کیسے ایک حد تک ھمارے ساسراجی دور کے فرائض کو پہلے سے دیکھ سکے۔ یه رہی انکی رائے: لفظ ''غیرسنصوبه‌بندی،، (Planlosigkeit) کے بارے میں، جو پروگرام کے مسودے میں سرمایه‌داری کی کردار نگاری کے لئے استعمال کیا گیا، اینگلس نے لکھا ھے:

''...جب ہم جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کی طرف سے ٹرسٹوں کی طرف آتے ھیں جو ساری صنعتوں کا کنٹرول اپنے ھاتھ میں لیتے ھیں اور انکے اجارے‌دار بن جاتے ھیں تو یہاں نه صرف نجی پیداوار بند ھوتی ھے بلکه غیرسنصوبه‌بندی بھی ختم ھوجاتی ھے،، «Neue Zeit» بیسواں سال اشاعت، جلد ۱، ۱۹۰۱ء–۱۹۰۲ء، صفحه ۸)۔

یہاں جدیدترین سرمایه‌داری یعنی سامراج کے نظریاتی اندازے کی انتہائی اهم چیز لی گئی ھے یعنی یه کہ سرمایه‌داری بدل کر اجارے‌دارانه سرمایه‌داری ھوجاتی ھے۔ سوخرالذکر پر زور دینا چاھئے کیونکه بورژوا اصلاح‌پرست دعوی که گویا اجارے‌دارانه سرمایه‌داری یا ریاستی اجارے‌دارانه سرمایه‌داری اب سرمایه‌داری نہیں رہی ھے بلکه اسکو ''ریاستی سوشلزم،، کہا جا سکتا ھے وغیرہ، اب بہت عام غلطی ھو گئی ھے۔ درحقیقت سکمل منصوبه‌بندی نه تو ٹرسٹ فراھم کرتے تھے، نه اب کر رہے ھیں اور نه فراھم کر سکتے ھیں۔ لیکن وہ چاھے جتنی منصوبه‌بندی فراھم کرتے ھیں، بڑے بڑے سرمایه‌دار قوسی اور حتی که بین‌اقواسی پیمانے پر پیداوار کی مقدار کا چاھے جتنا بھی پہلے سے حساب لگاتے ھیں اور اسکو چاھے جتنا منصوبے کے مطابق متناسب بناتے ھیں ہم پھربھی سرمایه‌دار نظام کے تحت ھی رہتے ھیں، یه سچ ھے که اس کی نئی منزل میں، پھر بھی بلاشبه سرمایه‌دارانه نظام میں رہتے ھیں۔ سوشلزم سے ایسی سرمایه‌داری کی ''قربت،، پرولتاریه کے حقیقی نمائندوں کے لئے سوشلسٹ انقلاب کی

قربت، آسانی، امکانات اور فوری ضرورت کی دلیل کا ثبوت بن سکتی ہے اور اسکی دلیل بالکل نہیں بن سکتی کہ ایسے انقلاب کے انکار کو برداشت کیا جائے اور سرمایہ‌داری کو زیادہ دلکش بنانے کی کوششیں کی جائیں، ایسی چیز جسکے لئے سب اصلاح پرست کوشاں ہیں۔

لیکن ہم ریاست کے سوال کی طرف واپس آتے ہیں۔ اپنے خط میں اینگلس نے خاص طور سے تین بیش بہا تجاویز پیش کی ہیں: اول، ریپبلک کے بارے میں، دوسرے، قومی سوال اور ریاستی تنظیم کے درمیان تعلق کے بارے میں اور تیسرے، مقامی خودانتظامی کے بارے میں۔

جہاں تک ریپبلک کا تعلق ہے اینگلس نے ایرفورٹ پروگرام کے مسودے پر اپنی نکتہ‌چینی کا اسکو مرکز بنایا۔ اور اگر ہم یاد کریں کہ دنیا کی ساری سوشل ڈیموکریسی کےلئے ایرفورٹ پروگرام نے کیا اہمیت اختیار کرلی تھی اور کیسے ساری دوسری انٹرنیشنل کے لئے نمونہ بن گیا تھا تو بلامبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اینگلس نے یہاں ساری دوسری انٹرنیشنل کی موقع پرستی پر نکتہ‌چینی کی ہے۔

''مسودے کے سیاسی مطالبات میں ایک بڑا نقص ہے،، اینگلس نے لکھا ''اس میں ٹھیک اسی کی کمی ہے (کشیدہ خط اینگلس کا ہے) جس کو کہنا چاہئے تھا۔،،

اور آگے انھوں نے اس کی وضاحت کی ہے کہ جرمن آئین ۱۸۵۰ء کے انتہائی رجعت پرست آئین کا خاکہ ہے، کہ ریشتاغ بقول ولہلم لیبکنیخت ''مطلق العنانی کا برگ انجیر،، ہے اور یہ خواہش ''محض حماقت،، ہوگی کہ ایسے آئین کی بنیاد پر ''محنت کے تمام آلات کو مشترکہ ملکیت بنا دیا جائے،، جو چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور چھوٹی جرمن ریاستوں کے فیڈریشن کے وجود کو قانونی قرار دیتا ہے۔

''اس موضوع کو لینا خطرناک ہے،، اینگلس نے یہ اچھی طرح جانتے ہوئے اضافہ کیا ہے کہ جرمنی میں ریپبلک کے مطالبہ کو قانونی طور پر پروگرام میں شامل کرنا ناممکن تھا۔ لیکن اینگلس نے یوں ہی اس بین بات سے نارضامندی کا اظہار نہیں کیا جس سے ''سب،، مطمئن تھے۔ اینگلس نے آگے چل کر کہا: ''بہرحال، کسی نہ کسی طرح اس معاملے کو آگے بڑھانا

چاهئے - یه کتنا ضروری هے، اس کو فی‌الوقت موقع پرستی بالکل ٹھیک ٹھیک دکھاتی هے جو سوشل ڈیموکریٹک پریس کے ایک بڑے حصے میں پھیل رهی هے (einreissende) - سوشلسٹ دشمن قانون (۴۲) کی تجدید سے ڈرتے هوئے یا اس قانون کے تسلط کے دور میں هر طرح کے جلدبازی کے اعلانات کو یاد کرتے هوئے اب یه خواهش هے که پارٹی جرمنی کے موجوده قانونی نظام کو اس لئے تسلیم کرلے که وه پارٹی کے تمام مطالبات پرامن طور پر پورے کرنے کے لئے کافی هے...،،

اینگلس نے خاص طور سے اس بنیادی واقعه پر زور دیا که جرمن سوشل ڈیموکریٹ سوشلسٹ دشمن قانون کی تجدید کے ڈر سے سرگرم عمل تھے اور اس کو صاف طور پر موقع پرستی کہا - انهوں نے یه اعلان کیا که چونکه جرمنی میں نه تو ریپبلک تھی اور نه آزادی اسلئے ’’پرامن،، راستے کے خواب محض حماقت تھے - اینگلس نے اس بات کی کافی احتیاط کی که ان کے هاتھ نه بنده جائیں - انهوں نے یه تسلیم کرلیا که ریپبلک‌والے یا بهت آزاد ملکوں میں سوشلزم کی طرف پرامن ارتقا کا ’’تصور کرنا،، (صرف ’’تصور کرنا،،!) ممکن هے، لیکن جرمنی میں، انهوں نے پھر دهرایا،

’’...جرمنی میں، جهاں حکومت قادر مطلق هے اور ریشتاغ اور دوسرے نمائنده ادارے حقیقی طاقت نهیں رکھتے — جرمنی میں ایسی بات کی وکالت کرنے کا مطلب، جهاں علاوه بریں اس کی ضرورت بھی نهیں هے، مطلق العنانی سے برگ‌انجیر هٹالینا اور اس کے ننگےپن کی پردهداری کے لئے خود کھڑے هو جانا هے...،،

جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے سرکاری لیڈروں کی بڑی اکثریت جس نے اس مشورے کو بالائے طاق رکھدیا درحقیقت مطلق العنانی کی پردهدار ثابت هوئی -

’’...آخرکار اس طرح کی پالیسی پارٹی کو صرف گمراه کر سکتی هے - وه عام، مجرد سیاسی سوالوں کو سامنے لا کر

5—2588

فوری ٹھوس سوالوں کو چھپاتے ھیں جو پہلے بڑے واقعات، پہلے سیاسی بحران کے وقت خودبخود سامنے آجاتے ھیں۔ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ھے کہ فیصلہ کن لمحے میں پارٹی اچانک لاچار ثابت ھوگی اور اھم سوالوں کے بارے میں اس میں وضاحت اور اتفاق نہ ھوگا کیونکہ ایسے سوالوں پر پہلے کبھی بحث نہیں ھوئی...

''بڑی اور خاص باتوں کو روزمرہ کے فوری مفادات کے لئے اس طرح بھولنا، مابعد نتائج کو نظرانداز کرکے لمحاتی کامیابیوں کے پیچھے اس طرح دوڑنا اور ان کے لئے جدوجہد کرنا، تحریک کے مستقبل کو اس کے حال پر اس طرح قربان کرنا — ممکن ھے کہ ''ایماندارانہ،، نیت سے ھو لیکن یہ موقع پرستی ھے اور موقع پرستی رھےگی، اور ''ایماندارانہ،، موقع پرستی شاید سب سے زیادہ خطرناک ھے...

''اگر کوئی بات بلاشبہ ھے، تو یہ کہ ھماری پارٹی اور مزدور طبقہ صرف جمہوری ریپبلک جیسی ھی سیاسی صورت میں برسراقتدار آ سکتے ھیں۔ حتی کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی خاص صورت یہی ھے جیسا کہ عظیم فرانسیسی انقلاب نے دکھایا ھے...،،

اینگلس نے یہاں خاص طور سے نمایاں صورت میں اس بنیادی خیال کا اعادہ کیا ھے جو مارکس کی تمام تصانیف میں ایک سرخ دھاگے کی طرح دوڑا ھوا ھے یعنی یہ کہ جمہوری ریپبلک پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے سب سے زیادہ قریب ھے۔ کیونکہ ایسی ریپبلک، ذرا بھی سرمائے کا تسلط ختم کئے بغیر اور اسی‌لئے عوام پر جبر و تشدد اور طبقاتی جدوجہد ختم کئے بغیر ناگزیر طور پر اس جدوجہد کو اس حد تک پھیلاتی اور فروغ دیتی ھے، اس کی تہیں کھولتی ھے اور جدوجہد کو تیز کرتی ھے کہ جیسے ھی کچلے ھوئے عوام کے بنیادی مفادات کو مطمئن کرنے کا امکان پیدا ھوتا ھے، اس امکان کی ناگزیر اور واحد طریقے سے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے ذریعہ، ان عوام کی پرولتاریہ کی قیادت کے ذریعہ تکمیل کی جاتی ھے۔ ساری دوسری انٹرنیشنل کے لئے یہ بھی مارکس‌ازم کے ''فراموش کردہ،،

الفاظ ھیں اور یہ واقعہ کہ وہ فراموش کئےجا چکے ھیں منشویک پارٹی کی تاریخ نے ۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب کے پہلے چھہ مہینوں میں خاص صفائی کے ساتھ دکھایا ھے۔

آبادی کی قومی ساخت کے سلسلے میں وفاقی ریپبلک کے موضوع پر اینگلس نے لکھا:

''موجودہ زمانے کے جرمنی کی جگہ کیا ھونا چاھئے؟'' (مع اس کے رجعت پرست شاہ‌پرست آئین اور اسی طرح چھوٹی ریاستوں میں اس کی رجعت‌پرست تقسیم، ایسی تقسیم جو ''پروشین‌ازم'' کی تمام خصوصیات کو ابدیت بخشتی ھے بجائے اس کے کہ ان کو جرمنی میں مجموعی طور پر منتشر کردیا جائے)۔ ''میری رائے میں پرولتاریہ صرف واحد اور ناقابل تقسیم ریپبلک کی صورت ھی کو استعمال کر سکتا ھے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے زبردست علاقے میں مجموعی طور پر اب بھی ایک وفاقی ریپبلک کی ضرورت ھے حالانکہ اس کی مشرقی ریاستوں میں ابتک وہ رکاوٹ کی صورت اختیار کرچکی ھے۔ برطانیہ میں یہ آگے کی طرف قدم ھوگا جہاں دو جزیروں میں چار قومیں بستی ھیں اور واحد پارلیمنٹ کے باوجود قانون‌سازی کے تین سسٹم پہلو بہ پہلو موجود ھیں ۔ چھوٹے سوئٹزرلینڈ میں یہ مدتوں سے رکاوٹ بن‌چکی ھے اور وھاں وفاقی ریپبلک صرف اس لئے قابل برداشت ھے کہ سوئٹزرلینڈ یورپی ریاستی نظام کا بالکل مجھول ممبر ھونے پر قانع ھے۔ جرمنی کے لئے سوئٹزرلینڈ کے نمونے پر وفاقیت پیچھے کی طرف زبردست قدم ھوگا۔ دو نکتے یونین ریاست اور مکمل طور پر متحد ریاست کے درمیان فرق پیدا کرتے ھیں: اول تو ھر ممبر ریاست، ھر کینٹن اپنی دیوانی اور فوجداری قانون بنانے اور عدالت کا سسٹم رکھتا ھے۔ دوسرے، ایک عوامی ایوان کے ساتھ ایک وفاقی ایوان بھی ھوتا ھے جس میں ھر کینٹن خواہ چھوٹا ھو یا بڑا ووٹ دیتا ھے''۔ جرمنی میں یونین ریاست مکمل متحد ریاست کی طرف عبور ھے اور ۱۸۶۶ء اور ۱۸۷۰ء کے ''اوپر سے انقلاب'' پیچھے کی طرف نہ ڈھکیلنا چاھئے بلکہ ''نیچے سے تحریک کے ذریعہ'' اس میں اضافہ کرنا چاھئے۔

نہ صرف یہ کہ اینگلس ریاست کی شکلوں کی طرف بےتوجہی نہیں برتتے بلکہ اس کے برعکس انتہائی تفصیل کے ساتھ وہ ان ہی عبوری شکلوں کا تجزیہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ہر مخصوص معاملے میں اس کی ٹھوس تاریخی خصوصیات کے مطابق معلوم کر سکیں کہ کس بات سے کس بات کی طرف مخصوص عبوری شکل گزر رہی ہے۔

پرولتاریہ اور پرولتاری انقلاب کے نقطۂ نظر سے اینگلس بھی مارکس کی طرح جمہوری مرکزیت، واحد اور ناقابل تقسیم ریپبلک کے علمبردار ہیں۔ وہ وفاقی ریپبلک کو یا تو استثنا اور ترقی کیلئے رکاوٹ یا شاہی سے مرکوز ریپبلک کی طرف عبور، بعض خاص شرائط کے تحت ''آگے کی طرف قدم،، سمجھتے ہیں۔ اور ان مخصوص شرائط کے تحت قومی سوال سامنے آتا ہے۔

چھوٹی ریاستوں کی رجعت پرست نوعیت پر اور بعض ٹھوس معاملوں میں اس کو قومی سوال کے پردے میں چھپانے پر شدید تنقید کے باوجود اینگلس نے بھی مارکس کی طرح کبھی یہ ذرا کوشش نہیں کی کہ وہ قومی سوال کو نظرانداز کردیں — یہ کوشش جس کے اکثر ہالینڈ اور پولینڈ کے مارکس‌وادی مرتکب ہوتے ہیں جو ''اپنی،، چھوٹی ریاستوں کی تنگ‌نظر قوم‌پرستی کے خلاف قانونی جدوجہد کرتے ہیں۔

حتی کہ برطانیہ میں، جہاں جغرافیائی حالات، مشترکہ زبان اور متعدد صدیوں کی تاریخ ملک کے مختلف چھوٹے حصوں میں قومی سوال کو ''ختم کرتی،، معلوم ہوتی ہے، یہاں بھی اینگلس نے اس واضح واقعہ کو پیش نظر رکھا کہ قومی سوال ابھی تک ماضی کی بات نہیں ہوئی ہے اور اسلئے وہ وفاقی ریپبلک کا قیام ''آگے کی طرف قدم،، سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں اسکا شائبہ بھی نہیں ہے کہ اینگلس نے وفاقی ریپبلک کی خامیوں پر تنقید ترک کردی ہے یا متحد اور مرکوز جمہوری ریپبلک کی انتہائی باعزم جدوجہد اور پروپیگنڈے سے دست‌بردار ہو گئے ہیں۔

لیکن جمہوری مرکزیت سے اینگلس کا مطلب بالکل وہ نہیں ہے جس نوکرشاہی معنی میں اس اصطلاح کو بورژوا اور پیٹی‌بورژوا نظریات‌داں اور انارکسٹ استعمال کرتے ہیں۔ اینگلس کا مرکزیت

کا خیال ایسی وسیع خودانتظامی کو خارج نہیں کرتا جو تمام نوکرشاهی رواجوں اور اوپر سے سارے ''احکام،، جاری کرنے کو بالکل ختم کرتی ھے بشرطیکه ''کمیون،، اور ضلع رضا کارانه طور پر متحده ریاست کی وکالت کریں -

اینگلس نے ریاست کے بارے میں مارکس‌ازم کے پروگرام‌والے نظریات کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھا ھے: ''...اس طرح، متحد ریپبلک لیکن موجوده فرانسیسی ریپبلک کے معنی میں نہیں جو بلاشہنشاہ کے سلطنت ھے جو ۱۷۹۸ء میں قائم ہوئی تھی - ۱۷۹۲ء سے ۱۷۹۸ء تک هر فرانسیسی صوبے، هر برادری (Gemeinde) کو امریکی نمونے کی مکمل خودانتظامی حکومت حاصل تھی اور یہی هم کو بھی حاصل ہونا چاهئے - خودانتظامی کو کیسے منظم کیا جائے اور هم نوکرشاهی کے بغیر اس کا انتظام کیسے کریں یه هم کو امریکه اور پہلی فرانسیسی ریپبلک نے دکھایا اور ثابت کیا ھے اور آج بھی کناڈا، آسٹریلیا اور دوسری برطانوی نوآبادیات دکھا رهی هیں - اور اس قسم کی صوبوں (علاقوں) اور برادریوں کی خودانتظامی حکومت کہیں زیاده آزاد ھے مثلاً به‌نسبت سوئٹزرلینڈ کی وفاقیت کے جس کے تحت، یه صحیح ھے که کینٹن بند کے تعلق سے،، (یعنی مجموعی طور پر وفاقی ریاست کے تعلق سے) ''بہت خودمختار ھے لیکن ضلع (Bezirk) اور برادری کے تعلق سے بھی خودمختار ھے - کینٹن کی حکومتیں ضلع کے گورنر (Bezirk statthalter) اور Prefects مقرر کرتی هیں جو انگریزی زبان‌والے ملکوں میں بالکل نہیں هیں اور جن کو همیں یہاں مستقبل میں اسی عزم کے ساتھ ختم کرنا چاهئے جیسے پروشیائی Rägierungsräte اور Landräte (کمشنروں، ضلع پولیس افسران، گورنروں اور عام طور پر ان افسروں کو جو اوپر سے مقرر کئے گئے هیں) کو،، - اسی کے مطابق اینگلس نے پروگرام میں خودانتظامی حکومت کی دفعه کے بارے میں مندرجه‌ذیل الفاظ کی تجویز کی: ''صوبوں (گوبیرنیا یا علاقوں)، ضلعوں اور برادریوں کی مکمل خودانتظامی عام رائے

دھندگی کی بنیاد پر چنے ہوئے افسران کے ذریعه - ریاست کے مقررہ کردہ سارے مقامی اور صوبائی صاحبان اختیار کی منسوخی - ''

میں ''پراودا'' (۲۰) (شمارہ ٦٨، ۲۸ مئی ۱۹۱۷ء) میں جس کو کیرینسکی اور دوسرے ''سوشلسٹ'' وزراً کی حکومت نے دبا دیا اس کی طرف اشارہ کر چکا ہوں که کیسے اس نکتے پر (ظاہر ھے صرف اسی نکتے پر نہیں) نام نہاد انقلابی جمہوریت کے ہمارے نام‌نہاد سوشلسٹ نمائندے نمایاں طور پر جمہوریت سے پیچھے ہٹ گئے - قدرتی بات ھے که جن لوگوں نے اپنے کو ساسراجی بورژوازی کے ساتھ ''ایتلاف'' کے رشتے میں باندھ رکھا ھے انھوں نے اس تنقید کی طرف سے اپنے کان بند کرلئے -

اس بات کی طرف توجه دینا بہت اہم ھے که اینگلس نے واقعات کو لیکر ایک انتہائی ٹھیک مثال سے اس تعصب کی تردید کی جو بہت پھیلا ہوا ھے، خصوصاً پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں میں، که مرکوز ریپبلک کے مقابلے میں وفاقی ریپبلک کا مطلب زیادہ آزادی ھے - یه غلط ھے - اینگلس نے ۱۷۹۲ء—۱۷۹۸ء کی مرکوز فرانسیسی ریپبلک اور سوئٹزرلینڈ کی وفاقی ریپبلک کے واقعات پیش کرکے اس کی تردید کی ھے - حقیقی جمہوری مرکوز ریپبلک نے وفاقی ریپبلک کے مقابلے میں زیادہ آزادی دی ھے - دوسرے الفاظ میں سب سے زیادہ مقامی، علاقائی اور دوسری آزادی جس سے تاریخ واقف ھے مرکوز ریپبلک نے دی ھے نه که وفاقی ریپبلک نے -

اس واقعه پر، وفاقی اور مرکوز ریپبلک اور مقامی خودانتظامی حکومت کے پورے سوال پر بھی، ہمارے پارٹی پروپیگنڈے اور ایجی‌ٹیشن میں کافی توجه نہیں دی جاتی تھی اور اب بھی نہیں دی جا رہی ھے -

٥ - مارکس کی کتاب ''فرانس میں خانه‌جنگی'' کا ۱۸۹۱ء کا پیش لفظ

''فرانس میں خانه‌جنگی'' کے تیسرے ایڈیشن کیلئے اپنے پیش لفظ میں (اس پیش لفظ کی تاریخ ۱۸ مارچ ۱۸۹۱ء ھے اور پہلی بار یه رساله «Neue Zeit» میں شایع ہوا تھا) اینگلس نے ریاست کی طرف رویے

کے بارے میں سوالوں پر کچھ دلچسپ سرسری ریمارکوں کے علاوہ کمیون کے دئے ہوئے سبقوں پر ایک بہت ہی اچھا واضح خلاصہ پیش کیا۔ یہ خلاصہ جو ان بیس برسوں کے پورے تجربے سے اور زیادہ گہرا ہو گیا تھا جو کمیون اور مصنف کے درمیان تھے اور جو خاص طور سے جرمنی میں پھیلے ہوئے ''ریاست کے توہم آمیز عقیدے،، کے خلاف تھا، زیرغور سوال کے سلسلے میں بجا طور پر مارکس‌ازم کا حرف آخر کہا جا سکتا ہے۔

اینگلس نے لکھا ہے کہ فرانس میں ہر انقلاب کے بعد مزدور مسلح ہوتے تھے، ''اسلئے مزدوروں کو نہتا کرنا برسراقتدار بورژوا کیلئے پہلا مقدس فریضہ تھا۔ اسی لئے مزدوروں کے جیتے ہوئے ہر انقلاب کے بعد نئی جدوجہد ہوتی ہے جو مزدوروں کی شکست پر ختم ہوتی ہے...،،

بورژوا انقلابوں کے تجربے کا یہ خلاصہ بہت ہی جامع اور پرمعنی ہے۔ ریاست کے سوال پر (کیا مظلوم طبقے کے پاس اسلحہ ہیں؟) دوسری باتوں کے علاوہ معاملے کے سارے سافیہ کو یہاں بہت اچھی طرح سمجھا گیا ہے۔ یہی نچوڑ ہے جس سے بورژوا نظریات سے متاثر پروفیسر اور پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹ اکثر گریز کرتے ہیں۔ ۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب میں بورژوا انقلابوں کے اس راز کو فاش کرنے کی عزت (کاوینیاک کی عزت (۲٦)) ''منشویک،،، ''نیز مارکسی،، تسرےتیلی کو ملی۔ اپنی ۱۱ جون کی ''تاریخی،، تقریر میں تسرےتیلی یہ کہہ اٹھے کہ بورژوازی پیٹروگراد کے مزدوروں کو نہتا کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ درحقیقت انھوں‌نے اس فیصلے کو اپنا اور عام طور پر ''ریاست،، کے لئے ضروری بتا کر پیش کیا!

تسرےتیلی کی ۱۱ جون کی تاریخی تقریر واقعی ۱۹۱۷ء کے انقلاب کی ہر مؤرخ کے لئے اس بات کی جیتی جاگتی مثال رہےگی کہ کس طرح جناب تسرےتیلی کی قیادت میں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کا اتحاد انقلابی پرولتاریہ کے خلاف ہو کر بورژوازی کی طرف چلا گیا۔

اینگلس کا ایک اور سرسری ریمارک جو ریاست کے سوال کے

بارے میں بھی ہے مذہب کے متعلق ہے۔ یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ جرمن سوشل ڈیموکریسی جتنی فرسودہ ہوتی گئی اتنی ہی زیادہ موقع پرست ہوتی گئی، اتنی ہی زیادہ وہ اس مشہور فارمولے کی عاسیانہ اور غلط تفسیر میں دھنستی گئی کہ ''مذہب کے نجی معاملہ ہونے کا اعلان کیا جائے گا،،۔ یعنی اس فارمولے کو توڑمروڑ کر یہ معنی نکالے گئے کہ مذہب انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کے لئے بھی نجی معاملہ ہے!! پرولتاریہ کے انقلابی پروگرام کے ساتھ اس مکمل غداری کے خلاف ہی اینگلس نے زوردار احتجاج کیا۔ ۱۸۹۱ء میں انہوں نے اپنی پارٹی میں موقع پرستی کی صرف بہت ہی کمزور ابتدا دیکھی اور اسی لئے اس کے بارے میں بہت ہی احتیاط کا اظہار کیا:

''چونکہ تقریباً صرف مزدور یا مزدوروں کے مسلمہ نمائندے کمیون میں تھے اس لئے اس کے فیصلے قطعی طور پر پرولتاری کردار رکھتے تھے۔ یا تو ان فیصلوں میں وہ اصلاحات منظور کی گئی تھیں جو ریپبلکن بورژوازی نے محض اپنی بزدلی کی وجہ سے منظور نہیں کیں اور جو مزدور طبقے کی آزاد سرگرمیوں کے لئے ضروری بنیاد سہیا کرتی ہیں، مثلاً زندگی میں اس اصول کو رائج کرنا کہ ریاست کے تعلق سے مذہب بالکل نجی معاملہ ہے۔ یا کمیون نے ایسے احکام نافذ کئے جو مزدور طبقے کے مفاد میں براہ راست تھے اور جو پرانے سماج کے نظم و نسق کو گہرائی تک کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے...،،

اینگلس نے ''ریاست کے تعلق سے،، کے الفاظ پر عمداً زور دیا ہے جرمن موقع پرستی پر براہ‌راست ضرب لگانے کیلئے، جس نے پارٹی کے تعلق سے مذہب کے نجی معاملہ ہونے کا اعلان کرکے انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کو اس انتہائی بھونڈی ''آزاد خیال،، تنگ‌نظری کی سطح تک نیچے گرا دیا جو منکر ہونے کی صورت کو ماننے کیلئے تیار تھی لیکن لوگوں کو بیوقوف بنانے‌والی مذہب کی افیون کے خلاف پارٹی کی جدوجہد کے فریضے سے دست‌بردار ہوجاتی تھی۔

جرمن سوشل ڈیموکریسی کے مستقبل کا مؤرخ ۱۹۱۴ء میں اس کی شرمناک ناکامی کی جڑیں تلاش کرتے ہوئے اس سوال پر بہت

هی دلچسپ اور کافی مواد پائے گا جو پارٹی کے نظریاتی لیڈر کاؤتسکی کے مضامین میں گریزپا اعلانات سے شروع ہوتا ہے جن میں موقع پرستی کے لئے پٹوپٹ دروازہ کھولدیا گیا ہے اور ۱۹۱۳ء میں «Los-von-Kirche-Bewegung» (چرچ سے علحدہ ہونے کی تحریک) کی طرف پارٹی کے رویے پر ختم ہوتا ہے۔

لیکن آئیے ہم دیکھیں کہ کمیون کے ۲۰ سال بعد اینگلس نے مجاہد پرولتاریہ کیلئے ان سبقوں کا خلاصہ کیسے پیش کیا ہے۔

یہ ہیں سبق جن کو اینگلس نے صف‌اول میں جگہ دی ہے:

''...سابق سرکوز حکومت کا وہ ظالم اقتدار، فوج، سیاسی پولیس اور نوکرشاهی جس کی تخلیق نپولین نے ۱۷۹۸ء میں کی تھی اور جس کو اس وقت سے ہر نئی حکومت دل‌پسند آلے کی طرح اپناتی اور اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کرتی رہی ہے یہی اقتدار ہے جس کو فرانس میں ہر جگہ اسی‌طرح ختم ہونا تھا جس طرح وہ پیرس میں ختم ہو چکا تھا۔

''بالکل ابتدا سے ہی کمیون کو یہ ماننا چاہئے تھا کہ مزدور طبقہ برسراقتدار ہو کر پرانی ریاستی مشینری کے ذریعہ انتظام نہیں چلا سکتا، کہ اپنے تسلط کو نہ کھونے کیلئے جو ابھی حاصل ہوا ہے مزدور طبقے کو، ایک طرف تو ظلم کی اس ساری پرانی مشینری کو ختم کردینا چاہئے جو پہلے اس کے خلاف استعمال ہوتی تھی اور دوسری طرف اپنے نمائندوں اور افسروں کے خلاف، ان سب کے لئے بلااستثنا یہ اعلان کرکے کہ ان کو کسی وقت بھی واپس بلایا جا سکتا ہے، خود کو محفوظ کرلینا چاہئے...،،

اینگلس نے ایک بار پھر اس پر زور دیا کہ صرف شاہی میں نہیں بلکہ جمہوری ریپبلک میں بھی ریاست ریاست ہی رہتی ہے یعنی وہ اپنی بنیادی اور امتیازی خصوصیت رکھتی ہے: افسروں، ''سماج کے خادموں،، ، اس کے اداروں کو سماج کے مالکوں میں تبدیل کرنا۔

''...ریاست اور ریاست کے اداروں کی سماج کے خادموں سے سماج کے مالکوں میں تبدیلی (تمام پچھلی ریاستوں میں

ناگزیر تبدیلی) کے خلاف کمیون نے دو بالکل صحیح ذرائع استعمال کئے۔ اول تو اس نے تمام عہدے، انتظامی، عدالتی اور تعلیمی، تمام متعلقہ لوگوں کی عام‌رائے دھندگی سے بھرے جن سے ووٹر عہدے‌دار کو کسی وقت بھی واپس بلا سکتے تھے۔ اور دوسرے اس نے تمام اعلی اور ادنی افسروں کو صرف وہ اجرت دی جو دوسرے مزدوروں کو ملتی تھی۔ کمیون نے سب سے زیادہ تنخواہ ٦ ہزار فرانک* دی۔ اس طرح جاہ ومنصب اور کیریرازم کے خلاف ایک معتبر رکاوٹ ان پابندیوں کے علاوہ کھڑی کردی گئی جو نمائندہ اداروں کے مندوبین پر عائد کی گئی تھیں...،،

اینگلس یہاں ایسی دلچسپ حد سے قریب آجاتے ھیں جس پر مستقل جمہوریت ایک طرف سوشلزم میں تبدیل ہوتی ھے اور دوسری طرف سوشلزم کا تقاضہ کرتی ھے۔ کیونکہ ریاست کو ختم کرنے کیلئے یہ ضروری ھے کہ ریاستی خدمات کے کاموں کو کنٹرول اور حساب کتاب کے ایسے سادہ عوامل میں بدل دیا جائے جو آبادی کی بڑی اکثریت کی دست‌رس اور اختیار میں ہوں اور پھر ہر فرد کے لئے۔ اور کیریرازم کے قطعی خاتمے کا مطالبہ یہ ھے کہ ریاستی ملازمت میں ”معزز،، ، خواہ بے نفع عہدوں کو بینکوں اور جوائنٹ کمپنیوں کی بڑی آمدنی‌والی ملازمتوں تک، جست لگانے کے لئے استعمال نہ کیا جا سکے جیسا کہ سب بہت ھی آزاد سرمایہ‌دار ملکوں میں متواتر ھوتا ھے۔
بہرحال، اینگلس نے وہ غلطی نہیں کی جو مثلاً کچھ مارکس‌وادی قوموں کے حق خودارادیت کے سوال کے بارے میں کرتے ھیں جب وہ دلیل پیش کرتے ھیں کہ سرمایہ‌داری میں یہ ناممکن ھے اور سوشلزم میں بےسود ھوگا۔ یہ بیان، جو بظاھر بڑی ھوشمندی کا معلوم ھوتا ھے لیکن درحقیقت غلط ھے، کسی بھی جمہوری ادارے کے بارے میں

---

* برائے نام ۲۴۰۰ روبل یا زرتبادلہ کی موجودہ شرح کے مطابق تقریباً ٦ ہزار روبل۔ ان بالشویکوں کا رویہ قطعی ناقابل معافی ھے (دیکھئے اگلا صفحہ)۔

دیا جا سکتا ہے اور ان میں سرکاری افسروں کی معتدل تنخواہیں بھی شامل ہیں کیونکہ قطعی طور پر مستقل جمہوریت سرمایہ‌دار نظام میں ناممکن ہے اور سوشلزم کے تحت ساری جمہوریت رفتہ رفتہ مٹ جائے گی۔

یہ صوفی‌ازم ہے جو اس پرانے لطیفے سے مشابہ ہے کہ اگر آدمی کا ایک اور بال ضایع ہوجائےگا تو کیا وہ گنجا ہوجائےگا۔

جمہوریت کو سختتم حدتک ترقی دینا، اس ترقی کی صورتیں تلاش کرنا اور عمل سے ان کی آزمائش کرنا وغیرہ، یہ سب سماجی انقلاب کی جدوجہد کے فریضوں میں سے ہے۔ الگ الگ لیکر کسی طرح کی بھی جمہوریت سوشلزم نہیں لا سکتی۔ لیکن حقیقی زندگی میں جمہوریت کبھی ''الگ نہیں لی جائےگی،،۔ وہ ''دوسری چیزوں کے ساتھ لی جائےگی،،، وہ معاشی زندگی پر بھی اثر انداز ہوگی اور اس کی تبدیلی کو تیز کرےگی اور معاشی ترقی سے خود بھی متاثر ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہے زندہ تاریخ کی جدلیات۔

اینگلس نے آگے چل کر لکھا:

''...سابق ریاستی اقتدار کا دھماکے (Sprengung) سے اڑجانا اور اس کی جگہ پر ایک نئے اور واقعی جمہوری اقتدار کا آنا تفصیل کے ساتھ ''خانہ جنگی،، کے تیسرے باب میں لکھا گیا ہے۔ لیکن یہاں مختصر طور پر اس تبدیلی کی کچھ خصوصیات کا ایک بار پھر ذکر کرنا ضروری تھا کیونکہ جرمنی میں خاص طور سے ریاست میں توہم‌آمیز یقین فلسفے سے گزر کر بورژوازی حتی کہ بہت سے مزدوروں کے عام شعور میں بھی پہنچ گیا ہے۔ فلسفیانہ نظرئے کے مطابق ریاست ''نظرئے کی تکمیل،، ہے یا فلسفیانہ زبان میں زمین پر خدا کی سلطنت ہے، ریاست ایسا شعبہ ہے جس میں ابدی سچائی اور انصاف کی تکمیل ہو چکی ہے یا ہونا چاہئے۔ اور اس سے ریاست اور اس سے ہر

جو یہ تجویز کرتے ہیں کہ مثلاً شہری دوماؤں کے ممبروں کو ۹ ہزار روبل تنخواہ دی جائے اور یہ نہیں تجویز کرتے کہ ساری ریاست میں ۶ ہزار روبل زیادہ سے زیادہ تنخواہ ہو جو کافی رقم ہے۔ (۲۷)

متعلق چیز کا توهم‌آمیز احترام پیدا هوتا هے جو بهت جلد جڑ پکڑ لیتا هے کیونکه لوگ بچپن سے یه تصور کرنے کے عادی هو جاتے هیں که ایسے معاملات اور مفادات کی تکمیل اور حفاظت جو سماج میں مشترک هیں اسکے سوا اور کسی طرح نهیں هو سکتی جیسے که پهلے هوتی تهی یعنی ریاست اور اسکے اونچی اونچی تنخواهوں والے اعلی عهدےداروں کے ذریعه۔ لوگ خیال کرتے هیں که وه بهت غیرمعمولی جرأت‌آمیز قدم اٹها رهے هیں اگر وه وراثتی شاهی پر یقین سے هٹ کر جمهوری رپبلک میں یقین کرنے لگتے هیں۔ بهرحال درحقیقت ریاست ایک طبقے کے هاتهوں دوسرے طبقے کو دبانے کے آلۂ کار کے سوا اور کچھ نهیں هے اور جمهوری رپبلک میں بهی دراصل وه شاهی سے کم اسکا آلۂ کار نهیں هے۔ بهترین صورت میں بهی ریاست ایک ایسی برائی هے جو پرولتاریه کو وراثت میں ملی هے جس نے طبقاتی حکمرانی کی جدوجهد میں فتح پائی هے۔ کمیون کی طرح فتحیاب پرولتاریه کو اس برائی کے بدترین پهلو اسکانی تیزی کے ساتھ کاٹ کر پهینکنا هوں‌گے، یهاں تک که نئے، آزاد سماجی حالات میں نشوونما پائی هوئی نسل ریاستی سسٹم کے پورے ملبے کو مسترد کر سکےگی۔ ،،

اینگلس نے جرمنوں کو انتباه کیا که وه شاهی کو رپبلک سے بدلنے کے سلسلے میں عام طور پر ریاست کے سوال میں سوشلزم کے اصولوں کو نه بهولیں۔ انکے انتباه اب تسرے تیلی اور چیرنوف صاحبان کے لئے براه‌راست سبق هیں جنهوں نے اپنے ''ایتلاف،، کے عمل میں ریاست کے لئے توهم‌آمیز یقین اور توهم‌آمیز احترام کا اظهار کیا هے!

دو اور باتیں: (۱) اگر اینگلس نے کها هے که جمهوری رپبلک میں ریاست شاهی سے ''<u>کچھ کم نهیں</u>،،، ریاست ''ایک طبقے کے هاتهوں دوسرے طبقے کو دبانے کا آلۂ کار،، رهتی هے تو اسکا یه کسی طرح مطلب نهیں هے که دباؤ کی <u>صورت</u> سے پرولتاریه کے لئے کوئی فرق نهیں پڑتا جیسا که کچھ انارکسٹ ''پڑها،، رهے هیں۔ طبقاتی جدوجهد اور طبقاتی دباؤ کی زیاده وسیع، زیاده آزاد اور زیاده

کھلی ہوئی صورت پرولتاریہ کے لئے عام طور پر طبقات کے خاتمے کی جدوجہد میں بڑی مددگار ہوتی ہے۔

(۲) صرف نئی نسل ہی کیوں ریاستی سسٹم کے پورے ملبے کو مسترد کر سکے گی؟ اس سوال کا تعلق جمہوریت پر قابو پانے سے ہے جس کی طرف ہم آرہے ہیں۔

٦ - جمہوریت پر قابو پانے کے بارے میں اینگلس کی رائے

اینگلس نے اس بات پر اپنے خیالات کا اظہار ''سوشل ڈیموکریٹ،، نام کے سائنسی طور پر غلط ہونے کے سوال کے سلسلے میں کیا۔

اپنے ۱۸۷۰ء اور آگے کے برسوں کے مختلف موضوع والے مضامین کے ایک ایڈیشن کے لئے جسمیں زیادہ‌تر ''بین‌اقوامی،، سوالات کے بارے میں (*«Internationales aus dem «Volksstaat») مضامین تھے، ۳ جنوری ۱۸۹۴ء کے پیش لفظ میں یعنی اپنی موت سے ڈیڑھ سال پہلے لکھے ہوئے پیش لفظ میں اینگلس نے لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے تمام مضامین میں لفظ ''کمیونسٹ،، استعمال کیا ہے نہ کہ ''سوشل ڈیموکریٹ،، کیونکہ اس زمانے میں فرانس میں پرودھون والے اور جرمنی میں لاسال والے (۲۸) اپنے کو سوشل ڈیموکریٹ کہتے تھے۔ اینگلس نے آگے چل کر کہا ہے:

''...مارکس اور میرے لئے اسی واسطے یہ قطعی ناممکن تھا کہ ہم اپنے مخصوص نقطۂ‌نظر کے اظہار کے لئے ایسی ڈھیلی ڈھالی اصطلاح استعمال کریں۔ موجودہ زمانے میں حالت مختلف ہے اور یہ لفظ (''سوشل ڈیموکریٹ،،) چل سکتا ہے (mag passieren) چاہے وہ اب بھی صحیح نہ ہو (unpassend ، نامناسب) ایسی پارٹی کے لئے جس کا معاشی پروگرام محض عام طور پر سوشلسٹ نہیں ہے بلکہ براہ‌راست کمیونسٹ ہے اور جسکا مختتم سیاسی مقصد پوری ریاست کو قابو میں لانا ہے، اور اس لئے

---

*'' ''عوامی ریاست،، سے بین‌اقوامی موضوعات پر،،۔ (ایڈیٹر)

جمہوریت کو بھی۔ بہرحال، حقیقی (اینگلس کا خط کشیدہ) سیاسی پارٹیوں کے نام کبھی پوری طرح ان سے مطابقت نہیں رکھتے ھیں۔ پارٹی ترقی کرتی رھتی ھے جبکہ نام اپنی جگہ پر قائم رھتا ھے۔،،

ماہر جدلیات اینگلس کو اپنے آخری دن تک جدلیات پر یقین رھا۔ انھوں نے کہا ھے کہ مارکس اور میرے پاس پارٹی کیلئے شاندار اور سائنسی طور پر ٹھیک نام تھا، لیکن اصل پارٹی ھی نہیں تھی یعنی عام پرولتاری پارٹی۔ اب (۱۹ ویں صدی کے آخر میں) اصل پارٹی تو ھے لیکن اسکا نام سائنسی طور پر غلط ھے۔ پرواہ نہیں، وہ ''چل سکتا،، ھے کاشکہ پارٹی ترقی کرے اور اسکے نام کی سائنسی خامی اس سے چھپی نہ ھو اور صحیح سمت میں اسکی ترقی میں رکاوٹ نہ ڈالے!

شاید کوئی مسخرا ھم بالشویکوں کو اینگلس کے طریقے سے یہ کہہ کر تسلی دلانے کی کوشش کرے: ھماری پارٹی حقیقی ھے، وہ شاندار طور سے ترقی کر رھی ھے، حتی کہ ''بالشویک،، جیسا بےمعنی اور بھدا نام بھی ''چل جائے گا،، حالانکہ وہ اس خالص اتفاقی واقعہ کے سوا اور کچھ نہیں ظاھر کرتا کہ ۱۹۰۳ء کی برسلز۔ لندن کانگرس میں ھم اکثریت* میں تھے۔ شاید اب جبکہ ھماری پارٹی پر ریپبلکن اور ''انقلابی،، پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کے جولائی اور اگست کے جبر و تشدد کی وجہ سے ''بالشویک،، نام کو ایسا عوامی اعزاز حاصل ھوگیا ھے اور مزید برآں اس جبر و تشدد نے ھماری پارٹی کی اس زبردست تاریخی پیش قدمی کی نشان‌دھی کی جو اس نے اپنی حقیقی ترقی میں کی ھے تو شاید اب میں بھی اس تجویز پر زور دینے میں جھجکونگا جو میں نے اپریل میں اپنی پارٹی کا نام بدلنے کے لئے پیش کی تھی۔ شاید میں اپنے رفیقوں کے سامنے ''سمجھوتے،، کی تجویز پیش کروں یعنی اپنے کو کمیونسٹ پارٹی کہنے کی لیکن بریکٹ میں لفظ ''بالشویک،، برقرار رکھنے کی۔

---

*روسی میں اکثریت کے معنی ''بالشینستوو،، ھیں اسی لئے بالشویک نام ھوگیا۔ (مترجم)

لیکن پارٹی کے نام کا سوال نسبتاً کہیں کم اہم ہے بمقابلہ ریاست کی طرف انقلابی پرولتاریہ کے رویے کے سوال کے ۔

ریاست کے بارے میں عام مباحثوں میں وہ غلطی برابر کی جاتی ہے جسکے خلاف اینگلس نے یہاں انتباہ کیا ہے اور جس کے بارے میں ہم نے سرسری طور پر پہلے بتایا ہے یعنی یہ برابر فراموش کیا جارہا ہے کہ ریاست کے خاتمے کا مطلب جمہوریت کا خاتمہ بھی ہے، کہ ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے معنی ہیں جمہوریت کا رفتہ رفتہ مٹنا ۔

پہلی نظر میں یہ دعوی بہت ہی عجیب اور ناقابل فہم معلوم ہوتا ہے ۔ دراصل کوئی ہم پر یہ بھی شبہ کر سکتا ہے کہ کہیں ہم ایسے سماجی نظام کی توقع تو نہیں رکھتے ہیں جسمیں اقلیت کو اکثریت کے تحت رکھنے کے اصول کا لحاظ نہ کیا جائیگا کیونکہ جمہوریت کا مطلب تو اسی اصول کو تسلیم کرنا ہے؟

نہیں، جمہوریت اقلیت کو اکثریت کے تحت رکھنے کے ہم‌معنی نہیں ہے ۔ جمہوریت ایسی ریاست ہے جو اقلیت کو اکثریت کے تحت رکھنے کو تسلیم کرتی ہے یعنی وہ تنظیم ہے ایک طبقے پر دوسرے طبقے کے، آبادی کے ایک حصے پر دوسرے حصے کے باقاعدہ تشدد کے لئے ۔

ہم ریاست کے خاتمے کو اپنا منتہم مقصد بناتے ہیں یعنی تمام منظم اور باقاعدہ تشدد، عوام کے خلاف عام طور پر تمام تشدد کے استعمال کے خاتمے کو ۔ ہم ایسے سماجی نظام کے آنے کی توقع نہیں رکھتے جسمیں اقلیت کو اکثریت کے تحت رکھنے کا اصول نہیں برتا جائیگا ۔ بہرحال، سوشلزم کے لئے کوشش کرتے ہوئے ہمیں اسکا یقین ہے کہ وہ ترقی کرکے کمیونزم بن جائیگا اور اسی‌لئے عام طور پر لوگوں کے خلاف تشدد کرنے، ایک آدمی کو دوسرے کا، آبادی کے ایک حصے کو دوسرے حصے کا ماتحت بنانے کی ضرورت بالکل غائب ہو جائےگی کیونکہ لوگ بغیر تشدد اور بغیر ماتحتی کے سماجی زندگی کی ابتدائی شرائط پر عمل کرنے کے عادی ہو جائیں‌گے ۔

عادت کے اس عنصر پر زور دینے کےلئے اینگلس نئی نسل کا ذکر کرتے ہیں جس کی ”نئے، آزاد سماجی حالات میں نشوونما“ ہوگی، جو ”ریاستی سسٹم کے پورے ملبے کو مسترد کر سکے گی“ ۔

کسی بھی ریاستی سسٹم کو جسمیں جمہوری ریپبلکن ریاستی سسٹم بھی شامل ہے۔

اس کی وضاحت کے لئے ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیادوں کے سوال کے تجزئے کی ضرورت ہے۔

پانچواں باب

ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیادیں

کارل مارکس نے اپنی کتاب ''گوتھا پروگرام کی تنقید،، میں نہایت تفصیل سے اس سوال پر بحث کی ہے (ملاحظہ ہو وہ خط جو ۵ مئی ۱۸۷۵ء کو براکے کے نام لکھا گیا تھا اور صرف ۱۸۹۱ء میں «Neue Zeit» کی جلد ۹، شمارہ ۱ میں شائع ہوا اور پھر روسی زبان میں ایک خاص ایڈیشن کی صورت میں نکلا)۔ مارکس کی اس اہم تصنیف کا جو مناظرانہ حصہ ہے اور جس میں لاسال کے نظرئے کی تنقید شامل ہے، یوں کہنا چاہئے کہ وہ اس کے اصل موضوع والے حصے پر غالب آ گیا ہے، یعنی کمیونزم کے پروان چڑھنے اور ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے درمیان جو تعلق ہے اس کے تجزیے پر -

۱ - مارکس نے سوال یوں پیش کیا

کارل مارکس نے براکے کے نام ۵ مئی ۱۸۷۵ء کو اور اینگلس نے ۲۸ مارچ ۱۸۷۵ء کو بیبل کے نام جو خط لکھے (جس سے ہم نے اوپر بحث کی ہے) اگر ان دونوں خطوں کا سرسری نظر سے موازنہ کیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ اینگلس کے مقابلے میں مارکس کہیں زیادہ ''ریاست کے حامی،، تھے اور یہ کہ ریاست کے متعلق ان دونوں اهل قلم کے خیالات میں بڑا فرق تھا۔

اینگلس نے بیبل کے سامنے یہ تجویز رکھی ہے کہ ریاست کے

ستعلق فضول گفتگو قطعی بند کی جائے، یہ لفظ ریاست پروگرام سے بالکل نکال دیا جائے اور اس کی جگہ ''برادری،، کا لفظ رکھا جائے۔ اینگلس نے یہاں تک کہہ دیا کہ ریاست کے جو معنی ہوتے ہیں، کمیون ان معنوں میں ریاست تھا ہی نہیں۔ لیکن پھر بھی مارکس نے ''کمیونسٹ سماج کی آئندہ کی ریاستی سسٹم،، کا ذکر کیا ہے۔ مطلب یہ کہ گویا کمیونزم قائم ہونے کے بعد بھی ریاست کی ضرورت باقی رہنے کو کارل مارکس نے تسلیم کیا ہے۔

لیکن یہ نتیجہ نکالنا بنیادی طور پر غلط ہوگا۔ ذرا غور سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ریاست اور اس کے مٹنے کے بارے میں مارکس اور اینگلس کے خیالات قطعی ایک سے ہیں۔ مارکس کے جو لفظ اوپر نقل کئے گئے ہیں، وہ صرف اسی ریاستی سسٹم کا حوالہ دے رہے ہیں جو رفتہ رفتہ مٹنے کی حالت میں ہوگی۔

صاف بات ہے کہ قطعی طور سے وہ لمحہ یا وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا جب آئندہ چل کر ریاست ''مٹ جائے گی،، خاص کر ایسی حالت میں جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ریاست کا مٹنا بجائے خود ایک طول طویل سلسلہ ہوگا۔ مارکس اور اینگلس کے خیالات میں ظاہراً جو فرق نظر آتا ہے وہ اس وجہ سے کہ ان کے موضوع الگ الگ تھے اور تحریر کا مقصد جداگانہ تھا۔ اینگلس کے سامنے یہ فریضہ تھا کہ وہ صاف طور سے، نقشہ کھینچ کر اور پھیلا کر بیبل کو یہ دکھائیں کہ ریاست کے بارے میں اس وقت کیسے بیہودہ تعصبات پائے جاتے تھے (اور جس میں کافی حد تک لاسال بھی شریک تھا)۔ مارکس نے اس سوال کو محض سرسری طور پر چھیڑا، ان کے پیش نظر ایک اور ہی سوال تھا — یعنی کمیونسٹ سماج کا پروان چڑھنا۔

مارکس کا پورا نظریہ ارتقا کے نظریے کا آج کی سرمایہ‌داری پر اطلاق کرنا ہے، اس کی باقاعدہ، مکمل، سوچی سمجھی اور بھر پور شکل میں۔ لہذا قدرتی طور پر مارکس کے سامنے اصل مسئلہ یہ تھا کہ اس نظریے کو دونوں صورتوں پر منطبق کرکے دکھائیں: سرمایہ‌داری کے ہونے والے خاتمے پر اور آئندہ کمیونزم کی آئندہ ترقی پر بھی۔

تو پھر وہ کیا مسالہ ہے جس کی بنیاد پر آئندہ کمیونزم کی آئندہ ترقی کے سوال پر بحث کی جا سکتی ہے؟

اس کی بنیاد یہ ہے کہ سرمایہ‌داری میں ہی اس کا ابتدائی سرچشمہ ہے، وہ تاریخی اعتبار سے سرمایہ‌داری میں سے ہی ابھرے گا اور اس سماجی طاقت کے عمل کے بل بوتے پر ابھرے گا جسے خود سرمایہ‌داری نے جنم دیا ہے۔ مارکس کے ہاں دور دور اس بات کی کوشش نہیں پائی جاتی کہ وہ صرف خیال آرائی سے کام لے رہے ہیں اور جن باتوں کا صحیح علم نہیں ہو سکتا ان کے متعلق محض قیاس دوڑا رہے ہیں۔ کمیونزم کے سوال سے مارکس ٹھیک اسی طرح بحث کرتے ہیں جیسے کوئی قدرتی سائنس‌داں، کسی نئی حیاتیاتی چیز کے مستقبل پر بحث کرتا ہے، جب اسے معلوم ہو کہ اس کی ابتدا یوں تھی، اور جو تبدیلیاں اس میں رونما ہوتی جا رہی ہیں، ان کا رخ اس اس طرف ہے۔

مارکس نے سب سے پہلے اس الجھاؤ کو دور کیا ہے جو گوتھا پروگرام نے ریاست اور سماج کے سوال میں پیدا کر دیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

''...آج کا سماج، سرمایہ‌دارانہ سماج ہے جو تمام متمدن ملکوں میں قائم ہے۔ یہ قرون وسطی کے تانے بانے سے کم و بیش پاک ہے۔ ہر ملک کے خاص تاریخی حالات نے بھی اس کی صورت میں کچھ کمی بیشی کی ہے۔ یہ زیادہ کم ترقی یافتہ ہے۔ اس کے برعکس ''آج کی ریاست،، ہر ملک کی سرحدیں گزرنے کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ پروشیائی جرمن سلطنت میں بالکل کچھ اور ہے، سوئٹزرلینڈ میں کچھ اور، انگلینڈ میں اس کی صورت ایک ہے، امریکہ میں اس سے مختلف۔ لہذا ''آج کی ریاست،، محض ایک ڈھونگ ہے۔

''مگر شکل و صورت میں طرح طرح کے اختلاف کے باوجود مختلف متمدن ملکوں کی مختلف ریاستیں ایک بات میں مشترک ہیں۔ وہ یہ کہ ان سب کی بنیاد آج کے بورژوا سماج پر ہے — سرمایہ‌دارانہ لحاظ سے کوئی زیادہ ترقی‌یافتہ ہے، کوئی اس سے کم۔ اس لئے ان میں بعض اہم خصوصیات مشترک ہیں۔ اسی

معنی میں ''آج کے ریاستی سسٹم،، کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ آنے والے کل کے ریاستی سسٹم کے برخلاف، جب کہ اس کی موجودہ اصل بنیاد، یعنی بورژوا سماج دم توڑ چکا ہوگا۔

'' اب سوال یہ اٹھتا ہے: کمیونسٹ سماج میں ریاستی سسٹم کی کیا کایاپلٹ ہو جائےگی؟ دوسرے لفظوں میں یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ کونسے سماجی خدمات تب باقی رہ جائینگے جو آج کی ریاست کی خدمات سے ملتے جلتے ہیں؟ اس سوال کا صرف سائنسی جواب دیا جا سکتاہے۔ اگر کوئی ہزار بار بھی لفظ ''عوام،، کو لفظ ''ریاست،، کے ساتھ جوڑ کر کہے تب بھی اس مسئلے کے حل میں ایک ذرہ کام نہیں چلےگا...،،

اس طرح سے ''عوامی ریاست،، کی لمبی چوڑی باتوں کا مذاق اڑاتے ہوئے مارکس نے اصل سوال کو قاعدے سے پیش کیا اور ہم کو خبردار کر دیا کہ اس سوال کا سائنسی جواب صرف اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ بہت اچھی طرح سے ثابت شدہ سائنسی مسالہ ہمارے سامنے ہو اور اسی سے کام لیا جائے۔

اول تو وہ اصل حقیقت جو ارتقا کے پورے نظریے نے، عام طور پر پوری سائنس نے ٹھیک ٹھیک ثابت کردی ہے، جسے یوٹوپیا پرست بھلا بیٹھے تھے اور آج کے وہ موقع پرست لوگ بھی بھول گئے ہیں جنہیں سوشلسٹ انقلاب سے ڈر لگتا ہے، وہ حقیقت یہ ہے کہ تاریخی اعتبار سے قطعی طور پر کوئی ایسا خاص مرحلہ یا خاص قسم کا دور ہونا چاہئے جو سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں عبور کا مرحلہ یا دور ہوگا۔

۲ - سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں عبور کا مرحلہ

مارکس نے آگے چل کر لکھا ہے:

''...سرمایہ‌دارانہ سماج اور کمیونسٹ سماج کے درمیان ایک ایسا دور پڑتا ہے جو پہلے کے دوسرے میں انقلابی طور پر تبدیل ہو جانے کا دور ہے۔ اسی دور کے مطابق سیاسی

عبوری دور بھی ہوتا ہے جس میں ریاست پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹرشپ کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی...،،

مارکس نے اس رول کا تجزیہ کرکے جو آج کے سرمایہ‌دار سماج میں پرولتاریہ انجام دے رہا ہے، اس سماج کے ارتقا اور پرولتاریہ اور بورژوازی کے اٹل متضاد مفادات کے متعلق معلومات کی بنیاد پر یہ نتیجہ نکالا ہے۔

شروع میں سوال اس طرح پیش کیا گیا تھا: نجات حاصل کرنے کی غرض سے پرولتاریہ کا فرض ہے کہ وہ بورژوازی کا تختہ الٹ دے، سیاسی اقتدار اپنے ہاتھ میں لے اور اپنی انقلابی ڈکٹیٹرشپ قائم کرے۔

اب سوال ذرا مختلف طریقے سے پیش کیا جاتا ہے: سرمایہ‌دارانہ سماج جو کمیونزم کی طرف بڑھتا جا رہا ہے، اس کا کمیونسٹ سماج میں تبدیل ہو جانا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک ''ایک سیاسی عبوری دور،، نہ گزارا جائے اور اس دور میں ریاست کی حیثیت صرف پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹرشپ ہوگی۔

تو پھر اس ڈکٹیٹرشپ کا جمہوریت سے کیا رشتہ ہے؟

ہم نے دیکھا کہ ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، نے دونوں خیالات کو ایک ساتھ رکھا ہے: ''پرولتاریہ کو حکمراں طبقے میں تبدیل کردینا،، اور ''جمہوریت جیتنا،،۔ جو کچھ اب تک کہا جا چکا ہے اس کے پیش نظر زیادہ ٹھیک طور پر یہ بتایا جا سکتا ہے کہ سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں تبدیل ہونے کے دور میں جمہوریت کس طرح تبدیل ہوگی۔

سرمایہ‌دارانہ سماج میں، بشرطیکہ وہ نہایت موافق حالات میں پروان چڑھا ہو، جمہوری ریپبلک میں کم و بیش ایک مکمل جمہوریت موجود ہوتی ہے۔ مگر اس جمہوریت پر ہمیشہ تنگ بندشیں لگی ہوتی ہیں جو سرمایہ‌دارانہ استحصال کی طرف سے لگائی جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اصل میں وہ ہمیشہ اقلیت کی جمہوریت بن جاتی ہے۔ وہ صرف ان طبقوں کے لئے جمہوریت رہ جاتی ہے جو صاحب حیثیت ہوں، جن کے پاس دولت ہو۔ سرمایہ‌دارانہ سماج میں آزادی ہمیشہ قریب قریب ویسی ہی ہوتی ہے جیسی وہ قدیم

یونانی ریپبلکوں میں ہوا کرتی تھی، یعنی آزادی ان کے لئے جن کے پاس غلام ہوں۔ سرمایہ‌دارانہ استحصال نے جو حالات بنا رکھے ہیں ان کے کارن آج کے اجرت کے غلام غریبی اور محتاجی کے ہاتھوں اس قدر مجبور ہیں کہ انہیں ''جمہوریت کی کچھ ایسی فکر نہیں ہوتی''، انہیں ''سیاست میں سر کھپانے کا موقع نہیں ملتا''، واقعات کے عام پرسکون دھارے میں آبادی کی بہت بڑی اکثریت سماجی اور سیاسی زندگی کے معاملات میں شریک ہونے سے محروم ہے۔

اس بیان کی سچائی غالباً سب سے زیادہ جرمنی کے معاملے میں کھلتی ہے۔ اس کی صاف وجہ یہ کہ اس ملک میں آئینی جواز بہت کافی عرصے تک قائم‌ودائم رہا ہے، کوئی آدھی صدی (۱۸۷۱ء سے ۱۹۱۴ء تک)، اور اس عرصے میں سوشل ڈیموکریسی کو یہ موقع ملا کہ دوسرے ملکوں سے کہیں زیادہ آگے بڑھے اور ''قانونی سہولتوں'' کو زیادہ استعمال کر سکے۔ اس نے مزدوروں کے اتنے بڑے حصے کو سیاسی پارٹی میں منظم کرلیا کہ دنیا کے کسی اور ملک میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اب دیکھئے کہ سرمایہ‌دارانہ سماج میں اب تک سیاسی طور پر باشعور اور باعمل اجرت کے غلاموں کا یہ سب سے بڑا حصہ کتنا ہے؟ ایک کروڑ پچاس لاکھ اجرتی مزدوروں میں سے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے کل دس لاکھ ممبر ہیں، اور کل تیس لاکھ آدمی ٹریڈ یونینوں میں منظم ہیں!

ایک حقیر سی اقلیت کے لئے جمہوریت، دولت‌مندوں کے لئے جمہوریت، یہ ہے اصل میں سرمایہ‌دارانہ سماج کی جمہوریت۔ اگر ہم سرمایہ‌دارانہ جمہوریت کی مشینری کو اور ذرا قریب سے دیکھیں تو ہمیں ہر جگہ اور حق انتخاب کی ''چھوٹی موٹی''، نام نہاد چھوٹی موٹی تفصیلات تک میں (مثلاً سکونت کی شرطیں اور عورتوں کو ووٹ کا حق نہ دینا وغیرہ)، نمائندہ اداروں کی بناوٹ میں، جلسے جلوس کے حق میں جو واقعی رکاوٹیں کھڑی ہیں (مثلاً یہ کہ پبلک عمارتیں ''بھک منگوں'' کے لئے نہیں ہیں)، ان میں اور روزانہ اخباروں کی خالص سرمایہ‌دارانہ تنظیم میں، غرض ہر مقام پر، ہر طرف جمہوریت کے اوپر بندھن کے بندھن لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ

پابندیاں، یہ بندھن، یہ شرطیں اور استثنا، یہ رکاوٹیں جو غریب لوگوں پر عائد ہیں، بظاہر معمولی نظر آتی ہیں، خاص کر اس شخص کی آنکھوں کو جسے غریبی اور حاجت‌مندی کا پتہ کبھی نہیں تھا اور جس کا کبھی کچلے ہوئے طبقوں سے ان کی عام زندگی میں کوئی قریبی واسطہ نہیں رہا تھا (اور بورژوازی کے نقیبوں اور سیاست‌دانوں کا ننانوے فیصدی نہیں تو کم از کم نو بٹا دس حصہ ضرور اسی قسم کے لوگوں میں آتا ہے) - لیکن اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ پابندیاں غریب آدمیوں کو سیاست سے اور جمہوریت میں عملی شرکت کرنے سے محروم کر دیتی ہیں، انہیں اس سے نکال پھینکتی ہیں -

مارکس نے کمیون کے تجربے کی تشریح پیش کرتے ہوئے یہ کہا کہ دبے کچلے لوگوں کو چند سال میں ایک بار یہ فیصلہ کرنے کا موقع دیا جاتا ہے کہ دبانے کچلنے والے طبقے کے کونسے نمائندے وہ اپنے لئے چنیں جو پارلیمنٹ میں ان کی نمائندگی بھی کریں اور انہیں آئندہ کئی سال تک کچلتے بھی رہیں - اس طرح مارکس نے سرمایہ‌دارانہ جمہوریت کا لب لباب نہایت عمدہ طریقے سے پیش کر دیا -

لیکن اس سرمایہ‌دارانہ جمہوریت سے — جو لازمی طور پر بہت تنگ ظرف ہے اور چپکے چپکے غریبوں کو ایک طرف ڈھکیلتی رہتی ہے اور اس لئے جڑ بنیاد سے مکروفریب میں بھری ہوئی ہے — آگے کا قدم سادگی کے ساتھ، سیدھا سادہ، اور بغیر کسی رکاوٹ کے ''زیادہ سے زیادہ جمہوریت کی جانب،، نہیں اٹھتا ہے، جیسا کہ لبرل پروفیسر اور پیٹی بورژوا موقع پرست ہمیں یقین دلانا چاہتے ہیں - نہیں - آگے کی جانب ترقی، یعنی کمیونزم کی طرف بڑھنے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے ہو کر گزرنا، کیونکہ سرمایہ‌دارانہ استحصال کرنےوالوں کی طرف سے جو مزاحمت کی جاتی ہے اس کا نہ تو کوئی اور توڑ ہے، نہ کسی دوسری صورت سے یہ ممکن ہے -

اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا یعنی دبے کچلے لوگوں کے ہراول دستے کا حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظم ہونے کا تاکہ وہ استحصال کرنے والوں کو دبا دے، صرف یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ

جمہوریت پھیل جائے۔ جمہوریت کو بے پناہ وسعت دینے کے ساتھ ساتھ — جب کہ وہ پہلی بار غریبوں کی، عام لوگوں کی جمہوریت بنے گی اور امیروں کی جمہوریت نہیں رہے گی، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ دبانے والوں، استحصال کرنے والوں اور سرمایہ‌داروں کی آزادی پر بہت سی پابندیاں بھی لگائے گی۔ انسانیت کو اجرتی غلامی سے نجات دلانے کے لئے ان کو دبانا لازمی ہے، ان کی مدافعت کو طاقت کے ذریعے کچل دینا چاہئے؛ یہ بات ظاہر ہے کہ جہاں زبردستی ہوگی، جہاں دباؤ اور تشدد سے کام لیا جائے گا وہاں نہ آزادی ہوگی، نہ کوئی جمہوریت۔

اینگلس نے یہ نکتہ بہت خوبی کے ساتھ اپنے اس خط میں واضح کیا ہے جو بیبل کے نام لکھا تھا۔ پڑھنے‌والوں کو یاد ہوگا کہ اینگلس نے اس میں لکھا ہے ”پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت رہتی ہے، اس کو یہ ضرورت آزادی کے مفادات کے لئے نہیں بلکہ اپنے دشمنوں کو دبائے رکھنے کے لئے ہوتی ہے اور جیسے ہی آزادی کے بارے میں بات کرنا ممکن ہوگا تو ریاست کا اس صورت میں وجود نہیں رہیگا۔“

عام لوگوں کی بہت بڑی اکثریت کے لئے جمہوریت اور طاقت کا استعمال کرکے مخالفین کو دبانا، یعنی جمہوریت کے دائرے سے عوام کا استحصال کرنے‌والوں اور زبردستی کرنے‌والوں کو خارج کر دینا، یہ ہے وہ تبدیلی جس سے جمہوریت اس دور میں گزرتی ہے جو سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں عبور کا دور ہے۔

صرف کمیونسٹ سماج میں، جب سرمایہ‌داروں کی مزاحمت بالکل توڑی جا چکی ہو، جب سرمایہ‌دار بالکل صاف کئے جا چکے ہوں، جب سماج میں طبقے نہ رہ گئے ہوں (مطلب یہ کہ جہاں تک سماجی ذرائع پیداوار کا تعلق ہے، سماج کے ممبروں کا ان سے یکساں رشتہ قائم ہو چکا ہو)، تبھی جا کر ”ریاست کا وجود ختم ہوتا ہے اور صرف اسی صورت میں آزادی کے بارے میں بات کرنا ممکن ہوتا ہے“۔ یہی وہ مقام ہے جب کہ صحیح معنوں میں مکمل جمہوریت کا امکان ہوگا اور وہ قائم ہوگی، ایسی جمہوریت، جس میں کسی قسم کی پابندیاں نہ ہوں گی۔ تبھی یہ صورت پیدا ہوگی کہ خود جمہوریت

رفتہ رفتہ مٹنا شروع ہو جائےگی، محض اس معمولی سی وجہ سے کہ جب لوگ سرمایہداری کی غلامی سے آزاد ہو چکے ہوں گے، سرمایہدارانہ استحصال کے ناقابل بیان مظالم سے، دہشت، بےرحمی، بےہودگی اور شرمناک حرکتوں سے نجات پا چکے ہوں گے تو وہ خود ہی سماجی معاملات کے ان ابتدائی اصولوں کی پابندی کرنے کے رفتہ رفتہ عادی ہوتے جائیں گے جو صدیوں سے دنیا کو معلوم ہیں اور ہزاروں سال سے لکھے چلے آرہے ہیں، لوگوں کو بغیر کسی زور زبردستی کے، بغیر جبر اور طاقت کے، بغیر حکم حاکم کے اور بغیر اس خاص انتظامی مشینری کے جو لوگوں کو احکام کی پابندی پر مجبور کرتی ہے، اور جس کا نام ریاست ہے، ان سماجی اصولوں کے برتنے کی عادت ہو جائےگی۔

ریاست کے لئے یہ کہنا کہ ''وہ رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے،، عین مناسب ہے کیوں کہ ان لفظوں میں ریاست کا رفتہ رفتہ ختم ہونا اور آپ سے آپ ختم ہونا، دونوں پہلوؤں کا اشارہ ملتا ہے۔ عادت ہی اس طرح اثرانداز ہوسکتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ وہی بالآخر اثرانداز ہوگی، کیونکہ ہم اپنے چاروں طرف لاکھوں بار یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے لئے ضروری سماجی قواعد کے کس آسانی سے عادی ہو جاتے ہیں بشرطیکہ استحصال نہ ہو، اگر کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس پر غصہ آئے، جس پر احتجاج یا سرکشی پیدا ہو اور اس کو دبانے کی ضرورت پیش آئے۔

غرض کہ سرمایہدارانہ سماج میں جو جمہوریت ہے وہ لولی لنگڑی، کھوکھلی اور جھوٹی ہے۔ یہ ایسی جمہوریت ہے جو مالداروں کے لئے، تھوڑے سے لوگوں کے لئے ہوتی ہے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ، وہ عرصہ جب کمیونزم میں آنے کا عبوری دور ہوگا، پہلی بار دنیا کو ایسی جمہوریت سے روشناس کرےگا جو عوام کے لئے ہوگی، بہت بڑی تعداد کے لئے ہوگی اور اسی کے ساتھ مٹھی بھر لوگوں پر، استحصال کرنےوالوں پر حسب ضرورت دباؤ رکھا جائےگا۔ صرف کمیونزم ہی صحیح معنوں میں مکمل جمہوریت دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ یہ جمہوریت جس قدر مکمل ہوگی اتنی ہی جلدی وہ غیرضروری ہو جائےگی اور خود بخود مٹ جائےگی۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے: سرمایہ‌داری میں ریاست اپنے صحیح معنوں میں قائم رہتی ہے یعنی وہ ایک قسم کی مشین ہے جو ایک طبقے کے ہاتھوں دوسرے طبقے کو کچلنے میں کام آتی ہے، طرہ یہ کہ اقلیت کا طبقہ اکثریت کے طبقے کو کچلتا ہے۔ قدرتی بات ہے کہ جب لوٹنے والی اقلیت لوٹی جانے والی اکثریت کو دبانے کی ذمہ‌داری اپنے سر لیتی ہے تو اس میں کامران رہنے کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ زور زبردستی میں انتہائی ظالمانہ اور بےرحمانہ حرکتیں کی جائیں، خون کے دریا بہا دئے جائیں جس میں گزرتے ہوئے نسل انسانی غلامی، کسان غلامی اور اجرتی غلامی کے حالات میں ہاتھ پاؤں مارتی رہتی ہے۔

آگے چل کر جب سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں آنے کا عبوری دور ہوتا ہے تب بھی زور زبردستی کی ضرورت باقی رہتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس وقت لوٹی جانے والی اکثریت لوٹنے والی اقلیت کو دبا کر رکھتی ہے۔ ایک خاص قسم کا ڈھانچہ، ایک خاص طرح کی مشین جو دبانے کے کام میں آتی ہے، یعنی ''ریاست،، تب بھی ضروری ہوتی ہے، لیکن اب وہ ایک عبوری ریاست ہوتی ہے، اب وہ صحیح معنوں میں ریاست نہیں ہوتی، کیوں کہ کل تک کے اجرتی غلاموں کی اکثریت کے ہاتھوں لوٹنے والوں کی اقلیت کا دبایا جانا نسبتاً اس درجہ آسان، سادہ اور قدرتی عمل ہوتا ہے کہ غلاموں، کمیروں یا اجرتی مزدوروں کی بغاوتوں میں جس قدر خون‌ریزی ہو چکی ہے، اس کے مقابلے میں بہت ہی کم خون‌ریزی کا موقع آتا ہے۔ نسل انسانی کو یہ نئی زور زبردستی اس سے کہیں سستی پڑتی ہے۔ اور چوں کہ اس کے ساتھ ساتھ آبادی کی بہت بڑی اکثریت تک جمہوریت پھیلتی جاتی ہے، اس لئے دباؤ رکھنے کی خاص مشین کو استعمال کرنے کی ضرورت ختم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ قدرتی بات ہے کہ استحصال کرنے والے طبقے اس وقت تک لوگوں کو دبائے رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس عمل کے لئے ان کے ہاتھوں میں ایک نہایت ہی پیچیدہ مشینری نہ ہو۔ لیکن جب عام لوگ ان استحصال کرنے والوں کو دبانے پر آتے ہیں تو وہ کسی سادہ ''مشین،، سے بھی یہ کام لے سکتے ہیں، بلکہ کسی بھی ''مشین،،،

کسی بھی خاص انتظامی ڈھانچے کے بغیر یہ عمل انجام دے سکتے ہیں۔ ان کے لئے صرف مسلح عوام کی تنظیم کافی ہوتی ہے (پیش بندی کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ مثلاً مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتیں)۔

آخر میں صرف کمیونزم ہے جو ریاست کو قطعی غیرضروری بنا دیتا ہے کیوں کہ کمیونزم میں کسی کو بھی دبانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ''کسی کو،، سے مطلب یہ کہ کسی طبقے کو، آبادی کے کسی مخصوص حصے سے باقاعدہ جدوجہد نہیں کرنی پڑتی۔ ہم لوگ یوٹوپیائی نہیں ہیں اور ہمیں اس سے ہرگز انکار نہیں ہے کہ بعض افراد کی طرف سے زیادتیوں کا امکان ہوگا اور یہ ناگزیر بھی ہے اور ایسی زیادتیوں کو دبانا بھی ضروری ہوگا۔ لیکن اول تو یہ کہ اس مقصد کے لئے نہ تو دباؤ کی کسی خاص مشین کی ضرورت ہوگی، نہ کسی خاص انتظامی ڈھانچے کی، ہتھیار بند لوگ خود ہی یہ فرض انجام دے لیں گے۔ وہ یہ خدمات اسی سادگی اور مستعدی سے انجام دینگے جیسے آجکل کی سوسائٹی میں بھی ہوتا ہے کہ مہذب لوگوں کا کوئی بھی مجمع جھگڑافساد رفع کرنے میں آڑے آجاتا ہے یا کسی عورت سے اگر دھینگا مشتی کی جائے تو اس کو روکنے کے لئے فوراً کھڑا ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم جانتے ہیں کہ ان زیادتیوں کا بنیادی سماجی سبب، جن کا مافیہ سماجی میل ملاپ کے قواعد کی خلاف ورزی ہے، دراصل عام لوگوں کا استحصال ہے، ان کی غریبی اور محتاجی ہے۔ اگر یہ بڑا سبب ہٹا دیا جائے تو زیادتیاں لازمی طور پر ''مٹنا،، شروع ہو جائیں گی۔ ہمیں نہیں معلوم کہ زیادتیوں کے دور ہونے کی رفتار اور ان کی ترتیب کیا ہوگی، لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ ان کا آپ سے آپ خاتمہ ہو جائے گا۔ ان کے مٹنے کے ساتھ ریاست بھی مٹ جائے گی۔

خیالی پرواز کئے بغیر مارکس نے زیادہ بھرپور طریقے سے وہ بتا دیا کہ جو اس مستقبل کے بارے میں آج قطعی طور سے بیان کیا جا سکتا ہے، یعنی کمیونسٹ سماج کے نیچے کے مرحلے اور اوپر کے مرحلے (یا منزلوں اور درجوں) کا فرق کیا ہوگا۔

مارکس نے اپنی تصنیف ''گوتھا پروگرام کی تنقید،، میں تفصیل سے لاسال کے اس خیال کا رد پیش کیا ہے کہ سوشلزم میں مزدور کو ''اپنی محنت کا پورا حاصل،، یا ''بلاتخفیف،، محنت کا پورا صلہ ملےگا۔ مارکس نے بتایا ہے کہ سماج کی پوری مجموعی محنت میں سے ایک حصہ ضرور کاٹ کر ریزرو فنڈ اور ایک اور فنڈ بھی بنانا پڑےگا جو پیداوار کو بڑھانے پھیلانے میں کام آئےگا، جس سے مشین کی ''گھسائی اور ٹوٹ پھوٹ،، کا خرچ پورا کیا جائےگا، وغیرہ۔ پھر یہ بھی ہے کہ ذرائع استعمال میں سے کاٹ کر ایک ایسا فنڈ رکھنا ہوگا جس سے انتظامی محکموں کے خرچ، اسکولوں، اسپتالوں، بوڑھوں کے بسر اوقات کے لئے مکان وغیرہ کے خرچ چلائے جائیں۔

لاسال نے جو دھندلا، ناصاف اور چلتا جملہ لکھ دیا تھا کہ ''مزدور کو اس کی محنت کا پورا حاصل،، ملےگا، اس کی جگہ مارکس نے زیادہ سنبھال کر، جانچ تول کر ایک واقعی صورت بیان کی ہے کہ اشتراکی سماج کو اپنے معاملات اور انتظامات کیسے چلانے ہوںگے۔ مارکس نے اس سماج کی زندگی کے حالات کا ایک ٹھوس تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس میں سرمایہداری کا نام و نشان نہ ہوگا۔ انہوں نے لکھا ہے:

> ''ہمیں یہاں جس چیز سے بحث ہے،، (مزدور پارٹی کے پروگرام کا تجزیہ کرتے وقت) ''وہ کمیونسٹ سماج ہے، ایسے نہیں جیسے کہ وہ خود اپنی بنیادوں پر بن کر کھڑا ہوا ہو، بلکہ اس کے برخلاف جو سرمایہدارانہ سماج میں سے تازہ تازہ ابھرا ہو، اور اس طرح، معاشی ہو، اخلاقی ہو یا ذہنی، ہر لحاظ سے اس پر اسی پرانی سماج کا جنم داغ باقی ہوگا جس کے بطن سے وہ پیدا ہوا ہے۔،،

یہ کمیونسٹ سماج، جو سرمایہداری کے پیٹ سے تازہ تازہ برآمد ہوا ہو اور ہر لحاظ سے اس پر پچھلی سماج کے نشان باقی ہوں،

مارکس اسی کو کمیونسٹ سماج کا ''پہلا،، یا نیچے کا مرحلہ کہتے ہیں۔

اس مرحلے میں ہوتا یہ ہے کہ پیداوار کے ذریعے افراد کی ذاتی ملکیت نہیں رہتے، پورے سماج کی ملکیت ہو جاتے ہیں۔ سماج کا ہر ایک فرد جو سماجی ضرورت کے کاموں میں سے اپنے حصے کی کوئی خدمت انجام دیتا ہے، سماج ہی سے اس کی سند پاتا ہے کہ اس نے اتنا کام کیا ہے۔ اور یہ سند دکھا کر وہ سامان ضرورت کے پبلک اسٹور سے کام کی مناسبت سے مقررہ سامان حاصل کر لیتا ہے۔ اس کی محنت کا جتنا صلہ ہونا چاہئیے اس کا ایک حصہ پبلک فنڈ کے لئے منہا کر لیا جاتا ہے۔ لہذا ہر ایک کام کرنےوالے کو اس کام کے بقدر جو اس نے سماج کے لئے انجام دیا ہے، معاوضہ مل جاتا ہے۔

بظاہر ''مساوات،، کا اصول حاوی رہتا ہے۔

لیکن لاسال اس سماجی نظام کو نظر میں رکھتے ہوئے (جسے عام طور سے سوشلزم کہا جاتا ہے، لیکن جسے مارکس نے کمیونزم کا پہلا مرحلہ قرار دیا ہے) جب کہتا ہے کہ یہ ''مساویانہ تقسیم،، ہے اور ''سماج کے ہر فرد کو برابر کا حق حاصل ہے کہ وہ محنت کی پیداوار سے برابر کا حصہ پائے،، تو یہیں وہ غلطی کرتا ہے اور مارکس نے اس کی غلطی کا پردہ فاش کر دیا ہے۔

مارکس نے کہا ہے کہ ''برابر کا حق،، یہاں ضرور ملتا ہے، لیکن یہ ابھی تک ''بورژوا حق،، ہے جو سب حقوق کی طرح یہاں بھی نابرابری کی گنجائش قائم رکھتا ہے۔ ہر ایک حق کا مطلب یہ ہے کہ مختلف لوگوں پر جو ایک جیسے نہیں ہیں، ایک دوسرے کے برابر نہیں ہیں، ایک ہی ناپ فٹ کر دی جائے، اسی لئے ''برابر کا حق،، دراصل مساوات کی خلاف‌ورزی ہے اور ناانصافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ شخص، جس‌نے دوسرے کے برابر سماجی محنت یا خدمت انجام دی ہے، سماج کی پیداوار سے برابر کا حصہ حاصل کرتا ہے (البتہ اس میں سے مذکورہ پبلک فنڈ منہا کر لیا جاتا ہے)۔

لیکن سب لوگ ایک سے نہیں ھیں: کوئی مضبوط ھے، کوئی کمزور ھے؛ ایک شادی شدہ ھے، دوسرا نہیں، ایک کے زیادہ بچے ھیں، دوسرے کے کم، وغیرہ وغیرہ۔ مارکس نے اس سے نتیجہ نکالا ھے:

''...محنت کی مساویانہ ادائگی کرکے اور اس کی وجہ سے سماجی ضروریات کے فنڈ سے برابر کا حصہ پاکر ایک شخص کو واقعی دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ملے گا، ایک زیادہ دولت پائے گا، دوسرا کم۔ ان تمام کوتاھیوں کو دور کرنے کے لئے ضروری ھے کہ حق برابر نہ ھو بلکہ نابرابر ھو...،،

نتیجہ یہ نکلا کہ کمیونزم کا پہلا مرحلہ انصاف اور مساوات قائم نہیں کر سکے گا: دولت میں فرق اور نامنصفانہ اونچ نیچ پھر بھی باقی رھے گی۔ لیکن آدمی کے ھاتھوں آدمی کا استحصال ناممکن ھو جائے گا کیوں کہ پیداوار کے ذرائع پر، فیکٹریوں پر، مشینوں اور زمین وغیرہ پر ذاتی ملکیت قائم کرنا ممکن نہیں ھوگا۔ لاسال نے ''مساوات،، اور عام طور سے ''انصاف،، کے جو پیٹی بورژوا اور گول مول جملے لکھے ھیں ان کو سختی سے رد کرتے ھوئے مارکس نے کمیونسٹ سماج کے ارتقا کی راہ بیان کی ھے اور بتا دیا ھے کہ کمیونسٹ سماج شروع میں اس حد تک رھنے پر مجبور ھے کہ ذرائع پیداوار کے ذاتی ملکیت بن جانے کی جو ''ناانصافی،، ھے صرف اسی کو ختم کرے، یہ اس کے بس سے باھر ھے کہ فوراً ھی دوسری ناانصافی کو بھی مٹا دے جو استعمال کی چیزوں کی تقسیم میں پائی جاتی ھے جو ''انجام دی ھوئی خدمت یا محنت کے مطابق،، ملتی ھیں (ھر ایک کی ضرورت کے مطابق نہیں)۔

معاشیات کے لچر ماھرین، جن میں بورژوا پروفیسر اور ''ھمارے،، توگان صاحب بھی شامل ھیں، ھمیشہ سے سوشلسٹوں کو اس بات پر برا بھلا کہتے آئے ھیں کہ یہ لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے کہ آدمیوں میں مساوات نہیں ھے اور اس نابرابری کو مٹا دینے کے ''خواب دیکھتے ھیں،،۔ سوشلسٹوں کو یہ طعنہ دینا صرف اتنا ثابت کرتا ھے کہ بورژوا ماھرین نظریات انتہا درجے کے ناواقف لوگ ھیں۔

مارکس نے نہ صرف لوگوں کی اس نابرابری کو، جس سے کوئی چارہ نہیں ھے، بہت ٹھیک پیش نظر رکھا ھے، بلکہ یہ حقیقت بھی مانی ھے کہ ذرائع پیداوار کو ذاتی ملکیت سے نکال کر پورے سماج کی مشترکہ ملکیت بنا دینے سے (جسے حرف عام میں ''سوشلزم،، کہتے ھیں) دولت کی تقسیم کے نقائص دور نہیں ھو جائیں گے اور اس ''بورژوا حق،، کی نابرابری بھی نہیں جائے گی جو اس وقت تک حاوی رھے گا جب تک پیداوار کو ''ھر ایک کی محنت کی مقدار کے حساب سے،، تقسیم کیا جاتا رھےگا۔ اسی سلسلے میں مارکس نے آگے چل کر کہا ھے:

''...لیکن یہ کوتاھیاں کمیونسٹ سماج کے پہلے مرحلے میں باقی رھنی لازمی ھیں کیوں کہ یہ وہ زمانہ ھے جب کمیونسٹ سماج سرمایہدارانہ سماج میں سے ایک طویل دردزہ کے بعد پیدا ھوتا ھے۔ حق کوئی ایسی چیز نہیں ھے جو سماج کے معاشی نظام اور اس سے منسلک سماجی تہذیبی ارتقا سے بالاتر ھو...،،

چناں‌چہ ظاھر ھوا کہ کمیونسٹ سماج کے پہلے مرحلے میں (جسے عام طور سے سوشلزم کہا جاتا ھے) ''بورژوا حق،، پورے طور پر مٹایا نہیں جاتا بلکہ صرف جزوی طور پر، جتنا جتنا معاشی انقلاب بڑھتا جاتا ھے، اسی تناسب سے یہ بورژوا حق ختم ھوتا ھے — یعنی صرف ذرائع پیداوار کی حد تک وہ ختم ھوتا ھے۔ ''بورژوا حق،، تسلیم کرتا ھے کہ ذرائع پیداوار افراد کی ذاتی ملکیت ھوتے ھیں۔ سوشلزم انھیں سماج کی مشترکہ ملکیت بنا ڈالتا ھے۔ اس حد تک اور صرف اسی حد تک ''بورژوا حق،، غائب ھوجاتا ھے۔

مگر جہاں تک اس کے دوسرے حصے کا تعلق ھے، ''بورژوا حق،، قائم رھتا ھے۔ سماج کے ممبروں میں سامان کی تقسیم اور محنت کی تقسیم کے معاملے میں یہ ایک ریگولیٹر کا (معین کرنےوالے کا) کام کرتا ھے۔ اشتراکی اصول کہ ''جو کام نہیں کرتا وہ کھائےگا بھی نہیں،، عمل میں آچکتا ھے۔ دوسرا اصول کہ ''جتنی کوئی محنت دے، اتنا ھی وہ صلہ پائے،، یہ بھی عمل میں آچکتا ھے۔

پھر بھی یہ کمیونزم نہیں ہے - اور نہ اس سے ''بورژوا حق،، کا خاتمہ ہوتا ہے جو غیر مساوی لوگوں کو نابرابر (واقعی نابرابر) محنت کے بدلے میں برابر کا سامان دیتا ہے -

مارکس کہتا ہے کہ یہ ایک ''کوتاہی،، یا خامی ہے، لیکن کمیونزم کے پہلے مرحلے میں اس کوتاہی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں، کیوں کہ اگر ہم محض خیالی پلاؤ پکانے میں نہ لگ جائیں تو ہمیں یہ گمان بھی نہیں کرنا چاہئے کہ سرمایہ‌داری کا تختہ الٹتے ہی لوگ ایک دم حق کے کسی معیار کے بغیر سماج کی خاطر کام کرنے میں جٹ جائیں گے، اور واقعہ یہ ہے کہ سرمایہ‌داری مٹ جانے سے ہاتھ کے ہاتھ اس قسم کی تبدیلی کے معاشی حالات تیار نہیں ہو جاتے ہیں -

اور ''بورژوا حق،، کے علاوہ اور کوئی پیمانہ یا معیار ہے بھی نہیں - اسی لئے ریاست کی بھی ضرورت باقی رہتی ہے جو ذرائع پیداوار کے مشترکہ ملکیت ہونے کی بھی حفاظت کرے اور اسی کے ساتھ محنت کی برابری اور پیداوار کی تقسیم میں مساوات کے قاعدے کی بھی نگہبانی کرتی رہے -

ریاست صرف اس حد تک مٹتی ہے کہ اب نہ تو سرمایہ‌دار رہتے ہیں، نہ طبقے باقی رہتے ہیں اور اس کے نتیجے کے طور پر کسی طبقے کو کچلا نہیں جا سکتا -

لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ ریاست بالکل مٹ گئی کیوں کہ اب بھی اس ''بورژوا حق،، کی حفاظت و نگہبانی کا کام باقی رہتا ہے جو اصلی نابرابری کا پابند ہوتا ہے - ریاست کے قطعی مٹنے کے لئے ضروری ہے کہ مکمل کمیونزم قائم ہو چکا ہو -

۴ - کمیونسٹ سماج کا اعلی مرحلہ

مارکس نے کہا ہے:

''... کمیونسٹ سماج کا اعلی مرحلہ یہ ہے کہ جب فرد تقسیم محنت کے غلامانہ بندھنوں سے آزاد ہو چکا ہو، اور اسی کے ساتھ ذہنی اور جسمانی محنت کے درمیان جو تضاد ہے،

7*

وہ دور ہو چکا ہو، جب محنت صرف زندگی بسر کرنے کا ایک ذریعہ نہیں، بلکہ زندگی کا اولین تقاضا بن چکی ہو، جب فرد کے ہر پہلو سے ترقی‌یافتہ ہوجانے کے ساتھ ساتھ پیداواری قوتیں بھی بڑھ چکی ہوں، اور سماجی دولت کے سارے چشمے رواں ہوں، اس دولت کی افراط ہو رہی ہو، تب جا کر بورژوا حق کی تنگ سرحدیں پوری طرح پار کی جا سکتی ہیں اور سماج اس قابل ہو سکتا ہے کہ اپنے پرچم پر یہ لکھ دے: ''ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق،، ۔ ،،

صرف اب ہم صحیح طور پر اینگلس کی اس رائےزنی کی داد دے سکتے ہیں جس میں انہوں نے ''آزادی،، اور ''ریاست،، کے لفظوں کو جوڑنے کی بیہودگی کا بے دردی سے مذاق اڑایا ہے۔ جب تک ریاست موجود ہے، آزادی نہیں ہو سکتی اور جب آزادی عام ہوگی تو ریاست نہیں رہےگی۔

ریاست کے مکمل طور پر مٹنے کی معاشی بنیاد کمیونزم کی ترقی کا وہ اعلی مقام ہے جب ذہنی اور جسمانی محنت کے درمیان تضاد ختم ہو چکتا ہے، اور نتیجے میں موجودہ سماجی نابرابری کا ایک بڑا سبب دور ہو جاتا ہے — ایک ایسا سبب جو ذرائع پیداوار کو پرائیویٹ ملکیت سے چھین کر سماجی ملکیت بنا دینے سے اور سرمایہ‌داروں کی بےدخلی سے ہی کسی حالت میں یکدم ختم نہیں ہو سکتا ہے۔

اس بےدخلی سے یہ امکان ضرور پیدا ہوگا کہ پیداواری طاقتیں بے پناہ بڑھ جائیں۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ سرمایہ‌داری کس قدر ناقابل یقین طریقے سے ابھی اس ترقی کو روک رہی ہے، ٹکنیک آج جس درجے کو پہنچ چکی ہے اس کی بدولت کتنی کچھ ترقی کی جا سکتی تھی، تو ہمیں پورے اعتماد سے یہ کہنے کا حق ہو جاتا ہے کہ سرمایہ‌داروں کی بےدخلی کی وجہ سے انسانی سماج کی پیداواری طاقتیں واقعی کہیں سے کہیں پہنچ جائیں‌گی۔ لیکن یہ بات کہ ترقی کی یہ رفتار کتنی تیز ہوگی، کتنی مدت میں وہ اس

منزل تک جا پہنچےگی کہ تقسیم محنت کے بندھن سے اپنا پیچھ چھڑالے، ذہنی اور جسمانی محنت کی مخالفانہ حیثیت کو دور کر دے، اور محنت کرنے کو ''زندگی کا اولین تقاضا بنا دے، یہ ابھی نہ تو ہم جانتے ہیں، نہ جان سکتے ہیں۔

اسی لئے ہم کو صرف اتنا کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ ریاست کا خود بخود مٹ جانا یقینی ہے اور یہ خاص کر جتانا ہے کہ ریاست کے ختم ہونے کا عمل طول طویل ہے، اس کا انحصار کمیونزم کے اعلی مرحلے کی طرف بڑھنے کی رفتار پر ہے۔ ابھی ہم یہ سوال کھلا چھوڑ دیتے ہیں کہ اس عمل میں کتنا وقت لگےگا، اس کی ٹھوس شکل کیا ہوگی کیوں کہ ان سوالوں کا مکمل اور قطعی جواب دینے کا کوئی مسالہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔

ریاست کا پوری طرح سے مٹنا اس وقت ممکن ہو جائے گا جب سماج یہ اصول اختیار کرلے: ''ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق،، یعنی اس وقت جب کہ لوگ باہمی معاملات کے بنیادی اصولوں کی پابندی کرنے کے اتنے عادی ہو چکے ہوں اور ان کی محنت اس قدر پیداواری ہو چکی ہو کہ وہ خوشی سے اپنی قابلیت کے مطابق کام کرنے لگیں۔ ''بورژوا حق کی تنگ سرحدیں،، جو آدمی کو شائیلاک (۲۹) کی سی بےدردی کے ساتھ مول تول کرنے پر مجبور کرتی ہیں کہ کیا ایک نے دوسرے کے مقابلے میں آدھہ گھنٹے زیادہ کام نہیں کیا، کیا ایک کو دوسرے کے مقابلے میں کم تنخواہ نہیں ملی، یہ تنگ سرحدیں تب ٹوٹ جائیں‌گی۔ پھر اس کی کوئی ضرورت نہ رہےگی کہ سماج ایسے قاعدے بنائے کہ کس کو سامان کی کتنی مقدار ملنی چاہئے؛ ہر ایک کو آزادی سے ''اپنی اپنی ضرورت کے مطابق،، ملےگا۔

بورژوا نقطۂنظر سے یہ کہہ دینا آسان ہے کہ اس قسم کا سماجی نظام ''محض خیالی پرواز،، ہے، اور سوشلسٹوں کا مذاق اڑانا بھی آسان ہے کہ یہ لوگ ایک ایک شخص کی محنت پر کسی قسم کا کنٹرول رکھے بغیر ہر ایک کو یہ حق دئے دے رہے ہیں کہ وہ سماج سے جتنی جی چاہے قیمتی مٹھائیاں، موٹرکاریں اور پیانو

وغیرہ وصول کرلے - آج بھی ایسے بورژوا ''علما وفضلا،، موجود ھیں جو اس تصور پر دانت نکالتے ھیں اور اس طرح سے اپنی بےعلمی کا بھی مظاھرہ کرتے ھیں اور سرمایہداری کی خدمت گزاری کا بھی -

یہ کیسی جاھلیت ھے! کسی سوشلسٹ کے ذھن تک میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ کمیونزم کی ترقی کے اعلی مرحلے کی آمد کا ''وعدہ،، کرتا پھرے، لیکن بڑے بڑے سوشلسٹوں نے آئندہ کبھی کمیونزم کے اعلی مرحلے کے آنے کا تصور کرتے ھوئے اپنے سامنے محنت کی اس پیداواری قوت کو نہیں رکھا جو فی الحال موجود ھے، اور نہ آجکل کے ان تنگ‌نظر لوگوں سے تخمینہ کیا جو پومیالوفسکی کی کہانیوں کے بورساک (۳۰) کی طرح سماجی مال کو یوں ھی خواہ مخواہ تباہ کرتے پھرتے ھیں اور ناممکن چیز کا تقاضا کرتے ھیں -

کمیونزم کا ''اعلی،، مرحلہ آنے تک سوشلسٹوں کا مطالبہ یہ ھے کہ سماج کی طرف سے اور ریاست کی طرف سے محنت کے پیمانوں پر اور سامان استعمال کے پیمانوں پر سخت سے سخت کنٹرول رھنا چاھئے - لیکن اس کنٹرول کی ابتدا یوں ھو کہ سرمایہداروں کو بےدخل کیا جائے، سرمایہداروں پر مزدوروں کا کنٹرول قائم کیا جائے، اور اختیارات کا استعمال دفترشاھی ریاست کے ھاتھ میں نہ ھو بلکہ مسلح مزدوروں کی ریاست کے ھاتھ میں ھو -

بورژوا نظریات‌ساز (اور ان کے چیلے تسرےتیلی اور چیرنوف قسم کے لوگ) سرمایہداری کے بھاڑے کے ٹٹو اس کی حمایت کا دم اس طرح بھرتے ھیں کہ آج کی سیاست کے جو سب سے اھم اور دھکتے ھوئے سوال ھیں ان کی جگہ بہت دور مستقبل کے اختلافی خیالات اور مباحثوں کو لے آتے ھیں - مثلاً آج کے اھم سوال یہ ھیں کہ سرمایہداروں کو بےدخل کیا جائے اور تمام باشندوں کو ایک بہت بڑے ''سینڈی کیٹ،، یعنی خود ریاست کا ملازم اور کارکن بنا دیا جائے اور اس سینڈی کیٹ کی تمام کارگزاریوں کو ایک واقعی جمہوری ریاست کے ماتحت کر دیا جائے، جو مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی ریاست ھو -

اصل بات یہ ھے کہ جب ایک عالم فاضل پروفیسر صاحب، اور ان کی دیکھا دیکھی کوئی ٹٹ‌پونجیا، اور اس کی نقل میں تسرےتیلی

اور چیرنوف قسم کے لوگ خلاف عقل یوٹوپیا کے طعنے دیتے ھیں، بالشویکوں کے چکنے چپڑے وعدوں کا ذکر کرتے ھیں، کہتے ھیں کہ سوشلزم کو ''رائج کرنا،، ناممکن ھے، تو ان کے دماغ میں کمیونزم کی یہی اعلی منزل یا اونچا مرحلہ ھوتا ھے، جس کے ''رائج کرنے،، کا نہ تو کسی نے وعدہ کیا ھے، اور نہ خیال کیوں کہ اس کو ''رائج،، نہیں کیا جا سکتا۔

اب یہاں سوشلزم اور کمیونزم کے درمیان علمی فرق کا سوال آتا ھے جسے اینگلس نے ''سوشل ڈیموکریٹ،، نام کی غلطی کے بارے میں مذکورہ بالا بحث کے وقت کسی قدر اٹھایا ھے۔ سیاسی طور پر کمیونزم کے پہلے یا نیچے کے مرحلے اور اعلی مرحلے کا فرق غالباً کسی وقت بہت زبردست ھو سکتا ھے، لیکن فی الحال سرمایہ‌داری میں رھتے ھوئے اس فرق کو شمار کرنا مضحکہ خیز ھوگا اور اسے پہلے نمبر پر رکھنے کی حرکت شاید اکادکا انارکسٹ ھی کر سکتے ھیں (بشرطیکہ انارکسٹوں میں ایسے لوگ باقی رہ گئے ھوں جنھوں نے کروپوتکن، گراو، کورنیلسن اور انارکزم کے دوسرے ''ستاروں،، کی ''پلیخانوف جیسی،، کایاپلٹ سے کچھ نہ سیکھا ھو، کہ وہ انارکزم سے ایک دم سوشل شاونزم یا بقول گے کے جو ایسے چند انارکسٹوں میں ھیں جنھوں نے عزت نفس اور ضمیر کی پاکیزگی کو ابھی تک سنبھالے رکھا ھے، Anarchotrenchism میں مبتلا ھو گئے)۔

لیکن سوشلزم اور کمیونزم کا علمی فرق بہت صاف ھے۔ جسے عام طور سے سوشلزم کہا جاتا ھے، یہ وھی ھے جس کو مارکس نے کمیونسٹ سماج کے ''پہلے،، نیچے کے مرحلے سے تعبیر کیا تھا۔ جہاں تک کہ ذرائع پیداوار کے عام مشترکہ ملکیت ھو جانے کا تعلق ھے، لفظ ''کمیونزم،، بھی اس پر صادق آتا ھے، اگر ھم یہ نہ بھول جائیں کہ اس حد میں پہنچ کر مکمل کمیونزم قائم نہیں ھوتا ھے۔ مارکس کی تشریحات کی زبردست اھمیت یہ ھے کہ یہاں بھی وہ برابر مادی جدلیات سے کام لیتے رھے ھیں، ارتقا کے نظریے کو صادق کرتے آئے ھیں اور کمیونزم کو ایک ایسی چیز بتایا ھے جو سرمایہ‌داری میں سے ابھر کر آتی ھے۔ لفظوں کی خالی خولی موشگافی کرنے کے بجائے (سوشلزم کیا ھے اور کمیونزم کیا ھے؟)،

فضول کے بحث مباحثے کے بجائے مارکس نے تجزیہ کیا ہے کہ وہ کونسے حالات ہیں جنھیں کمیونزم کی اقتصادی پختگی کی منزلیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

پہلے مرحلے یا پہلی منزل میں کمیونزم اقتصادی طور سے پوری طرح پختہ نہیں ہو سکتا اور سرمایہ‌داری کی روایات سے، اس کے اثرات سے مکمل طور پر پاک نہیں ہو سکتا۔ اسی‌لئے یہ دل‌چسپ تصویر سامنے آتی ہے کہ کمیونزم کے پہلے مرحلے میں ''بورژوا حق کی تنگ سرحدیں،، قائم رہتی ہیں۔ لازمی بات ہے کہ جہاں تک استعمال کی چیزوں کی تقسیم کا تعلق ہے بورژوا حق قائم رہنے کا مطلب یہ ہے کہ بورژوا ریاست بھی قائم رہے کیوں‌کہ حق کا وجود ھی نہیں ہوگا جب تک کوئی ایسا ڈھانچہ موجود نہ ہو جو حق کے معیاروں کو زندگی میں نافذ کرنے اور ان کی پابندی کرانے کا اختیار رکھتا ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ کمیونزم میں کچھ عرصے تک نہ صرف بورژوا حق باقی رہتا ہے بلکہ بورژوا طبقے کے بغیر بورژوا ریاست بھی برقرار رہتی ہے۔

ممکن ہے کہ یہ بات بظاہر قول محال معلوم ہوتی ہو یا محض جدلیات کا گورکھ دھندا، جس کا طعنہ مارکس‌ازم کو ایسے لوگوں کی طرف سے اکثر دیا جاتا ہے جنھوں نے کبھی اس نظریے کی غیرمعمولی گہرائی کو سمجھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

لیکن حقیقت پوچھئے تو نئے میں پرانے کا باقی رہ جانا روزمرہ کی بات ہے اور زندگی میں ہر قدم پر اس کا سامنا ہوتا ہے، قدرت کے کارخانے میں بھی اور سماج میں بھی۔ مارکس نے یوں ھی یک طرفہ طور سے کمیونزم میں ''بورژوا،، حق کا لفظ نہیں رکھ دیا ہے، بلکہ یہ جتایا ہے کہ اقتصادی اور سیاسی حیثیت سے یہ صورت اس سماج میں لازمی ہے جو سرمایہ‌داری کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔

مزدور طبقہ جب اپنی نجات کےلئے سرمایہ‌داروں سے جدوجہد کر رہا ہو تو جمہوریت کی اس کے نزدیک بہت زبردست اہمیت ہے۔ تاہم جمہوریت ایسی سرحد ہرگز نہیں ہے جس سے آگے قدم نہ رکھنا چاہئے، یہ صرف ایک منزل ہے اس راہ پر جو جاگیرداری

سے سرمایہ‌داری کو گئی ہے اور سرمایہ‌داری سے کمیونزم کو۔
جمہوریت کے معنی ہیں مساوات۔ پرولتاری طبقہ جو مساوات کی جدوجہد کررہا ہے، اس کی اور مساوات کے نعرے کی کیا زبردست اہمیت ہے یہ بات صاف ہو جائے گی اگر ہم صحیح طریقے سے اسے بیان کریں کہ مساوات اور اس کے نعرے کا مطلب ہے طبقوں کا خاتمہ۔ لیکن جمہوریت کے معنی تو صرف ظاہری یا رسمی مساوات کے ہیں۔ پیداوار کے ذرائع کی ملکیت کے معاملے میں سماج کے تمام لوگوں کا حق جیسے ہی برابر ہوجائے گا، یعنی محنت میں اور محنت کے معاوضے میں جوں ہی مساوات قائم ہو جائے گی تو لازمی بات ہے کہ انسانیت کے سامنے اگلا قدم اٹھانے کا مسئلہ درپیش ہوگا اور ظاہری مساوات سے اصلی مساوات کا سوال آئے گا— یوں سمجھئے کہ اس اصول پر عملدرآمد ہوگا کہ ''ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق،،۔ کن کن منزلوں سے ہو کر ، کن عملی تدبیروں کے ذریعے انسانیت اس مقصوداعلی کو پہنچے گی ، نہ تو ہمیں یہ معلوم ہے، نہ معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ جان لینا اہم ہے کہ عام بورژوا تصور انتہائی جھوٹ سے بھرا ہوا ہے گویا سوشلزم کسی مردہ اور باسی چیز کا نام ہے جو سدا کےلئے ایک مقررہ صورت ہے، حالاں کہ حقیقت میں صرف سوشلزم کے تحت تیزرفتار ، اصلی اور صحیح معنی میں عوامی ہلچل شروع ہوتی ہے جس میں شروع میں آبادی کی اکثریت آتی ہے اور پھر ساری کی ساری آبادی شریک ہو جاتی ہے اور سماجی اور ذاتی زندگی کے سارے شعبے اس کے ساتھ حرکت میں آجاتے ہیں۔
جمہوریت ریاست کی کئی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔ چناں‌چہ ہر قسم کی ریاست کی طرح جمہوریت میں بھی ایک طرف تو لوگوں کے خلاف باقاعدہ اور باضابطہ تشدد سے کام لیا جاتا ہے اور دوسری طرف ظاہری یا رسمی طور سے وہ شہریوں کی برابری کا دم بھرتی ہے اور کہتی ہے کہ تمام لوگوں کو برابر کا حق ہے کہ وہ ریاست کی بناوٹ اور اسے چلانے کے متعلق فیصلہ کریں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہوتے ہوتے جمہوریت کے ارتقا کی ایک منزل ایسی آتی ہے جب شروع میں وہ اس طبقے کو ایک ساتھ کھڑا

کر دیتی ہے جو سرمایہ‌داری کے خلاف انقلابی جنگ کرتا ہے، یعنی پرولتاری طبقہ، اور اسے اس کا موقع دیتی ہے کہ بورژوا بلکہ ریپبلکن بورژوا سرکاری بندوبست، باقاعدہ فوج، پولیس اور دفتری مشینری کے ٹکڑے کردے، اس کے پرخچے اڑا دے اور روئے زمین سے صاف کردے اور اس کی جگہ اپنے لئے زیادہ جمہوری سرکاری بندوبست قائم کرے، مگر ہاں یہ اس وقت بھی ریاستی مشینری ہوگی جو مسلح مزدوروں کی صورت میں آئےگی، اور مسلح مزدوروں کی جمعیت بڑھتے بڑھتے ملیشیا کی شکل اختیار کر لےگی جس میں تمام آبادی شریک ہوگی۔

یہاں پہنچ کر ''مقدار کوالٹی میں تبدیل ہو جاتی ہے،،: اس درجے کی جمہوریت درحقیقت بورژوا سماج کی حدوں سے آگے نکل جاتی ہے اور اس کی اشتراکی تعمیرنو کی شروعات بن جاتی ہے۔ اگر سچ‌سچ سبھی لوگ ریاست کا انتظام چلانے میں شریک ہو جائیں تو سرمایہ‌داری اپنا شکنجہ قائم نہیں رکھ سکتی۔ اور سرمایہ‌داری کا آگے بڑھنا خود ہی رفتہ رفتہ اس نوبت کو پہنچتا ہے جس سے وہ حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ واقعی ''سبھی،، لوگ ریاست کا انتظام چلانے میں شریک ہونے کا موقع پا سکیں۔ ان حالات میں سے بعض یہ ہیں: عام تعلیم، جو کئی نہایت ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دارانہ ملکوں میں اب بھی رائج ہو چکی ہے، پھر لاکھوں کروڑوں مزدوروں کا بڑے بڑے، بھاری، پیچیدہ اور سماجی بنائے ڈاک تار کے محکموں میں، ریلوے میں، زبردست کارخانوں میں، بڑے پیمانے کے کاروبار، تجارت اور بینکوں وغیرہ میں ''سیکھنا اور ڈسپلن اختیار کرنا،،۔

ان اقتصادی حالات کے پیدا ہونے سے یہ عین ممکن ہوگیا ہے کہ سرمایہ‌داروں اور ان کی دفترشاہی کا تختہ الٹتے ہی آج کے آج میں پیداوار اور تقسیم کے سارے انتظام کا کنٹرول، محنت اور پیداوار کے حسابات رکھنے کے کام کی ساری ذمہ‌داری مسلح مزدور اپنے ہاتھوں میں لےلیں، اور پوری مسلح آبادی یہ انتظام سنبھال لے۔ (کنٹرول اور حسابات کے سوال کو سائنسی تربیت‌یافتہ انجنیروں اور ماہرین زراعت وغیرہ کے اسٹاف کے مسئلے سے گڈمڈ نہ

کرنا چاهئے - یه ماهرین، بهلے آدمی آج سرمایه‌داروں کا منشا پورا کرنے میں لگے هوئے هیں، کل مسلح مزدوروں کے منشا کی پابندی یه لوگ اور بهی خوبی سے کریں گے -)

حسابات رکهنا اور کنٹرول یه هے وه اصل چیز جو کمیونسٹ سماج کے پہلے مرحلے میں سهولت سے کام چلانے اور ٹهیک طرح چالو رکهنے کے لئے ضروری هے - تمام باشندے ریاست کے تنخواه یافته ملازم بن جاتے هیں اور ریاست مسلح مزدور هوتے هیں - تمام شهری ایک کل قومی ریاستی ''سنڈی کیٹ،، کے ملازم اور مزدور هو جاتے هیں - یه هے ساری بات که وه برابر کا کام کریں، کام میں اپنا مناسب حصه پورا کریں اور برابر کا معاوضه پائیں - اس غرض کےلئے جو حساب کتاب رکهنا اور کنٹرول کرنا هوتا هے اس کو سرمایه‌داری نے انتهائی آسان بنا دیا هے اور اس کی کارگزاری غیر معمولی طور پر ساده کر دی هے جو کوئی بهی معمولی خوانده آدمی انجام دے سکتا هے که صرف نگرانی کرنا اور درج کرنا، حساب کے چار ابتدائی اصول جاننا اس کےلئے کافی هے اور باقاعده رسیدیں جاری کر دینا هوتا هے - بس - *

جب لوگوں کی بڑی تعداد آزادی کے ساتھ هر جگه اس قسم کا حساب کتاب رکهنے لگتی هے اور ان سرمایه‌داروں (جو اب مالک نهیں، ملازم بن چکے هوتے هیں) اور دانش‌ور حضرات پر جو بعد میں بهی سرمایه‌دارانه عادتوں پر قائم رهتے هیں، اس طرح کا کنٹرول قائم کرنے لگتی هے تو پهر یه کنٹرول سب کےلئے واقعی عام اور عوامی هو جاتا هے، اس سے بچ کر نکلنے کی کوئی صورت نهیں رهتی اور ''نه اس سے کوئی مفر،، هوتا هے -

---

* جب ریاست کی اهم‌ترین کارگزاری خود مزدوروں کی طرف سے اس قسم کے حساب کتاب اور کنٹرول کی حد تک پهنچتی هے تب وه ''سیاسی ریاست،، نهیں رهتی اور ''پبلک کارگزاری کی سیاسی نوعیت ختم هو جاتی هے، وه صرف معمولی سی انتظامی کارگزاری ره جاتی هے،، (اینگلس کا ''انارکسٹوں سے بحث مباحثه،، — حوالے کےلئے ملاحظه هو، باب ۴، پیراگراف ۲) -

یہ صورت قائم ہونے کے بعد تمام کا تمام سماج ایک ہی دفتر، ایک ہی فیکٹری بن جائے گا جس میں سب کی محنت برابر ہوگی، سب کی تنخواہ یا اجرت برابر ہوگی۔

مگر یہ ''فیکٹری،، کا سا ڈسپلن جو پرولتاریہ سرمایہ‌داروں کو شکست دینے کے بعد، استحصال کرنے‌والوں کا تختہ الٹنے کے بعد پورے سماج پر عائد کرے‌گا، یہ ڈسپلن ہرگز ہمارا آدرش نہیں ہے، ہماری منزل مقصود نہیں ہے۔ یہ بس مجبوری کا ایک قدم ہے اس غرض سے کہ سماج کے بدن سے اچھی طرح وہ نجاست خارج کر دی جائے، وہ گندگی اور کمینگی دور کردی جائے، جو سرمایہ‌دارانہ استحصال کا نتیجہ ہے اور یہ آگے کی طرف بڑھنے کا قدم ہے۔

جس لمحے سے سماج کے تمام لوگ، اور تمام نہ سہی تو ان کی ایک بڑی اکثریت، ریاست کے کام خود چلانا سیکھ لیں گے، اس کام کی ذمہ‌داری خود اٹھا لیں گے، سرمایہ‌داروں کی معمولی سی اقلیت پر اور ان شرفا پر جو اپنی سرمایہ‌دارانہ عادتیں باقی رکھنا چاہتے ہیں، اور ان مزدوروں پر، جنھیں سرمایہ‌داری نے بالکل بگاڑ کر رکھ دیا ہے، کنٹرول ''چالو،، کردیں گے، اسی لمحے سے کسی قسم کی گورنمنٹ کی ضرورت قطعی طور پر ختم ہونے لگے‌گی۔ جمہوریت جتنی مکمل ہوگی، اتنا ہی وہ وقت قریب آتا جائے گا جب جمہوریت کی ضرورت ہی نہ رہے۔ مسلح مزدوروں سے بنی ہوئی ''ریاست،، جتنی زیادہ جمہوری ہوگی — اور وہ ''صحیح معنوں میں ریاست ہوگی ہی نہیں،، — اتنی ہی تیزی سے ریاست کی ہر شکل مٹنی شروع ہوجائے گی۔

کیوں کہ جب سبھی لوگوں کو سماجی پیداوار کے کام چلانے آجائیں گے اور وہ واقعی خود یہ ذمہ‌داریاں ادا کرنے لگیں گے، جب وہ اپنے طور پر حساب کتاب اور کام چوروں پر، شریف زادوں پر، مال غبن کرنے‌والوں پر اور اسی قسم کے ''سرمایہ‌داری کی روایات کے محافظوں،، پر نگرانی اور کنٹرول کرنے لگیں گے تو تب اس عام حساب کتاب اور کنٹرول سے بچ کر نکلنا بے‌انتہا مشکل اور اتفاقی واقعہ ہو جائے گا، اور غالباً اس پر ایسی فوری اور سخت سزا دی جایا کرے‌گی (کیونکہ مسلح مزدور عملی لوگ ہوتے ہیں، وہ کوئی جذباتی دانش‌ور نہیں ہوتے اور شرارت کرکے نکل جانے

کا شاید ھی کسی کو موقع دینگے) کہ انسان کے باھمی لین‌دین اور سماجی معاملات کے جو بنیادی، سیدھے سادے اصول ھیں ان کی پابندی کرنے کی ضرورت لوگوں کی عادت بن جائے گی۔

تب وہ شاھراہ کھلی ھوگی جس پر کمیونسٹ سماج کا پہلا سرحلہ طے کرکے اس کے اعلی سرحلے یا برتر مقام کی طرف بڑھا جائے اور اسی کے ساتھ ریاست قطعی طور پر مٹ جائے۔

چھٹا باب

موقع پرستوں کے ھاتھوں مارکس‌ازم کی تخریب

ریاست کے سماجی انقلاب سے اور سماجی انقلاب کے ریاست سے تعلق کے سوال پر، عام طور سے انقلاب کے سوال کی طرح دوسری انٹرنیشنل (۱۹۱۴ء—۱۸۸۹ء) کے نمایاں نظریہ‌دانوں اور پرچارکوں نے بہت کم توجہ کی۔ لیکن موقع‌پرستی کے رفتہ رفتہ بڑھنے کے اس عمل میں، جسکا نتیجہ ۱۹۱۴ء میں دوسری انٹرنیشنل کا خاتمہ ھوا، یہ واقعہ انتہائی کرداری ھے کہ جب یہ لوگ اس سوال سے بالکل دوبدو تھے تو انھوں نے اس سے گریز کرنے کی کوشش کی یا اسکو نظرانداز کردیا۔

عام طور پر یہ کہا جا سکتا ھے کہ پرولتاری انقلاب سے ریاست کے تعلق کے سوال پر گریز کا نتیجہ، وہ گریز جس نے موقع‌پرستی کو فائدہ پہنچایا اور اسکی پرورش کی، مارکس‌ازم کی توڑمروڑ اور اسکی مکمل تخریب ھوا۔

اس افسوسناک عمل کی کردارنگاری کےلئے خواہ وہ مختصر ھی کیوں نہ ھو ھم مارکس‌ازم کے بہت ھی نمایاں نظریہ‌دانوں پلیخانوف اور کاؤتسکی کو لیں گے۔

پلیخانوف نے انارکزم سے سوشلزم کے تعلق کے بارے میں ایک مخصوص پمفلٹ ''انارکزم اور سوشلزم،، لکھا ہے جو ۱۸۹۴ء میں جرمن زبان میں شایع ہوا تھا۔

اس موضوع پر لکھتے ہوئے پلیخانوف نے چالاکی سے انارکزم کے خلاف جدوجہد میں اس انتہائی فوری، اہم اور سیاسی طور پر انتہائی ضروری مسئلے یعنی ریاست سے انقلاب کے تعلق اور عام طور پر ریاست کے سوال سے قطعی گریز کیا ہے! پمفلٹ کے دو واضح حصے ہیں۔ ان میں سے ایک تاریخی اور ادبی ہے اور اشٹرنر اور پرودھون وغیرہ کے خیالات کی تاریخ کے بارے میں قیمتی مواد رکھتا ہے۔ دوسرا حصہ عامیانہ ہے اور اسمیں اس موضوع پر ایک بھدی سی بحث ہے کہ انارکسٹ اور ڈاکو میں فرق نہیں کیا جا سکتا ہے۔

یہ موضوعات کا انتہائی دلچسپ مرکب ہے اور روس میں انقلاب سے ذرا پہلے اور انقلابی زمانے کے دوران پلیخانوف کی ساری سرگرمیوں کا بہت ھی خاص نمونہ ہے۔ ۱۹۰۵ء — ۱۹۱۷ء کے دوران پلیخانوف نے اپنے کو ایسا نیم نظریہ‌پرست اور نیم تنگ‌نظر ظاھر کیا جو بورژوازی کا دم چھلا ھو۔

ھم دیکھ‌چکے ہیں کہ کیسے انارکسٹوں کے ساتھ بحث‌مباحثے میں مارکس اور اینگلس نے انتہائی تفصیل کے ساتھ ریاست سے انقلاب کے تعلق کے بارے میں اپنے خیالات کی وضاحت کی ہے۔ ۱۸۹۱ء میں مارکس کی کتاب ''گوتھا پروگرام کی تنقید،، شائع کرتے ہوئے اینگلس نے لکھا کہ ''ھم،، (یعنی اینگلس اور مارکس) ''اس وقت یعنی (پہلی) انٹرنیشنل کی ھیگ کانگرس (۳۱) کے مشکل سے دو سال بعد، باکونین اور اسکے انارکسٹوں کے خلاف انتہائی شدید جدوجہد میں مصروف تھے۔،،

انارکسٹوں نے یہ اعلان کرنے کی کوشش کی تھی کہ گویا پیرس کمیون انکا ''اپنا،، تھا جو انکے نظرئے کی تصدیق کرتا تھا حالانکہ انھوں نے اس سے حاصل کئے ھوئے سبقوں اور ان سبقوں کے مارکس کے تجزئے کو بالکل نہیں سمجھا۔ انارکزم نے کچھ بھی نہیں حتی کہ ٹھوس سیاسی سوالات کا قریبی جواب تک نہیں دیا: کیا

پرانی ریاستی مشینری کو توڑنے کی ضرورت ہے؟ اور اس کی جگہ پر کیا لایا جائے؟

لیکن ریاست کے پورے سوال سے بالکل گریز کرکے اور کمیون سے پہلے اور اس کے بعد مارکس‌ازم کے سارے ارتقا کو نظرانداز کرکے ''انارکزم اور سوشلزم،، کی باتیں کرنے کا مطلب ہی ناگزیر طور پر موقع‌پرستی کی طرف مڑ جانا ہے۔ کیونکہ موقع پرستی کو سب سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ جن دو سوالوں کا ابھی ذکر ہوا ہے وہ بالکل نہ اٹھائے جائیں۔ یہ موقع‌پرستی کی بجائے خود جیت ہے۔

۲ - موقع‌پرستوں کے ساتھ کاؤتسکی کا بحث‌مباحثہ

بلاشبہ کاؤتسکی کی تصانیف بمقابلہ دوسری زبانوں کے روسی زبان میں بےشمار شایع ہوئی ہیں۔ بعض جرمن سوشل ڈیموکریٹ مذاق میں یہ بات بلاوجہ نہیں کہتے کہ کاؤتسکی کو جرمنی کے مقابلے میں روس میں زیادہ پڑھا جاتا ہے (ہم بریکٹ میں یہ کہتے ہیں کہ اس مذاق میں اس سے کہیں زیادہ تاریخی مافیہ کی گہرائی ہے جتنی اسکو پھیلانےوالے خیال کرتے ہیں: ۱۹۰۵ء میں دنیا میں بہترین سوشل ڈیموکریٹ ادب کی بہترین تصانیف کا غیرمعمولی بڑا اور بےمثال مطالبہ کرکے اور ان تصانیف کے ترجمے اور ایڈیشن کی ایسی زبردست تعداد پاکر جسکی مثال دوسرے ملکوں میں ملتی روسی مزدوروں نے، یوں کہنا چاہئے، ایک پڑوسی اور زیادہ ترقی‌یافتہ ملک کے زبردست تجربے کی قلم ہماری پرولتاری تحریک کی نوخیز زمین پر لگائی)۔

مارکس‌ازم کو مقبول بنانے کے علاوہ کاؤتسکی موقع‌پرستوں کے ساتھ اور برنشٹائن کے ساتھ جو انکا سربراہ تھا بحث‌مباحثے کیلئے ہمارے ملک میں خاص طور سے جانا جاتا ہے۔ بہرحال ایک واقعہ ہے جسکو لوگ تقریباً نہیں جانتے ہیں اور جسکو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا ہے اگر ہم اسکی تحقیقات کرتے ہیں کہ کس طرح کاؤتسکی ناقابل یقین شرمناک ذہنی بدحواسی میں جا پڑا اور ۱۹۱۴ء—۱۹۱۵ء کے زبردست بحران میں سوشل شاونزم کی وکالت کرنے لگا۔ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ موقع‌پرستی کے بہت ہی نمایاں نمائندوں (فرانس میں

ملیران اور ژوریس اور جرمنی میں برنشٹائن) کی مخالفت کرنے سے کچھ دن پہلے کاؤتسکی نے کافی تذبذب کا اظہار کیا۔ مارکس‌وادی ''زاریا'' (۳۲) جو ۱۹۰۱ء—۱۹۰۲ء میں اشٹوڈگارٹ سے شایع ہوتا تھا اور انقلابی پرولتاری نظریات کی وکالت کرتا تھا اس پر مجبور ہوا کہ کاؤتسکی کے ساتھ بحث‌مباحثہ کرے اور اس کی متذبذب، گریزپا تجویز کو ''لوچدار'' کہے جو موقع‌پرستوں کے ساتھ صلح‌جویانہ تھی اور جس کو کاؤتسکی نے ۱۹۰۰ء میں پیرس کی بین‌اقوامی سوشلسٹ کانگرس میں پیش کیا تھا (۳۳)۔ کاؤتسکی کے جو خطوط جرمن ادب میں شایع ہوئے ان سے بھی برنشٹائن کے خلاف میدان میں آنے سے پہلے کچھ کم تذبذب کا اظہار نہیں ہوتا ہے۔

بہر حال یہ بات بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ موقع‌پرستوں سے اس کے بحث‌مباحثے میں، سوال کو ترتیب دینے اور اسکی تشریح کے طریقے میں، ہم مارکس‌ازم کے ساتھ کاؤتسکی کی تازہ‌ترین غداری کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے موقع‌پرستی کی طرف اس کی باقاعدہ گمراہی، خاص طور سے ریاست کے سوال پر اب دیکھ سکتے ہیں۔

ہم موقع‌پرستی کے خلاف کاؤتسکی کی پہلی اہم تصنیف ''برنشٹائن اور سوشل ڈیمو کریٹک پروگرام'' لیتے ہیں۔ کاؤتسکی‌نے تفصیل کے ساتھ برنشٹائن کی تردید کی ہے۔ لیکن یہ رہی اس کی ایک خصوصیت۔

برنشٹائن اپنی ہیروستراتی شہرت رکھنےوالی تصنیف ''سوشلزم کی ابتدائی شرائط'' میں مارکس‌ازم کو ''بلانک‌ازم'' کا ملزم ٹھہراتا ہے (یہ الزام اس وقت سے روس میں موقع‌پرستوں اور اعتدال‌پرست بورژوازی نے ہزاروں بار انقلابی مارکس‌ازم کے نمائندوں، بالشویکوں کے خلاف دھرایا ہے)۔ اس سلسلے میں برنشٹائن نے خاص طور پر مارکس کی تصنیف ''فرانس میں خانہ‌جنگی'' پر تفصیلی بحث کی ہے اور، جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں، اسکی بہت ناکام کوشش کی ہے، کہ کمیون کے سبقوں کے بارے میں مارکس کے نقطۂ‌نظر کو پرودھون کے نقطۂ‌نظر سے مطابقت دے۔ برنشٹائن نے اس نتیجے کی طرف خاص توجہ دی ہے جس پر مارکس‌نے ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو'' کے ۱۸۷۲ء کے پیش لفظ میں زور دیا ہے یعنی ''مزدور طبقہ محض بنی‌بنائی ریاستی مشینری پر قبضہ جما کر اسکو اپنے مقاصد کیلئے نہیں استعمال کر سکتا۔''

یہ بیان برنشٹائن کو اتنا ''پسند،، آیا کہ اس نے اسکو اپنی کتاب میں کم سے کم تین بار استعمال کیا اور اسکو انتہائی مسخ اور موقع پرستانہ ڈھنگ سے پیش کیا۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں، مارکس کا مطلب تھا کہ مزدور طبقے کو ساری ریاستی مشینری کو توڑ دینا، پاش پاش کر دینا، دھماکے سے اڑا دینا چاھئیے (اینگلس نے جرمن لفظ Sprengung استعمال کیا ھے یعنی دھماکے سے اڑا دینا)۔ لیکن برنشٹائن کے یہاں ایسا ھے گویا کہ مارکس نے ان الفاظ میں مزدور طبقے کو اقتدار پر قبضہ کرتے وقت ضرورت سے زیادہ انقلابی ولولے کے خلاف انتباہ کیا ھے۔

مارکس کے نظرئے کی اس سے زیادہ بھونڈی اور شرمناک توڑ مروڑ کا تصور نہیں کیا جا سکتا ھے۔

تو پھر کاؤتسکی نے برنشٹائن ازم (۳۴) کی انتہائی تفصیلی تردید میں کیا کیا؟

وہ اس نکتے پر موقع پرستی کے ھاتھوں مارکس ازم کی زبردست توڑمروڑ کے تجزئے سے گریز کر گیا۔ اس نے مارکس کی ''فرانس میں خانہ جنگی،، پر اینگلس کے پیش لفظ سے وہ اقتباس دے دیا جسکا حوالہ اوپر دیا گیا ھے اور کہا کہ مارکس کے مطابق مزدور طبقہ محض بنی بنائی ریاستی مشینری پر قبضہ نہیں کر سکتا لیکن عام طور پر اسکا مالک ھو سکتا ھے اور بس۔ کاؤتسکی نے اس کے بارے میں ایک لفظ نہیں کہا کہ برنشٹائن نے مارکس کے اصل نظرئے کے قطعی برعکس باتیں مارکس سے منسوب کی ھیں، کہ ۱۸۵۲ء سے مارکس نے پرولتاری انقلاب کا یہ فریضہ بنایا کہ وہ ریاستی مشینری کو ''توڑے،، (۳۵)۔

نتیجہ یہ ھوا کہ پرولتاری انقلاب کے فرائض کے سوال پر مارکس ازم اور موقع پرستی کے درمیان انتہائی نمایاں فرق کو کاؤتسکی نے نظرانداز کردیا!

> ''پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کے مسئلے کا حل ھم پورے اطمینان کے ساتھ مستقبل پر چھوڑ سکتے ھیں،، کاؤتسکی نے برنشٹائن کے ''خلاف،، لکھتے ھوئے کہا (صفحہ ۱۷۲، جرمن ایڈیشن)۔

یہ برنشٹائن کے خلاف کوئی بحث‌مباحثہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں اسکے لئے چھوٹ ہے، موقع پرستی کے سامنے ہتیار ڈالنا ہے کیونکہ موقع‌پرستوں کو فی‌الحال اسکے سوا اور کسی بات کی ضرورت نہیں ہے کہ پرولتاری انقلاب کے فرائض کے تمام بنیادی سوالوں کو ''پورے اطمینان کے ساتھ مستقبل پر چھوڑ دیا جائے،،۔

۱۸۵۲ء سے ۱۸۹۱ء تک یا چالیس سال تک مارکس اور اینگلس نے پرولتاریہ کو یہ سکھایا کہ اس کو ریاستی مشینری توڑنا چاہئے۔ مگر ۱۸۹۹ء میں کاؤتسکی نے اس نکتے پر مارکس‌ازم کے ساتھ موقع پرستوں کی مکمل غداری سے دوچار ہوتے ہوئے اس سوال کو کہ آیا اس مشینری کو توڑنا ہے یا نہیں اس سوال سے بدل‌دیا کہ کن ٹھوس صورتوں میں اسکو توڑنا ہے اور پھر اس ''مسلمہ،، (اور بے‌سود) عامیانہ حقیقت میں پناہ لی کہ ٹھوس صورتوں کو پہلے سے نہیں جانا جا سکتا ہے!!

انقلاب کےلئے مزدور طبقے کو تربیت دینے کے پرولتاری پارٹی کے فریضے کے بارے میں مارکس اور کاؤتسکی کے رویے کے درمیان ایک زبردست خلیج ہے۔

اب کاؤتسکی کی ایک زیادہ پختہ تصنیف لیتے ہیں جو بڑی حد تک موقع‌پرستانہ غلطیوں کی تردید کےلئے ہے۔ یہ اسکا پمفلٹ ''سماجی انقلاب،، ہے۔ اس پمفلٹ میں مصنف نے خاص طور سے ''پرولتاری انقلاب،، اور ''پرولتاری حکومت،، کے سوال کو اپنا خاص موضوع بنایا ہے۔ اس نے بہت ہی بیش‌بہا باتیں لکھی ہیں لیکن اس نے ریاست کے سوال سے گریز کیا ہے۔ پورے پمفلٹ میں مصنف نے ریاستی اقتدار جیتنے کا چرچا کیا ہے اور بس یعنی اس نے ایسا فارمولا منتخب کیا ہے جو موقع‌پرستوں کو اس حد تک چھوٹ دیتا ہے کہ وہ ریاستی مشینری کو تباہ کئے بغیر اقتدار پر قبضہ کرنے کے امکان کو تسلیم کرتا ہے۔ مارکس نے ۱۸۷۲ء میں ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، (۳۶) کے پروگرام میں جس بات کے ''فرسودہ،، ہونے کا اعلان کیا تھا اسی کی تجدید کاؤتسکی ۱۹۰۲ء میں کرتا ہے۔

پمفلٹ کا ایک حصہ ''سماجی انقلاب کی صورتوں اور اسلحہ،، کےلئے مخصوص ہے۔ یہاں کاؤتسکی نے عوامی سیاسی ہڑتال، خانہ‌جنگی

اور ''نوکرشاھی اور فوج جیسے جدید بڑی ریاست کی طاقت کے آلات،، کا ذکر کیا ھے لیکن اسکے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہتا جو کمیون مزدوروں کو سکھا چکا ھے۔ ظاھر ھے کہ اینگلس نے ریاست کےلئے ''توھم‌آمیز احترام،، کے خلاف بلاوجہ انتباہ نہیں کیا تھا خصوصاً جرمن سوشلسٹوں کو ۔

کاؤتسکی معاملے کو اس طرح پیش کرتا ھے: فتح‌مند پرولتاریہ ''جمہوری پروگرام کی تکمیل کریگا،، اور اسکے دفعات مرتب کرتا ھے ۔ لیکن وہ اس نئے مواد کے بارے میں ایک لفظ نہیں کہتا جو ۱۸۷۱ء نے بورژوا جمہوریت کی جگہ پرولتاری جمہوریت لانے کے بارے میں فراھم کیا ھے ۔ کاؤتسکی ایسی ''وزنی،، آوازوالی پیش پا افتادہ باتیں کرکے معاملے سے نبٹ لیتا ھے:

> ''یہ بجائے خود ظاھر ھے کہ ھم موجودہ حالات میں برتری نہیں حاصل کریں گے ۔ انقلاب خود طویل اور گہری لڑائیوں کو فرض کرتا ھے جو خود ھمارے موجودہ سیاسی اور سماجی ڈھانچے کو بدل دینگی ۔ ،،

بلاشبہ یہ ''بجائے خود ظاھر ھے،، بالکل اسی طرح جیسے یہ حقیقت کہ گھوڑے جئی کھاتے ھیں اور دریائے والگا بحیرۂ کیسپین میں گرتا ھے ۔ صرف افسوس کی بات یہ ھے کہ ''گہری،، لڑائیوں کے بارے میں خالی اور بڑے الفاظ استعمال کرکے انقلابی پرولتاریہ کےلئے ایک بہت ھی اھم سوال سے گریز کیا جاتا ھے یعنی ریاست اور جمہوریت کے تعلق سے کیا چیز اسکے انقلاب کو پہلے غیرپرولتاری انقلابوں کے مقابلے میں ''گہرا،، بناتی ھے ۔

لیکن اس سوال سے گریز کرکے کاؤتسکی عملی طور پر اس انتہائی اھم نکتے پر موقع‌پرستی کو چھوٹ دیتا ھے حالانکہ زبانی وہ اسکے خلاف سخت جنگ کا اعلان کرتا ھے اور ''انقلاب کے نظرئے،، کی اھمیت پر زور دیتا ھے (اس ''نظرئے،، کی قیمت کیا ھے جبکہ کوئی مزدوروں کو انقلاب کے ٹھوس سبق سکھانے سے ڈرتا ھو؟) یا کہتا ھے کہ ''انقلابی آئیڈیلزم سب سے اھم ھے،، یا اعلان کرتا ھے کہ اب انگریز مزدور ''مشکل سے پیٹی‌بورژوا سے کچھ زیادہ ھیں،، ۔

''سوشلسٹ سماج میں،، کاؤتسکی لکھتا ہے ''ایک دوسرے کے ساتھ انتہائی مختلف قسم کے اداروں کا وجود ممکن ہے: نوکرشاهی (؟؟)، ٹریڈیونین، کوآپریٹیو اور نجی اداروں کا،،... ''مثلاً ایسے ادارے هیں جو بلا نوکرشاهی (؟؟) تنظیم کے نہیں چل سکتے جیسے ریلوے۔ یہاں جمہوری تنظیم مندرجہ‌ذیل صورت اختیار کرسکتی ہے: مزدور مندوبین منتخب کریں جو ایک طرح کی پارلیمنٹ بنالیں جو کام کے قواعد رائج کرے اور نوکرشاهی مشینری کے انتظام کی نگرانی کرے۔ کچھ اداروں کا انتظام ٹریڈیونینوں کے سپرد کیا جا سکتا ہے اور کچھ کوآپریٹیو ادارے بن سکتے هیں،، (صفحہ ۱۴۸ اور ۱۱۵، روسی ترجمہ، جنیوا میں ۱۹۰۳ء میں شایع هوا)۔

یہ دلیل غلط ہے۔ یہ ان وضاحتوں کے مقابلے میں پیچھے کی طرف قدم ہے جو مارکس اور اینگلس نے آٹھویں دهائی میں کمیون کے سبقوں کو مثال کے طور پر استعمال کرتے هوئے دی تھیں۔

جہاں تک نام‌نہاد ضروری ''نوکرشاهی،، تنظیم کا سوال ہے تو ریلوے اور بڑے پیمانے کی مشینی صنعت کے کسی ادارے، کسی فیکٹری، بڑے شاپ یا بڑے پیمانے کے سرمایہ‌دارانہ زرعی ادارے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ ان تمام اداروں کی ٹکنیک هر ایک کےلئے اپنا مقررہ فریضہ ادا کرنے میں انتہائی سخت ڈسپلن اور انتہائی صحت کو قطعی طور پر ضروری بناتی ہے، نہیں تو سارے ادارے کا کام رک سکتا ہے یا مشینری یا تیارشدہ سامان خراب هو سکتا ہے۔ ان تمام اداروں میں مزدور واقعی ''مندوبین منتخب کرینگے جو ایک طرح کی پارلیمنٹ بنائیں گے،،۔

لیکن ساری بات کا نچوڑ یہ ہے کہ یہ ''ایک طرح کی پارلیمنٹ،، بورژوا پارلیمانی ادارے کے معنی میں پارلیمنٹ نہیں هوگی۔ ساری بات کا نچوڑ یہ ہے کہ یہ ''ایک طرح کی پارلیمنٹ،، محض ''کام کے قواعد رائج کرنے اور نوکرشاهی مشینری کے انتظام کی نگرانی،، نہیں کریگی جیسا کہ کاؤتسکی تصور کرتا ہے جسکے فکروخیال بورژوا پارلیمانیت کی حدوں سے آگے نہیں جاتے۔ سوشلسٹ سماج میں مزدوروں

کے نمائندوں پر مشتمل ''ایک طرح کی پارلیمنٹ،، درحقیقت '' کام کے قواعد رائج کرے گی اور مشینری کے انتظام کی نگرانی،، کریگی لیکن یہ مشینری ''نوکرشاہی،، نہیں ہوگی۔ سیاسی اقتدار حاصل کر کے مزدور پرانی نوکرشاہی مشینری کو توڑ دینگے، اسکی بنیادوں تک کو پاش پاش کرکے اسکو زمین کے برابر کردیں گے۔ اسکی جگه وہ ایک نئی مشینری لائیں گے جو انھیں مزدوروں اور ملازمین پر مشتمل ہوگی جن کے نوکرشاہوں میں تبدیل ہونے کے خلاف وہ اقدامات فوراً کئے جائیں گے جنکی مارکس اور اینگلس نے تفصیل کے ساتھ وضاحت کی : (۱) صرف انتخاب نہیں لیکن کسی وقت واپس بلانا بھی؛ (۲) اجرت کا مزدور کی اجرت سے زیادہ نہ بڑھنا؛ (۳) سب لوگوں کے کنٹرول اور نگرانی کے طریقے کو فوراً رائج کرنا تاکہ کچھ وقت کےلئے سب ''نوکرشاہ،، بن‌جائیں اور اسی‌لئے کوئی بھی ''نوکرشاہ،، نہ بن سکے۔

کاؤتسکی نے مارکس کے الفاظ پر بالکل غور نہیں کیا: ''کمیون پارلیمانی نہیں بلکه کام کاجو ادارہ تھا، بیک‌وقت قانون بنانےوالا اور ان کو پورا کرنےوالا بھی،،۔ (۳۷)

کاؤتسکی‌نے اس فرق کو بالکل نہیں سمجھا جو جمہوریت (عوام کےلئے نہیں) کو نوکرشاہی (عوام کے خلاف) سے ملانےوالی بورژوا پارلیمانیت اور پرولتاری جمہوریت کے درمیان ہے جو نوکرشاہی کو جڑوں تک کاٹنے کےلئے فوری اقدامات کریگی اور جو ان اقدامات کو انجام تک، نوکرشاہی کے بالکل خاتمے تک، عوام کےلئے مکمل جمہوریت کے رائج ہونے تک پہنچا سکے گی۔

کاؤتسکی یہاں ریاست کےلئے اسی پرانے ''توہم‌آمیز احترام،، اور نوکرشاہی پر ''توہم‌آمیز یقین،، کا اظہار کرتا ہے۔

آئیے اب موقع‌پرستوں کے خلاف کاؤتسکی کی آخری اور بہترین تصنیف، اسکا پمفلٹ ''اقتدار کا راستہ،، لیں (جو میرے خیال میں روسی زبان میں نہیں شایع ہوا ہے کیونکه یه ۱۹۰۹ء میں نکلا جب ہمارے ملک میں رجعت‌پرستی پورے عروج پر تھی)۔ یه پمفلٹ آگے کی طرف ایک بڑا قدم ہے کیونکه یه برنشٹائن کے خلاف ۱۸۹۹ء کے پمفلٹ کی طرح عام طور پر انقلابی پروگرام کے بارے میں، ۱۹۰۲ء کے

پمفلٹ ''سماجی انقلاب،، کی طرح سماجی انقلاب کے واقع ہونے کے وقت کا لحاظ کئے بغیر اس کے فرائض کے بارے میں نہیں کہتا بلکہ ان ٹھوس حالات کے بارے میں بتاتا ہے جو ہم کو یہ ماننے پر مجبور کرتے ہیں کہ ''انقلابوں کا دور،، شروع ہو رہا ہے۔

مصنف وضاحت کےساتھ عام طور پر طبقاتی تضادات میں تیزی اور سامراج کی طرف توجہ دلاتا ہے جو اس صورت‌حال میں خاص طور سے اہم رول ادا کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مغربی یورپ میں ''۱۷۸۹ء — ۱۸۷۱ء کے انقلابی دور،، کے بعد ایسا ہی دور مشرق میں ۱۹۰۵ء میں شروع ہوا۔ ایک عالمی جنگ خطرناک تیزی کے ساتھ قریب آتی جارہی ہے۔ ''پرولتاریہ اب قبل از وقت انقلاب کے بارے میں زیادہ باتیں نہیں کرسکتا،،۔ ''ہم انقلابی دور میں داخل ہو گئے ہیں،،۔ ''انقلابی دور شروع ہو رہا ہے،،۔

یہ بیانات بالکل صاف ہیں۔ کاؤتسکی کا یہ پمفلٹ اس بات کا موازنہ کرنے کا پیمانہ ہونا چاہئے کہ جرمن سوشل ڈیموکریسی نے سامراجی جنگ سے پہلے کیا ہونے کا وعدہ کیا تھا اور وہ (مع کاؤتسکی کے) جنگ چھڑنے پر کتنی قعرمذلت میں جا گری۔ زیرجائزہ پمفلٹ میں کاؤتسکی نے لکھا کہ ''موجودہ صورت‌حال میں یہ خطرہ ہے کہ ہم (یعنی جرمن سوشل ڈیموکریسی) بڑی آسانی سے اس سے زیادہ معتدل معلوم ہوں جتنے واقعی ہم ہیں،،۔ ہوا یہ کہ عملی طور پر جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اس سے کہیں زیادہ اعتدال پرست اور موقع‌پرست نکلی جتنی وہ معلوم ہوتی تھی!

اسی‌لئے یہ اور زیادہ مثالی ہے کہ حالانکہ کاؤتسکی نے واضح طور پر یہ اعلان کیا کہ انقلابوں کا دور شروع ہوچکا ہے، اپنے پمفلٹ میں جو بقول خود اسکے ''سیاسی انقلاب،، ہی کے تجزئے کےلئے وقف تھا اس نے پھر ریاست کے سوال سے بالکل گریز کیا۔

سوال سے اس گریز، خاموشی اور ٹال مٹول نے ملکر موقع‌پرستی کی طرف مکمل طور سے جانے کو ناگزیر بنادیا جسکے بارے میں ہمیں ابھی بتانا پڑے گا۔

کاؤتسکی‌نے جرمن سوشل ڈیموکریسی کی طرف سے گویا اعلان کیا: میں انقلابی خیالات پر قائم ہوں (۱۸۹۹ء)۔ میں

خاص طور سے پرولتاریہ کے سماجی انقلاب کے ناگزیر ہونے کو تسلیم کرتا ہوں (۱۹۰۲ء)۔ میں انقلابوں کے نئے دور کی آمد کو تسلیم کرتا ہوں (۱۹۰۹ء)۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود میں اس سے مکر رہا ہوں جو مارکس ۱۸۵۲ء میں ہی کہہ چکا تھا کیونکہ ریاست کے تعلق سے پرولتاری انقلاب کے فرائض کا سوال اٹھایا جارہا ھے (۱۹۱۲ء)۔

اسی طرح یہ سوال پانے کوک کے ساتھ کاؤتسکی کے بحث مباحثے میں پیش کیا گیا۔

۳- پانے کوک کے ساتھ کاؤتسکی کا بحث مباحثہ

''بائیں بازو کے ریڈیکل،، رجحان کے نمائندے کی حیثیت سے جسمیں روزا لکسمبرگ، کارل رادیک وغیرہ شامل تھے، پانے کوک نے کاؤتسکی کی مخالفت کی۔ انقلابی طریقۂ کار کی وکالت کرتے ہوئے ان لوگوں کو متحدہ طور پر یہ یقین تھا کہ کاؤتسکی اس ''مرکز،، کی پوزیشن کی طرف جا رہا ھے جو مارکس‌ازم اور موقع‌پرستی کے درمیان بےاصول طریقے سے ڈھلمل یقین ھے۔ جنگ نے اس خیال کو بالکل صحیح ثابت کیاجب ''مرکز،، (غلط طریقے پر مارکسی کہلانےوالے) یا '''' کاؤتسکی‌ازم،، کے رجحان نے اپنے آپ کو انتہائی بدحالی میں ظاہر کردیا۔

ریاست کے سوال کے بارے میں اپنے ایک مضمون ''عوامی اقدام اور انقلاب،، میں («Neue Zeit» ، ۱۹۱۲ء، تیسواں سال اشاعت، ۲) پانے‌کوک نے کاؤتسکی کی پوزیشن کو ''جامد ریڈیکل‌ازم،، اور ''مجہول انتظار کا نظریہ،، ٹھہرایا۔ پانے‌کوک نے لکھا کہ ''کاؤتسکی انقلاب کے عمل کو نہیں دیکھنا چاھتا،، (صفحہ ۶۱۶)۔ سوال کو اس طرح پیش کرتے ہوئے پانے کوک اس موضوع کی طرف آتے ھیں جو ھمارےلئے دلچسپ ھے یعنی ریاست کے تعلق سے پرولتاری انقلاب کے فرائض۔ انھوں نے لکھا:

''پرولتاریہ کی جدوجہد محض بورژوازی کے خلاف حصول اقتدار کےلئے جدوجہد نہیں ھے بلکہ ریاستی اقتدار کے خلاف

جدوجہد ھے... پرولتاری انقلاب کا مافیہ ریاست کی طاقت کے حربوں کی تباھی اور انکی جگہ پر (Auflösung) پرولتاریہ کی طاقت کے حربے لانا ھے۔ جدوجہد صرف اس وقت ختم ھوگی جبکہ اس کے آخری نتیجے میں ریاستی تنظیم بالکل تباہ کردی جائے گی۔ اس وقت حکمراں اقلیت کی تنظیم کو تباہ کرکے اکثریت کی تنظیم اپنی برتری کا مظاہرہ کریگی،، (صفحہ ۵۴۸)۔

پانے کوک نے جس ترتیب سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ھے اسمیں بہت زیادہ خامیاں ھیں۔لیکن پھربھی اسکے معنی صاف ھیں اور یہ بات دلچسپ ھے کہ کاؤتسکی نے اسکی تردید کیسے کی۔ اس نے لکھا:

''ابھی تک سوشل ڈیموکریٹوں اور انارکسٹوں کے درمیان تضاد یہ رھا ھے کہ اول‌الذکر ریاستی اقتدار حاصل کرنا چاھتے تھے جبکہ موٴخرالذکر اسکو تباہ کرنا چاھتے تھے۔ پانے کوک دونوں کرنا چاھتا ھے،، (صفحہ ۷۲۴)۔

اگر پانے کوک کا بیان کچھ حد تک ٹھیک اور ٹھوس نہیں ھے (اس کے مضمون کی دوسری خامیوں کا ذکر نہ کرتے ھوئے جنکا تعلق موجودہ موضوع سے نہیں ھے) تو کاؤتسکی نے وھی اصولی نکتہ لیا ھے جو پانے کوک نے اٹھایا تھا اور اسی اصولی اور بنیادی نکتے پر کاؤتسکی نے مارکسی پوزیشن کو بالکل چھوڑ دیا ھے اور موقع پرستی کی طرف بالکل چلا گیا ھے۔ سوشل ڈیموکریٹوں اور انارکسٹوں کے درمیان فرق کی جو وضاحت کاؤتسکی نے کی ھے وہ بالکل غلط ھے اور اس نے مارکس‌ازم کو بالکل مسخ اور خراب کیا ھے۔

مارکس‌وادیوں اور انارکسٹوں کے درمیان فرق یہ ھے: (۱) اول الذکر ریاست کے مکمل خاتمے کا مقصد سامنے رکھتے ھوئے یہ تسلیم کرتے ھیں کہ یہ مقصد صرف اسی وقت حاصل ھو سکتا ھے جب سوشلزم کے قیام کے نتیجے میں جو ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی طرف لے جائیگا سوشلسٹ انقلاب کے ذریعہ طبقات ختم کردئے جائیں گے؛

مؤخرالذکر ریاست کو پورے طور پر فوراً تباہ کرنا چاہتے ھیں اور ان حالات کو نہیں سمجھتے جن میں یہ تباھی ممکن ھے۔ (۲) اول الذکر اسکو ضروری تسلیم کرتے ھیں کہ پرولتاریہ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد پرانی ریاستی مشینری کو بالکل تباہ کردےگا اور اسکی جگہ ایک نئی مشینری لائےگا جو کمیون کی طرح مسلح مزدوروں پر مشتمل ھو۔ مؤخرالذکر ریاستی مشینری کی تباھی پر زور دیتے ھیں لیکن اسکےبارے میں بہت مبہم خیال رکھتے ھیں کہ پرولتاریہ اسکی جگہ پر کیا لائےگا اور کیسے اپنا انقلابی اقتدار استعمال کریگا۔ انارکسٹ اس بات تک سے انکار کرتے ھیں کہ انقلابی پرولتاریہ ریاستی اقتدار استعمال کرے۔ وہ اسکی انقلابی ڈکٹیٹرشپ کو مسترد کرتے ھیں۔ (۳) اول الذکر مطالبہ کرتے ھیں کہ انقلاب کےلئے پرولتاریہ کی تربیت کے واسطے موجودہ ریاست کو استعمال کیا جائے۔ انارکسٹ اسکو مسترد کرتے ھیں۔

اس بحث میں کاؤتسکی کے خلاف پانےکوک ھی مارکس‌ازم کی نمائندگی کرتے ھیں کیونکہ مارکس نے یہی تعلیم دی ھے کہ پرولتاریہ محض اس معنی میں ریاستی اقتدار نہیں جیت سکتا کہ پرانی ریاستی مشینری نئے ھاتھوں میں آجائے بلکہ اس کو اسے توڑنا، پاش‌پاش کرنا چاھئے اور اس کی جگہ نئی مشینری لاناچاھئے۔

کاؤتسکی مارکس‌ازم سے منہ موڑ کر موقع‌پرستی کی طرف چلا جاتا ھے کیونکہ ریاستی مشینری کی یہ تباھی جو موقع‌پرستوں کےلئے قطعی ناقابل قبول ھے اس کی نظر سے بالکل غائب ھوجاتی ھے اور وہ موقع پرستوں کےلئے روزن چھوڑ دیتا ھے کہ وہ ”جیتنے“ کا مطلب محض اکثریت کی حاصلات بتا سکیں۔

مارکس‌ازم کی اپنی تحریف کو چھپانے کیلئے کاؤتسکی رٹوطوطے کارویہ اختیار کرتا ھے: وہ خود مارکس کا ”حوالہ“ پیش کردیتا ھے۔ ۱۸۵۰ء میں مارکس نے ”ریاستی اقتدار کے ھاتھ میں طاقت کو قطعی طور پر مرکوز کرنے“ (۳۸) کی ضرورت کے بارے میں لکھا تھا۔ اور کاؤتسکی فاتحانہ انداز میں پوچھتا ھے: کیا پانےکوک ”مرکزیت“ کو تباہ کرنا چاھتا ھے؟

یہ محض اسی طرح کی ایک معمولی چال ھے جیسے برنشٹائن نے

سرکزیت کے خلاف وفاقیت کے موضوع پر مارکس‌ازم اور پرودھون‌ازم کے خیالات کو مطابقت دی ہے۔

کاؤتسکی کا ''حوالہ،، کہیں بھی میل نہیں کھاتا۔ سرکزیت پرانی اور نئی ریاستی مشینری دونوں کے ساتھ ممکن ہے۔ اگر مزدور رضاکارانہ اپنی مسلح طاقتوں کو متحد کرلیں تو یہ سرکزیت ہوگی لیکن اسکی بنیاد سرکوز ریاستی مشینری — مستقل فوج، پولیس اور نوکرشاہی کی ''مکمل تباہی،، پر ہوگی۔ مارکس اور اینگلس کی کمیون کے بارے میں بہت مشہور بحث سے کترا کر اور ایسے حوالے کو چن کر جو سوال سے غیرمتعلق ہے کاؤتسکی بالکل دھوکے بازوں والی حرکت کرتا ہے۔ کاؤتسکی آگے چل کر لکھتا ہے:

''... ممکن ہے کہ پانےکوک افسروں کے سرکاری فرائض کو ختم کردینا چاہتا ہے؟ لیکن ریاستی انتظام کی بات تو الگ رہی ہم بلا افسروں کے پارٹی اور ٹریڈیونینوں کا کام بھی نہیں چلا سکتے۔ ہمارا پروگرام ریاستی افسروں کو ختم کرنے کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ یہ کہ ان کو عوام کا منتخب کردہ ہونا چاہئے ... ہم یہاں اس پر بحث نہیں کر رہے ہیں کہ ''مستقبل کی ریاست،، کی انتظامی مشینری کیا صورت اختیار کریگی بلکہ یہ کہ آیا ہماری سیاسی جدوجہد ریاستی اقتدار کو ، قبل اس کے کہ ہم اسے حاصل کریں، ختم کردیگی (لفظی ترجمہ: برخاست کردے گی — Auflöst) (خط کشیدہ کاؤتسکی کا ہے)۔ کون سی وزارت معہ اپنے افسروں کے ختم کی جا سکتی ہے؟،، اسکے بعد تعلیم، انصاف، مالیات اور جنگ کی وزارتوں کو گنوایا جاتا ہے۔ ''نہیں، حکومت کے خلاف ہماری سیاسی جدوجہد کے نتیجے میں موجودہ وزارتوں میں سے کوئی بھی نہیں ہٹائی جائےگی... میں دھراتا ہوں تا کہ کوئی غلط فہمی نہ ہو: ہم یہاں اس صورت پر نہیں بحث کر رہے ہیں جو فتح‌یاب سوشل ڈیموکریسی ''مستقبل کی ریاست،، کو دےگی بلکہ یہ کہ کیسے ہمارا حزب مخالف موجودہ ریاست کو بدل رہا ہے،، (صفحہ ۷۲۵)۔

یہ صاف چال ہے۔ پانے کوک نے انقلاب ھی کا سوال اٹھایا۔ ان کے مضمون کا عنوان اور اوپر دیا ھوا اقتباس اس بات کا صاف اظہار کرتے ھیں۔ ''حزب مخالف،، کے سوال پر چھلانگ کر پہنچنے سے کاؤتسکی انقلابی نقطہٴ نظر کی جگہ موقع پرستی لاتا ہے۔ اسکے کہنے کا مطلب یہ ھوتا ہے: فی الحال ھم حزب مخالف ھیں، اقتدار پر قابض ھونے کے بعد ھم کیا ھوں گے اسکو ھم دیکھیں گے۔ انقلاب غائب ھوجاتا ہے! اور موقع پرست بس یہی چاہتے تھے۔

بحث نہ تو حزب مخالف کی ہے اور نہ عام طور پر سیاسی جدوجہد کی بلکہ انقلاب کی ہے۔ انقلاب مشتمل ہے پرولتاریہ کے ''انتظامی مشینری،، اور ساری ریاستی مشینری کے تباہ کرنے اور اسکی جگہ مسلح مزدوروں پر مشتمل نئی مشینری لانے پر۔ کاؤتسکی ''وزارتوں،، کے لئے ''توھم آمیز احترام،، کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن ان کی جگہ پر، مان لیجئے، مکمل اقتدار اور اختیار رکھنے والی مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے تحت ماھرین کے کمیشن کیوں نہیں لائے جا سکتے؟

دراصل بات یہ نہیں ہے کہ آیا ''وزارتیں،، باقی رھیں گی یا ''ماھرین کے کمیشن،، یا کوئی اور ادارے قائم کئے جائیں گے۔ یہ بالکل اھم بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آیا پرانی ریاستی مشینری (جو ھزاروں رشتوں سے بورژوازی سے بندھی ھوئی ہے اور ڈھرے کے کام اور جمود میں بالکل غرق ہے) باقی رہے یا اسکو تباہ کرکے اسکی جگہ نئی مشینری لائی جائے۔ انقلاب کو اس پر مشتمل ھونا نہیں ہے کہ نیا طبقہ پرانی ریاستی مشینری کی مدد سے حکم احکام دے اور انتظام کرے بلکہ اس پر مشتمل ھونا ہے کہ یہ طبقہ اس مشین کو توڑ دے اور نئی مشینری کے ذریعہ حکم احکام دے اور انتظام کرے۔ کاؤتسکی مارکس ازم کے اس بنیادی خیال سے یا تو گریز کرتا ہے یا اسکو بالکل نہیں سمجھتا۔

افسروں کے بارے میں اسکا سوال صاف طور پر دکھلاتا ہے کہ وہ کمیون کے سبقوں اور مارکس کی تعلیمات کے بارے میں نہیں

سمجھتا ہے۔ ''ہم بلا افسروں کے پارٹی اور ٹریڈیونینوں کا کام نہیں چلا سکتے ...،،

ہم سرمایہ‌داری میں، بورژوازی کی حکمرانی میں افسروں کے بغیر کال نہیں چلا سکتے۔ سرمایہ‌داری نے پرولتاریہ کو دبا رکھا ہے، محنت‌کشوں کو غلام بنا رکھا ہے۔ سرمایہ‌داری میں جمہوریت اجرت کی غلامی کے تمام حالات اور لوگوں کی غریبی اور محتاجی کیوجہ سے محدود، مفلوج، بریدہ اور مسخ‌شدہ ہے۔ اسی‌لئے اور محض اسی لئے ہماری سیاسی اور ٹریڈیونین تنظیموں کے عمال سرمایہ‌داری کے حالات کیوجہ سے بد کردار ہوجاتے ہیں (یا یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ بدکردار بننے کا رجحان رکھتے ہیں) اور نوکرشاہ بننے کا رجحان ظاہر کرتے ہیں یعنی عوام سے الگ اور عوام سے بالاتر بن کر فوقی حقوق والے لوگ۔

یہ ہے نوکرشاہی کا نچوڑ اور جب تک سرمایہ‌داروں کو حقوق ملکیت سے محروم نہیں کیا جاتا اور بورژوازی کا تختہ نہیں الٹا جاتا اس وقت تک پرولتاریہ کے عمالوں کی بھی ''نوکرشاہیت،، صاف طور پر ناگزیر ہے۔

کاؤتسکی کا خیال ہے کہ چونکہ سوشلزم میں منتخب کردہ عمال باقی رہیں‌گے اسلئے افسران بھی باقی رہیں‌گے اور نوکرشاہی بھی باقی رہےگی! یہی بات غلط ہے۔ مارکس نے کمیون کا حوالہ دیتے ہوئے دکھایا ہے کہ سوشلزم میں عمال ''نوکرشاہ،، نہیں رہیں گے، ''افسر، نہیں رہیں‌گے، اسی حد تک نہیں رہیں‌گے جتنا کہ افسروں کے انتخاب کے اصول کے ساتھ ان کو کسی وقت بھی واپس بلانے کا اصول بھی رائج کیا جائےگا، جتنی زیادہ تنخواہیں عام مزدور کی اجرت کے معیار تک گھٹائی جائیں‌گی اور جتنے زیادہ پارلیمانی اداروں کی جگہ ''کام کرنےوالے ادارے یعنی بیک وقت قانون‌بنانےوالے اور قوانین کو پورا کرنےوالے ادارے،، (۳۹) لیں‌گے۔

درحقیقت پانےکوک کے خلاف کاؤتسکی کی ساری دلیلیں اور خصوصاً اسکی یہ لاجواب دلیل کہ ہم پارٹی اور ٹریڈیونینوں میں بھی افسروں کے بغیر کام نہیں چلا سکتے عام طور پر مارکس‌ازم کے خلاف

برنشٹائن کی پرانی ''دلیلوں،، کی تکرار ھے۔ اپنی غدارانہ کتاب ''سوشلزم کی ابتدائی شرائط،، میں برنشٹائن ''ابتدائی،، جمہوریت کے خیالات کے خلاف لڑتا ھے، اس بات کے خلاف جسکو وہ ''کٹر جمہوریت،، کہتا ھے: لازمی احکام، بلا تنخواہ افسران، مجہول مرکزی نمائندہ ادارے وغیرہ۔ اس ''ابتدائی،، جمہوریت کو نادار ثابت کرنے کیلئے برنشٹائن ویب میاں‌بیوی (۴۰) کے پیش کردہ برطانوی ٹریڈیونینوں کے تجربے کا حوالہ دیتا ھے۔ وہ کہتا ھے (جرمن ایڈیشن، صفحہ ۱۳۷) کہ ''مکمل آزادی کے ساتھ،، ۷۰ سال کے ارتقا کے دوران ٹریڈیونینوں کو یقین ہو گیا کہ ابتدائی جمہوریت بےسود ھے اور وہ اسکی جگہ معمولی جمہوریت لائیں یعنی نوکرشاھی سے متحد پارلیمانیت۔

حقیقت میں ان ٹریڈیونینوں کا ارتقا ''مکمل آزادی کے ساتھ،، نہیں بلکہ مکمل سرمایہ‌دارانہ غلامی میں ہوا جسمیں یہ سانی ہوئی بات ھے کہ رائج برائیوں، تشدد، جھوٹ، ''اعلی،، انتظامی امور سے غریبوں کے اخراج کو چھوٹ دئے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ سوشلزم میں ''ابتدائی،، جمہوریت کی بہت‌سی باتوں کی تجدید لازمی ہوگی کیونکہ مہذب سماج کی تاریخ میں پہلی بار آبادی کی زبردست اکثریت صرف ووٹنگ اور الکشن میں ھی نہیں بلکہ ریاست کے روزمرہ کے انتظام میں خودمختارانہ حصہ لینے کیلئے اٹھےگی۔ سوشلزم میں سب باری باری حکومت میں حصہ لیں‌گے اور جلد ھی اسکے عادی ہوجائیں‌گے کہ کوئی حکومت نہیں کرتا۔

مارکس نے اپنی لاجواب تنقیدی تجزیاتی ذھانت سے کمیون کے عملی اقدامات میں وہ موڑ دیکھا لیا جس سے موقع‌پرست ڈرتے ھیں اور اپنی بزدلی کیوجہ سے اسکو تسلیم کرنا نہیں چاھتے کیونکہ وہ قطعی طور پر بورژوازی سے ناتہ نہیں توڑنا چاھتے اور جسکو انارکسٹ نہیں دیکھنا چاھتے کیونکہ یا تو وہ عجلت میں ھیں یا وہ عوامی پیمانے پر سماجی تبدیلیوں کے حالات کو عام طور پر نہیں سمجھتے۔ ''ھمیں پرانی ریاستی مشینری کو تباہ کرنے کا خیال تک نہ کرنا چاھئے، ھم بلاوزارتوں اور افسروں کے کیسے کام چلا سکتے ھیں،، — موقع‌پرست دلیل پیش کرتا ھے جو تنگ نظری سے لبریز ھے اور

جو دراصل نہ صرف انقلاب میں، انقلاب کی تخلیقی طاقت میں یقین رکھتا بلکہ اسکے مہلک خوف میں مبتلا ہے (جیسے ہمارے منشویک اور سوشلسٹ انقلابی اس سے ڈرتے ہیں)۔

''ہمیں صرف پرانی ریاستی مشینری تباہ کرنے کے متعلق سوچنا چاہئیے۔ پہلے کے پرولتاری انقلابوں کے ٹھوس سبقوں کی چھان‌بین کرنے اور یہ تجزیہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں کہ جو کچھ تباہ کیا گیا ہے اسکی جگہ پر کیا لایا جائے اور کیسے،،— انارکسٹ دلیل پیش کرتا ہے (درحقیقت بہترین انارکسٹ اور ویسے نہیں جو کروپوتکن اینڈ کمپنی کی تقلید کرتے ہوئے بورژوازی کے دم‌چھلے بن گئے ہیں)۔ اس لئے انارکسٹ کا طریقۂ‌کار بھی یاس آمیز بن جاتا ہے اور ٹھوس مسائل کو حل کرنے کا ایسا بے‌دھڑک جرأت‌آمیز انقلابی طریقۂ‌کار نہیں رہتا جو عوامی تحریک کے عملی حالات کا لحاظ کرتا ہے۔

مارکس ہمیں دونوں غلطیوں سے بچنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ ہمیں پوری پرانی ریاستی مشینری کو انتہائی بہادری کے ساتھ تباہ کرنے کے اقدام کی تعلیم دیتے ہیں اور ساتھ ہی وہ ہمیں سوال کو ٹھوس طور پر رکھنا سکھاتے ہیں: اسی طرح زیادہ وسیع جمہوریت فراہم کرنے اور نوکرشاہی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے فلاں فلاں باتیں رائج کرکے کمیون اس قابل ہوسکا تھا کہ وہ چند ہفتے کی مدت میں نئی، پرولتاری، ریاستی مشینری کی تعمیر شروع کردے۔ ہم کمیون‌والوں سے انقلابی بہادری کا سبق لیں گے، ہم ان کے عملی اقدامات سے عملی طور پر اہم اور فوری امکانی اقدامات کےلئے خاکہ حاصل کریں گے اور پھر اس رستے پر چل کر ہم نوکرشاہی کی مکمل تباہی تک پہنچ سکیں گے۔

اس تباہی کے امکان کی ضمانت اس سے ہوتی ہے کہ سوشلزم کام کے دن کو مختصر کردیگا، عوام کو نئی زندگی تک بلند کریگا، آبادی کی اکثریت کےلئے ایسے حالات پیدا کردیگا کہ ہر ایک بلا استثنا اس قابل ہو کہ ''ریاستی کام،، کرسکے اور اسکا نتیجہ عام طور پر ریاست کی ہر شکل کا مکمل طور پر مٹنا ہوگا۔

کاؤتسکی آگے چل کر کہتا ہے:

''... عوامی ہڑتال کا مقصد ریاستی اقتدار کو تباہ کرنا کبھی نہیں ہوسکتا۔ اسکا مقصد صرف یہ ہو سکتا ہے کہ کسی خاص مسئلے پر حکومت سے اپنی بات منوالے یا پرولتاریہ کی دشمن حکومت کو ایسی حکومت سے بدل دے جو اس سے آگے بڑھکر ملنے کو تیار ہو ((entgegenkommende)) - لیکن کبھی، کسی حالت میں بھی اسکا نتیجہ،، (یعنی دشمن حکومت پر پرولتاریہ کی فتح کا) ''ریاستی اقتدار کی بربادی نہیں ہوسکتا، اسکا نتیجہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ ریاستی اقتدار کے اندر طاقتوں کے توازن میں کچھ تبدیلی (Verschiebung) ہوجائے... اور ہماری سیاسی جدوجہد کا مقصد ماضی کی طرح اب بھی یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کرکے ریاستی اقتدار جیت لیں اور پارلیمنٹ کو حکومت سے بلند کر دیں،، (صفحات ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۳۲)۔

یہ تو خالص اور انتہائی ذلیل موقع‌پرستی ہے جو عمل میں انقلاب کی تردید کرتی ہے اور زبانی اسکو تسلیم کرتی ہے۔ کاؤتسکی کے خیالات اس ''حکومت،، سے آگے نہیں جاتے ''جو پرولتاریہ سے آگے بڑھکر ملنے کو تیار ہو،،۔ یہ بمقابلہ ۱۸۴۷ء کے تنگ‌نظری کی طرف پیچھے قدم ہے جب ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، نے اعلان کیا تھا: ''حکمراں طبقے کی حیثیت سے پرولتاریہ کی تنظیم،،۔

کاؤتسکی کو اپنا من‌بھاتا ''اتحاد،، شیڈمان، پلیخانوف اور وانڈرویلڈے کے ساتھ مل کر حاصل کرنا ہوگا جو پورے اتفاق کے ساتھ ایسی حکومت کےلئے جدوجہد کرنے کے حق میں ہیں ''جو پرولتاریہ سے آگے بڑھکر ملنے کو تیار ہو،،۔

اور ہم سوشلزم کے ان غداروں سے علحدہ ہوجائیں‌گے اور ساری پرانی ریاستی مشینری کی تباہی کےلئے جدوجہد کریں‌گے تاکہ مسلح پرولتاریہ خود حکومت بن‌سکے۔ یہ ''دو بڑی مختلف چیزیں ہیں،،۔

کاؤتسکی کو لیگین، ڈیوڈ، پلیخانوف، پوتریسوف، تسرےتیلی

اور چیرنوف جیسے لوگوں کی خوشگوار صحبت سے لطف‌اندوز ہونا پڑیگا جو ''ریاستی اقتدار کے اندر طاقتوں کے توازن میں کچھ تبدیلی،، کےلئے، ''پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کرنے،، کیلئے اور ''پارلیمنٹ کو حکومت سے بلند کرنے،، کےلئے جدوجہد کرنے کو پوری طرح راضی ہیں — یہ بہت ہی نیک مقصد موقع‌پرستوں کیلئے پوری طرح قابل قبول ہے اور جو ہر چیز کو بورژوا پارلیمانی ریپبلک کی حدود میں رکھتا ہے۔

ہم موقع‌پرستوں سے الگ ہوجائیں گے اور سارا طبقاتی شعور رکھنے والا پرولتاریہ بھی جدوجہد میں ہمارے ساتھ ہوگا، ''طاقتوں کا توازن تبدیل کرنے،، کیلئے نہیں بلکہ بورژوازی کا تختہ الٹنے کیلئے، بورژوا پارلیمانیت کو تباہ کرنے کےلئے، کمیون ٹائپ کی جمہوری ریپبلک کےلئے یا مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی ریپبلک کےلئے، پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹرشپ کےلئے۔

* * *

بین‌اقوامی سوشلزم میں کاؤتسکی سے دائیں ایسے رجحانات ہیں جیسے جرمنی میں ''سوشلسٹ ماہنامہ،، (۴۱) (لیگین، ڈیوڈ، کولب اور بہت سے دوسرے مع اسکینڈینیویا کے اسٹاؤننگ اور برانٹنگ کے)، فرانس اور بلجیم میں ژوریسیسٹ (۴۲) اور وانڈرویلڈے، اطالوی پارٹی (۴۳) کے دائیں بازو کے توراتی، تریویس اور دوسرے لوگ، برطانیہ میں فیبئن (۴۴) اور ''انڈپنڈنٹ،، (''انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی،، جو درحقیقت ہمیشہ لبرلوں کی محتاج رہی) (۴۵) اور اسی طرح کے لوگ۔ یہ سب حضرات جو پارلیمانی کام اور اپنی پارٹی کے پریس میں زبردست اور اکثر غالب رول ادا کرتے ہیں، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے صاف انکار کرتے ہیں اور کھلم کھلا موقع‌پرستی کی پالیسی پر گامزن ہوتے ہیں۔ ان حضرات کی نگاہ میں پرولتاریہ کی ''ڈکٹیٹرشپ،، جمہوریت کا ''تضاد،، ہے!! دراصل ان کے اور پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کے درمیان کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

اس صورت‌حال کو دیکھتے ہوئے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق‌بجانب ہیں کہ دوسری انٹرنیشنل یعنی اسکے سرکاری عہدےداروں

کی غالب اکثریت بالکل موقع پرستی میں دھنس گئی ہے ۔ کمیون کے تجربے کو نہ صرف فراموش کیا گیا ہے بلکہ اسکو مسخ بھی کیا گیا ہے ۔ عام مزدوروں کو یہی نہیں سمجھایا جاتا تھا کہ وہ وقت قریب آرہا ہے، جب ان کو میدان عمل میں آنا اور پرانی ریاستی مشینری توڑنا، اسکی جگہ پر نئی لانا اور اس طرح اپنی سیاسی حکمرانی کو سماج کی سوشلسٹ تنظیم نو کی بنیاد بنانا چاہئے ۔ ان کو اسکے برعکس سمجھایا جاتا تھا اور ''حصول اقتدار،، کو اس طرح پیش کیا جاتا تھا جو موقع پرستوں کیلئے ہزاروں فرار کے راستے چھوڑ دیتا تھا ۔

ریاست سے پرولتاری انقلاب کے تعلق کے سوال کو مسخ کرنا اور نظرانداز کرنا ایسے وقت میں زبردست رول ادا کر سکتا ہے جب ساسراجی رقابت کیوجہ سے توسیع شدہ فوجی مشینری رکھنےوالی ریاستیں فوجی عفریت بن گئی ہیں جو لاکھوں آدمیوں کو یہ مسئلہ طے کرنے کیلئے موت کے گھاٹ اتارنے لگی ہیں کہ آیا برطانیہ یا جرمنی، یہ یا وہ مالیاتی سرمایہ دنیا پر حکومت کرے ۔ *

---

* کتاب کا مسودہ اس طرح جاری رہتا ہے :

''ساتواں باب

۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں کا تجربہ

اس باب کے عنوان میں جس موضوع کا اظہار کیا گیا ہے وہ اتنا وسیع ہے کہ اس کے بارے میں جلدوں پر جلدیں لکھی جاسکتی ہیں اور لکھی جانی چاہئیں ۔ ظاہر ہے کہ اس پمفلٹ میں صرف تجربے کے سب سے اہم سبقوں کے بارے میں، جو ریاستی اقتدار کے تعلق سے انقلاب میں پرولتاریہ کے فرائض سے براہ راست متعلق ہیں، اپنے کو محدود کرنا پڑے گا ۔ ،، (یہاں پہنچ کر مسودے کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے ۔ ایڈیٹر)

پہلے ایڈیشن کے لئے پس لفظ

یہ پمفلٹ اگست اور ستمبر ۱۹۱۷ء میں لکھا گیا تھا۔ میں نے اگلے یعنی ساتویں باب ''۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں کا تجربہ،، کےلئے منصوبہ بنایا تھا۔ لیکن عنوان کے علاوہ مجھے اس باب کی ایک سطر بھی لکھنے کا وقت نہیں ملا: سیاسی بحران اسمیں ''خلل انداز،، ہوا — ۱۹۱۷ء کے اکتوبر انقلاب کی ابتدا۔ ایسی ''خلل اندازی،، صرف خوشگوار ہی ہو سکتی ہے لیکن پمفلٹ کا دوسرا حصہ (''۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں کا تجربہ،،) لکھنے کا کام غالباً طویل مدت کےلئے ملتوی کرنا پڑے گا۔ ''انقلاب کا تجربہ،، کرنا اسکے بارے میں لکھنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ خوشگوار اور کارآمد ہے۔

پیٹروگراد
۳۰ نومبر ۱۹۱۷ء

مصنف

اگست — ستمبر ۱۹۱۷ء میں
لکھا گیا۔ پہلے ایڈیشن کے دوسرے
باب کا تیسرا پیراگراف ۱۷ دسمبر
۱۹۱۸ء سے پہلے لکھا گیا۔
۱۹۱۸ء میں پیٹروگراد میں
اشاعت گھر ''ژیزن ای زنانیے،،
(''زندگی اور علم،،) نے
الگ کتاب میں شائع کیا۔

تشریحی نوٹ

۱ - لینن نے اپنی کتاب ''ریاست اور انقلاب،، اگست — ستمبر ۱۹۱۷ء میں لکھی تھی۔ ریاست کے مسئلے پر نظریاتی خیالات کو ترتیب دینے کی ضرورت کا اظہار لینن نے ۱۹۱۶ء کے دوسرے ہی حصے میں کیا تھا۔ اس وقت انھوں نے ''نوجوانوں کی بین اقوامی تنظیم،، کے عنوان سے جو چھوٹا مضمون لکھا تھا اس میں ریاست کے بارے میں بوخارین کی مارکس مخالف پوزیشن پر تنقید کرتے ہوئے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ریاست کے بارے میں مارکس‌ازم کی پوزیشن کے متعلق مضمون لکھیں گے۔ انھوں نے ا۔ م۔ کولنتائی کو اپنے ۱۷ فروری ۱۹۱۷ء کے خط کے ذریعہ مطلع کیا کہ ریاست کے بارے میں مارکس‌ازم کی پوزیشن کے متعلق تقریباً سارا مواد انھوں نے تیار کر لیا ہے۔ یہ مواد چھوٹی شکستہ تحریر میں ایک کاپی میں جمع کیا گیا تھا جس کا سرورق نیلا تھا اور اس پر عنوان تھا ''مارکس‌ازم ریاست کے بارے میں،،۔ اس میں مارکس اور اینگلس کی تصانیف سے حوالے جمع کئے گئے تھے اور کاؤتسکی، پانے کوک اور برنشٹائن کی کتابوں سے اقتباسات، لینن کے ملاحظات، ماخوذات اور تعمیمات کے ساتھ دئے گئے تھے۔

منصوبے کے مطابق ''ریاست اور انقلاب،، نامی کتاب کو سات ابواب پر مشتمل ہونا چاہئے تھا لیکن آخری ساتواں باب ''۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں کا تجربہ،، لینن نہیں لکھ سکے۔ صرف اس باب کے لئے جو تفصیلی تیاری

کی گئی تھی اس کا منصوبہ محفوظ رہ گیا۔ لینن نے اس کتاب کی اشاعت کے بارے میں اشاعت گھر کو ایک نوٹ لکھا جس میں کہا گیا تھا کہ اگر ان کو ''اس کے آخری حصے، ساتویں باب کے لکھنے میں زیادہ دیر ہو جائے یا یہ باب ضرورت سے زیادہ بڑا ہوجائے تو پہلے چھہ ابواب کو پہلے ایڈیشن کی طرح الگ سے چھاپ دیا جائے...،،

مسودے کے پہلے صفحے پر لینن نے مصنف کی حیثیت سے فرضی نام ''ف۔ ف۔ ایوانوفسکی،، دیا ہے۔ اس فرضی نام سے لینن اپنی کتاب چھپوانا چاہتے تھے ورنہ عارضی حکومت اس کو ضبط کر لیتی۔ یہ کتاب صرف ۱۹۱۸ء میں شایع ہو سکی اور فرضی نام کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۱۹ء میں شایع ہوا جس میں لینن نے دوسرے باب میں ایک نئے حصے کا ''۱۸۵۲ء میں مارکس نے مسئلے کو کس طرح پیش کیا،، کے عنوان سے اضافہ کیا۔ دوسرا صفحہ

۲ - فیبئن لوگ — فیبئن سوسائٹی (انگلستان کی اصلاح پرست تنظیم) کے ممبر جو ۱۸۸۴ء میں قائم کی گئی تھی۔ اسکو یہ نام روم کے جنرل فیبی میکسم (تیسری صدی ق۔ م) سے ملا۔ اس جنرل کا دوسرا نام ''کونکٹاتر،، بھی تھا جسکے معنی ھیں ''سست،، کیونکہ اس نے ھانیبال کے خلاف جنگ کرنے میں فیصلہ کن رویے سے منہ چرایا۔ اس سوسائٹی کے ممبر زیادہ‌تر بورژوا دانشوروں کے نمائندے — عالم، ادیب اور سیاسی کارکن (سڈنی اور بیاٹرس ویب، ریمزے میکڈانلڈ اور برنارڈ شا وغیرہ) تھے۔ وہ پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد اور سوشلسٹ انقلاب کی ضرورت کو نہیں مانتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ صرف چھوٹی چھوٹی اصلاحیں کرکے اور رفتہ رفتہ سماج کی نئی تشکیل کرکے سرمایہ‌دار نظام سے سوشلزم تک پہنچنے کا امکان ھے۔ لینن فیبئن‌ازم کی کردار نگاری ''انتہائی موقع پرست رجحان،، کی حیثیت سے کی ھے۔ ۱۹۰۰ء میں یہ سوسائٹی لیبر پارٹی میں مل گئی۔ ''فیبئن سوشلزم،، لیبر خیالات والوں کے نظریات کا ایک سرچشمہ ھے۔

پہلی عالمی جنگ کے برسوں (۱۹۱۴ — ۱۸ء) میں فیبئن خیالات کے لوگوں نے سوشل شاونزم کی پوزیشن اختیار کی۔ صفحہ ۵

۳ - سوشلسٹ انقلابی — روس کی پیٹی بورژوا پارٹی جو ۱۹۰۱ء کے آخر اور ۱۹۰۲ء کی ابتدا میں مختلف نرودنک گروپوں اور حلقوں کے اتحاد کی وجہ سے ظہور میں آئی۔ پہلی عالمی جنگ کے برسوں میں سوشلسٹ انقلابیوں کی اکثریت نے سوشل شاونزم کی پوزیشن اختیار کی۔

۱۹۱۷ء میں فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کی کامیابی کے بعد سوشلسٹ انقلابی منشویکوں کے ساتھ ملکر انقلاب دشمن بورژوا جاگیردار عارضی حکومت کے زبردست حامی تھے اور ان کے لیڈر (کیرینسکی، اوکسین تیف اور چیرنوف) اس حکومت میں شریک ہوئے۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے کسانوں کے اس مطالبے کی حمایت سے انکار کردیا کہ جاگیرداری کو ختم کردیا جائے اور اس کی حمایت کی کہ زمین پر جاگیرداروں کی ملکیت برقرار رہے۔ عارضی حکومت میں سوشلسٹ انقلابی وزرا نے ان کسانوں کے خلاف تعزیراتی دستے بھیجے جنھوں نے جاگیرداروں کی زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔

سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے بائیں بازو نے آخر نومبر ۱۹۱۷ء میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی الگ پارٹی قائم کرلی۔

غیرملکی جنگی مداخلت اور خانہ جنگی کے برسوں میں سوشلسٹ انقلابیوں نے انقلاب دشمن تباہ کن اقدامات کئے، سر گرمی کے ساتھ مداخلت کرنے والوں اور سفیدگارڈوں کی حمایت کی، انقلاب دشمن سازشوں میں حصہ لیا اور سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کے کارکنوں کے خلاف دہشت آمیز کارروائیاں منظم کیں۔ خانہ جنگی ختم ہونے کے بعد سوشلسٹ انقلابیوں نے اندرون ملک اور سفیدگارڈ تارکین وطن کے کیمپ سے مخاصمانہ سرگرمیاں جاری رکھیں۔ صفحہ ۱۱

۴ - منشویک — روسی سوشل ڈیموکریسی میں پیٹی بورژوا موقع پرست رجحان کے حامی، مزدور طبقے میں بورژوا اثرات لانے والے۔

منشویکوں نے اپنا نام اگست ۱۹۰۳ء کی روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس میں اس وقت سے پایا جبکہ وہ کانگرس کے آخر میں پارٹی کے مرکزی اداروں کے انتخابات کے موقع پر اقلیت میں رہ گئے اور انقلابی سوشل ڈیموکریٹ لینن کی قیادت میں اکثریت میں آئے۔ اس طرح بالشویک (اکثریت‌والے) اور منشویک (اقلیت والے) کے نام پڑے۔

منشویک بورژوازی کے ساتھ پرولتاریہ کے سمجھوتے کے خواہاں تھے اور مزدور تحریک میں موقع پرست لائن چلاتے تھے۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد منشویک سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ عارضی حکومت میں شامل ہو گئے، اس کی سامراجی پالیسی کی حمایت کی اور ابھرتے ہوئے پرولتاری انقلاب کے خلاف جدوجہد کی۔

اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد منشویک علانیہ طور پر انقلاب دشمن پارٹی ہو گئے، انہوں نے ایسی سازشوں اور بغاوتوں کی تنظیم کی اور ان میں حصہ لیا جن کا مقصد سوویت اقتدار کا خاتمہ تھا۔ صفحہ ۱۱

۵ - <u>قدیم قبائلی (یا جرگےوالی)</u> تنظیم — ابتدائی برادری کا نظام یا تاریخ انسانی میں پہلا سماجی معاشی نظام ہے۔ قبائلی برادری ان خونی رشتہ‌داروں کی جمعیت تھی جو خانہ‌داری اور سماجی تعلقات سے مربوط تھے۔ اس خاندانی نظام کے ارتقا میں دو دور آئے: مادرشاہی اور پدرشاہی۔ پدرشاہی کے آخری زمانے میں ابتدائی سماج طبقاتی سماج میں تبدیل ہو گیا اور ریاست نمودار ہوئی۔ ابتدائی برادری کے نظام میں پیداواری تعلقات کی بنیاد ذرائع پیداوار پر سماجی ملکیت اور سامان کی مساوی تقسیم تھی۔ یہ پیداواری طاقتوں کی ترقی کے نیچے معیار اور اس دور میں ان کے کردار سے بنیادی طور پر مطابقت رکھتی تھی۔ صفحہ ۱۲

۶ - <u>۱۶۱۸ء—۱۶۴۸ء کی تیس سالہ جنگ</u> — پہلی کل یورپی جنگ، جو یورپی ریاستوں کے مختلف گروہوں کے درمیان شدید تضاد کا نتیجہ تھی اور جس نے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک

لوگوں کے درمیان جدوجہد کی شکل اختیار کرلی۔ جرمنی اس جدوجہد کا خاص میدان اور فوجی لوٹ کھسوٹ اور جنگ کے شرکا کے قبضہ گیر دعوؤں کا نشانہ بنا۔ اس جنگ کا خاتمہ ۱۶۴۸ء میں ویسٹ‌فالین معاھدے سے ھوا جس نے جرمنی کے سیاسی انتشار کو اور زیادہ کر دیا۔ صفحہ ۲۶

۷ - گوتھا پروگرام — جرمنی کی سوشلسٹ لیبر پارٹی کا پروگرام جو ۱۸۷۵ء میں ان دو جرمن سوشلسٹ پارٹیوں کی گوتھا کانگرس میں منظور کیا گیا جو اس وقت تک الگ تھیں اور اس کانگرس میں متحد ھو گئیں۔ یہ پارٹیاں تھیں: ائیزیناخ والوں کی (جس کے رھنما ببیل اور و۔ لیبکنیخت تھے اور یہ مارکس اور اینگلس کے خیالات سے متاثر تھے) اور لاسال کے حامیوں کی (دیکھئے نوٹ نمبر ۲۸)۔ پروگرام میں بہت سے خیالات گڈمڈ تھے اور وہ موقع پرستانہ تھا کیونکہ انتہائی اھم مسائل پر ائیزیناخ والوں نے لاسال کے حامیوں کو بہت چھوٹ دے دی اور ان کے فارمولوں کو منظور کر لیا۔ کارل مارکس نے اپنی تصنیف ''گوتھا پروگرام کی تنقید'' اور اینگلس نے ببیل کے نام خط (۱۸ — ۲۸ مارچ ۱۸۷۵ء) میں گوتھا پروگرام کے مسودے پر شدید تنقید کی اور اس کو ۱۸۶۹ء کے ائیزیناخ والوں کے پروگرام کے مقابلے میں نمایاں طور پر پیچھے کی طرف قدم کہا۔ صفحہ ۲۷

۸ - انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی ابتدا میں بورژوا حکمراں حلقوں نے متعدد ملکوں میں مزدور تحریک میں تفرقہ ڈالنے اور کافی مطالبات مان کر پرولتاریہ کو انقلابی جدوجہد سے باز رکھنے کی غرض سے پیچیدہ چالیں چلیں۔ مثلاً رجعت پرست بورژوا حکومتوں میں سوشلسٹ پارٹیوں کے کچھ اصلاح پرست لیڈروں کو شرکت کا لالچ دیا۔ ۱۸۹۲ء میں برطانوی پارلیمنٹ میں جان برنس منتخب کیا گیا جو ''مزدور طبقے سے کھلی غداری کرنے والوں میں سے تھا جو وزارت کے منصب کے لئے بورژوازی کے ھاتھوں بک گئے تھے'' (لینن)۔ فرانس میں ۱۸۹۹ء میں ر۔ والدیک روسو کی بورژوا حکومت میں سوشلسٹ الیکساندر ایتین میلران

شامل ہوا اور بورژوازی کو اس کی پالیسی چلانے میں مدد دی۔ رجعت پرست بورژوا حکومت میں میلران کی شرکت نے فرانس کی مزدور تحریک کو سخت نقصان پہنچایا۔ لینن نے میلران‌ازم کو غداری اور ترمیم‌پرستی کہا۔ اٹلی میں بیسویں صدی کی ابتدا میں سوشلسٹ لیونید بیسولاتی، ایوانوئے بونومی وغیرہ حکومت سے تعاون کے کھلے کھلا حامی تھے۔ ان کو ۱۹۱۲ء میں سوشلسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا۔

پہلی عالمی جنگ کے دوران متعدد ملکوں کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے دائیں بازو کے موقع پرست لیڈروں نے کھلم کھلا سوشل شاونزم کی پوزیشن اختیار کی، اپنے ملکوں کی بورژوا حکومتوں میں شامل ہوئے اور ان کی پالیسی چلائی۔ صفحہ ۳۱

۹ - یہاں لینن کا مطلب روس میں ۲۷ فروری (۱۲ مارچ) ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب سے ہے جس کی وجہ سے مطلق‌العنان حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور بورژوا عارضی حکومت کی تشکیل ہوئی۔ صفحہ ۳۶

۱۰ - <u>کانسٹی‌ٹیوشنل (آئینی) ڈیموکریٹک پارٹی (کیڈیٹ)</u> — روس میں لبرل شاہ‌پرست بورژوازی کی یہ نمایاں پارٹی اکتوبر ۱۹۰۵ء میں قائم ہوئی۔ اس میں بورژوازی اور زمینداروں کے نمائندے اور بورژوا دانش‌ور شامل ہوئے۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران کیڈیٹوں نے سرگرمی کے ساتھ زارشاہی کی قبضہ‌گیر خارجہ پالیسی کی حمایت کی۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے زمانے میں انھوں نے شاہی حکومت کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ بورژوا عارضی حکومت میں رہنمائی کی پوزیشن حاصل کرکے کیڈیٹوں نے عوام‌دشمن، انقلاب‌دشمن سیاست کو جاری رکھا جو امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے سامراجیوں کے لئے کارآمد تھی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد کیڈیٹ سوشلسٹ اقتدار کے قطعی دشمن بن گئے، انھوں نے تمام مسلح انقلاب‌دشمن اقدامات اور مداخلت کرنے والوں کے حملوں میں شرکت کی۔ مداخلت کرنے والوں اور سفیدگارڈ

کی بربادی کے بعد بھی کیڈیٹوں نے وطن چھوڑ کر اپنی انقلاب دشمن سرگرمیاں بند نہیں کیں۔ صفحہ ۳٦

۱۱ - «Die Neue Zeit» ("نیا زمانہ") — جرمن سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی کا نظریاتی رسالہ جو اشٹوٹگارٹ سے ۱۸۸۳ء سے ۱۹۲۳ء تک نکلتا رہا۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء تک اس کا ایڈیٹر کاؤتسکی تھا اور اس کے بعد کونوف ایڈیٹر ہوا۔ اس رسالے میں پہلی بار مارکس اور اینگلس کی بعض تحریریں شایع ہوئیں۔ اینگلس نے اکثر اس کے ایڈیٹوریل بورڈ کو مشوروں کے ذریعہ مدد دی اور اس میں مارکس‌ازم سے گمراہی کے مضامین شایع ہونے پر اکثر نکتہ چینی کی۔ دسویں دہائی کے دوسرے حصے میں، اینگلس کی موت کے بعد اس رسالے میں برابر ترمیم‌پرستوں کے مضامین شایع ہونے لگے جن میں برنشٹائن کے مضامین کا سلسلہ "سوشلزم کے مسائل" بھی تھا۔ اس میں مارکس‌ازم پر ترمیم پرستی کا کھلا حملہ تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) عملی طور پر سوشل شاونسٹوں کی حمایت کرکے اس رسالے نے مرکزیت پرست پوزیشن اختیار کی۔ صفحہ ۴۰

۱۲ - یہاں "فرانسیسی — پروشیائی جنگ کے بارے میں بین‌اقوامی مزدور لیگ کی جنرل کونسل کی بین‌اقوامی مزدور لیگ کے یورپی اور امریکی ممبروں سے دوسری اپیل کا" ذکر ہے جو مارکس نے لندن میں ۹ — ٦ ستمبر ۱۸۷۰ء کو لکھی تھی۔ صفحہ ۴۳

۱۳ - "دیلو نارودا" — روزانہ اخبار جو سوشلسٹ انقلابیوں کا ترجمان تھا۔ اس نے کئی بار اپنا نام بدلا۔ یہ پیٹروگراد میں مارچ ۱۹۱۷ء سے جولائی ۱۹۱۸ء تک شایع ہوتا رہا۔ اس اخبار نے ملک کا دفاع کرنے اور سمجھوتہ کرنے کی پالیسی اختیار کی اور بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں شہر سمارا میں اس کے چار شمارے اور مارچ ۱۹۱۹ء میں ماسکو سے دس شمارے نکلے۔ اس اخبار کو اپنی انقلاب دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے بند کر دیا گیا۔ صفحہ ۵۵

۱۴ - هیروستراتی — یہ یونانی هیروسترات کے نام پر ہے جس نے ۳۵۶ قبل مسیح میں ایفیس میں آرتیمیدی کا مندر جلا دیا تاکہ اس کا نام مشہور ہو جائے۔ صفحہ ۶۰

۱۵ - ژیروندی — ۱۸ ویں صدی کے آخر میں فرانسیسی بورژوا انقلاب کے دور میں سیاسی بورژوا گروپ کا نام۔ ژیروندی اعتدال پرست بورژوازی کے مفادات کا اظہار کرتے تھے اور انقلاب وانقلاب‌دشمنی کے درمیان ڈانواں‌ڈول تھے۔ انھوں نے شاہی سے سودےبازی کا راستہ اختیار کیا۔ صفحہ ۶۳

۱۶ - بلانکیسٹ — فرانسیسی سوشلسٹ تحریک میں ایک رجحان کے نمائندے جسکے لیڈر نمایاں انقلابی اور فرانسیسی یوٹوپیائی کمیونزم کے ممتاز نمائندے لوئی آگسٹ بلانک (۱۸۰۵ء — ۱۸۸۱ء) تھے۔ انقلابی پارٹی کی سرگرمیوں کی جگہ مٹھی بھر خفیہ سازش کرنےوالوں کی کارروائیوں کو لے کر انھوں نے اس ٹھوس صورت حال کا اندازہ نہیں لگایا جو بغاوت کی فتح کے لئے ضروری ہوتی ہے اور عوام سے اپنا ناتہ توڑ لیا۔ صفحہ ۶۸

۱۷ - پرودھون کے حامی — پیٹی بورژوا کا غیرسائنسی اور مارکس‌ازم‌مخالف رجحان۔ اس کا نام فرانسیسی انارکسٹ پرودھون کے نام پر پرودھون‌ازم پڑا۔ پیٹی‌بورژوازی کی پوزیشن سے بڑی سرمایہ‌دارانہ ملکیت پر نکتہ‌چینی کرتے ہوئے پرودھون چھوٹی نجی ملکیت ہمیشہ کےلئے قائم رکھنے کے خواب دیکھتا تھا۔ اس نے ایسے ”عوامی“ اور ”تبادلے“ کے بینک قائم کرنے کی تجویز کی جنکی مدد سے مزدور گویا آلات پیداوار کی ملکیت حاصل کرکے دستکاریاں قائم کر سکیں اور اپنی پیداوار کی ”منصفانہ“ فروخت کی ضمانت پا سکیں۔ پرودھون پرولتاریہ کے تاریخی رول کو نہیں سمجھتا تھا اور اس نے طبقاتی جدوجہد، پرولتاری انقلاب اور پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کی مخالفت کی اور انارکسٹ پوزیشن اختیار کرکے ریاست کی ضرورت سے انکار کیا۔ مارکس اور اینگلس نے پرودھون کے حامیوں کی ان کوششوں کے خلاف جدوجہد کی کہ وہ اپنے خیالات میں پہلی انٹرنیشنل کو الجھائیں۔ مارکس نے اپنی

تصنیف ''فلسفے کا افلاس،، میں پرودھون‌ازم پر شدید نکتہ چینی کی۔ پہلی انٹرنیشنل میں مارکس، اینگلس اور ان کے حامیوں کی پرودھون‌ازم کے خلاف سخت جدوجہد کا نتیجہ پروھون‌ازم پر مارکس‌ازم کی مکمل فتح ہوا۔ صفحہ ٦٩

١٨ - یہاں مارکس کا مضمون ''سیاسی آزادہ روی،، (Indifferentism) اور اینگلس کا مضمون ''اختیار کے بارے میں،، پیش نظر ھیں جو دسمبر ١٨٧٣ء میں اٹلی میں «Almanacco Repubblicano per l'anno 1874» (١٨٧٤ء کی ریپبلکن جنتری) میں شایع ہوئے اور پھر ١٩١٣ء میں ان کا جرمن ترجمہ رسالہ «Die Neue Zeit» میں شایع ھوا۔ صفحہ ٦٩

١٩ - یہاں ذکر مارکس کے آرٹیکل ''سیاسی آزادہ روی،، کا ھے۔ صفحہ ٧٠

٢٠ - یہاں ذکر اینگلس کے آرٹیکل ''اختیار کے بارے میں،، کا ھے۔ صفحہ ٧١

٢١ - یہاں ذکر اینگلس کے آرٹیکل ''اختیار کے بارے میں،، کا ھے۔ صفحہ ٧٢

٢٢ - یہاں ذکر مارکس کی کتاب ''فلسفے کا افلاس،، کا ھے۔ صفحہ ٧٥

٢٣ - جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ایرفورٹ پروگرام اکتوبر ١٨٩١ء میں شہر ایرفورٹ کی کانگرس میں منظور کیا گیا۔ یہ پروگرام گوتھا پروگرام (١٨٧٥ء) کے مقابلے میں ایک قدم آگے کی طرف تھا۔ اس پروگرام کی بنیاد پیداوار کے سرمایہ‌دارانہ طریقے کی ناگزیر تباھی اور اس کی جگہ پر سوشلسٹ طریقے کے آنے کے بارے میں مارکس‌ازم کی تعلیم تھی۔ اس میں مزدور طبقے کی سیاسی جدوجہد پر زور دیا گیا تھا اور پارٹی کو اس جدوجہد میں رہنمائی کا رول دیا گیا تھا وغیرہ۔ لیکن ایرفورٹ پروگرام میں موقع‌پرستی کو سنگین چھوٹ بھی دی گئی تھی۔ ایرفورٹ پروگرام کے مسودے پر اینگلس نے اپنی تصنیف ''١٨٩١ء کے سوشل ڈیموکریٹک پروگرام کے مسودے پر تنقید،، میں نکتہ چینی کی۔ درحقیقت یہ ساری دوسری انٹرنیشنل کی موقع‌پرستی پر تنقید تھی۔ پھر

نوع جرمن سوشل ڈیمو کریسی کی قیادت نے پارٹی کے عام ممبروں سے اینگلس کی تنقید چھپائی اور ان کی اهم تحریر کو پروگرام کے آخری مسودے میں پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ لینن کے خیال میں سب سے بڑی خامی یہ تھی کہ ایرفورٹ پروگرام موقع پرستی کو بزدلانہ چھوٹ دیکر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے بارے میں خاموش رہا۔ صفحہ ۷۷

۲۴ - مزدور اور سوشلسٹ تحریک کے خلاف لڑنے کے لئے بسمارک کی حکومت نے ۱۸۷۸ء میں جرمنی میں سوشلسٹوں کے خلاف هنگامی قانون منظور کیا۔ اس قانون کے مطابق سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی کی ساری تنظیموں اور عام مزدوروں کی یونینوں اور مزدور پریس کو ممنوع قرار دیا گیا، سوشلسٹ ادب کو ضبط کر لیا گیا اور سوشلسٹ ڈیمو کریٹ جبر و تشدد اور جلاوطنی کا شکار هوئے۔ بهر نوع جبر وتشدد سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی کو نہیں توڑ سکا اور غیرقانونی صورت میں اس کی سرگرمیاں جاری رهیں۔ ملک کے باهر پارٹی کا مرکزی ترجمان اخبار ''سوشل ڈیمو کریٹ،، چھپتا رہا اور پارٹی کانفرنسیں باقاعدگی سے (۱۸۸۰ء، ۱۸۸۳ء اور ۱۸۸۷ء میں) هوتی رهیں۔ جرمنی میں خفیه طور سے تیزی کے ساتھ سوشل ڈیمو کریٹک تنظیموں اور گروپوں کا احیا هوا جن کی سربراه غیرقانونی مرکزی کمیٹی تھی۔ ساتھ هی پارٹی عوام سے روابط مضبوط کرنے کےلئے اپنے قانونی امکانات کو بھی استعمال کرتی رهی اور اس کا اثر بڑھتا گیا۔ ریشتاغ کے انتخابات میں سوشل ڈیمو کریٹوں کے حق میں ملنےوالے ووٹوں میں ۱۸۷۸ء سے ۱۸۹۰ء تک تین گنے سے زیادہ اضافه هوا۔ جرمن سوشل ڈیمو کریٹوں کو مارکس اور اینگلس نے بڑی مدد دی۔ ۱۸۹۰ء میں عوام اور بڑھتی هوئی مزدور تحریک کے دباؤ سے سوشلسٹوں کے خلاف هنگامی قانون مسترد کر دیا گیا۔ صفحه ۸۰

۲۵ - ''پراودا،، — بالشویکوں کا قانونی اور روزانه اخبار۔ اس کا پہلا شماره پیٹرسبرگ سے ۲۲ اپریل (۵ مئی) ۱۹۱۲ء کو نکلا تھا۔

لینن ''پراودا،، کے نظریاتی رهنما تھے۔ وہ تقریباً روزانہ اخبار میں لکھتے رهتے تھے، ایڈیٹوریل بورڈ کو هدایات دیتے تھے اور اس بات پر نظر رکھتے تھے کہ اخبار کی مجاهدانہ اور انقلابی اسپرٹ قائم رهے۔

''پراودا،، کے ایڈیٹوریل بورڈ پر پارٹی کا تنظیمی کام بڑی حد تک منحصر تھا۔ یہیں مقامی پارٹی یونٹوں کے نمائندے ملتے تھے، فیکٹریوں اور کارخانوں میں پارٹی کے کام کی رپورٹیں بھی یہاں آتی تھیں، یہیں سے پارٹی کی مرکزی اور پیٹرسبرگ کی کمیٹیاں پارٹی کی هدایات جاری کرتی تھیں۔

زارشاهی پولیس مستقل طور سے ''پراودا،، کے پیچھے پڑی رهتی تھی۔ ۸ (۲۱) جولائی ۱۹۱۴ء کو اخبار بند کردیا گیا۔

''پراودا،، ۱۹۱۷ء میں فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد پھر جاری کیا گیا۔

۵ (۱۸) مارچ ۱۹۱۷ء سے ''پراودا،، روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی مرکزی اور پیٹرسبرگ کمیٹیوں کے ترجمان کی حیثیت سے نکلنے لگا۔

پیٹروگراد آکر لینن بھی ادارتی عملے میں شامل ہو گئے اور ''پراودا،، نے بورژوا جمہوری انقلاب کو سوشلسٹ انقلاب میں تبدیل کرنے کےلئے لینن کے منصوبے کے مطابق جدوجہد شروع کر دی۔

جولائی — اکتوبر ۱۹۱۷ء میں انقلاب‌دشمن عارضی حکومت کے جبر وتشدد کی وجہ سے ''پراودا،، کو اپنا نام کئی بار بدلنا پڑا۔ وہ ''لیستوک پراودی،،، ''پرولتاری،،، ''ربوچی،، اور ''ربوچی پوت،، کے نام سے شایع هوا۔ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد ۲۷ اکتوبر (۹ نومبر) ۱۹۱۷ء سے یہ اخبار اپنے پہلے نام ''پراودا،، سے شایع هونے لگا۔ صفحہ ۸۵

۲۶ - کاوینیاک، لوئی ایژین — فرانسیسی جنرل اور رجعت پرست سیاسی کارکن - ۱۸۴۸ء کے فروری انقلاب کے بعد فرانس کی عارضی

حکومت کا وزیر جنگ مقرر ہوا۔ جون ۱۸۴۸ء میں فوجی ڈکٹیٹرشپ کا سربراہ ہوا اور انتہائی سختی کے ساتھ پیرس کے مزدوروں کی بغاوت کو کچل دیا۔ صفحہ ۸۶

۲۷۔ لینن نے اسکانی شرح تنخواہ کے جن اعداد کا حوالہ دیا ہے وہ ۱۹۱۷ء کے دوسرے نصف حصے کے کاغذی نوٹوں میں دئے گئے ہیں۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران روس میں کاغذی روبل کافی کم قیمت ہو گیا۔ صفحہ ۹۰

۲۸۔ لاسال والے — جرمن پیٹی بورژوا سوشلسٹ لاسال کے حامی اور پیرو اور کل جرمن مزدور یونین کے ممبر جو ۱۸۶۳ء میں لائپزگ کی مزدور انجمنوں کی کانگرس میں قائم کی گئی تھی ان بورژوا ترقی پسندوں کے خلاف جو مزدور طبقے پر اپنا اثر ڈالنا چاہتے تھے۔ اس یونین کے پہلے صدر، اس کے پروگرام کی تشکیل کرنے والے اور بنیادی طریقۂ کار بنانے والے لاسال تھے۔ عام حق رائے دہی کے لئے جدوجہد کل جرمن مزدور یونین کا سیاسی پروگرام تھا اور ریاست کی امداد سے قائم کی ہوئی پیداواری کام کرنے والے مزدوروں کی انجمنوں کا قیام اس کا معاشی پروگرام تھا۔ اپنی عملی سرگرمیوں میں لاسال والوں نے بسمارک کی عظیم طاقت والی پالیسی اور پروشیا کی قیادت کی حمایت کی۔ اینگلس نے ۲۷ جنوری ۱۸۶۵ء کو مارکس کو لکھا ''معروضی طور پر پروشیا والوں کے حق میں یہ مزدور تحریک کے ساتھ کمینہ پن اور غداری تھی''۔ مارکس اور اینگلس نے لاسال والوں کے نظرئیے، طریقۂ کار اور تنظیم کے اصولوں پر کئی بار سخت تنقید کی اور کہا کہ جرمنی کی مزدور تحریک میں یہ موقع پرستی کا رجحان ہے۔ صفحہ ۹۲

۲۹۔ شائی لاک — مشہور انگریز ڈرامہ نگار شیکسپیئر کی کامیڈی ''مرچنٹ آف وینس'' کا ایک کردار جو سخت اور سنگدل سود خور تھا۔ اس نے اپنے تمسک میں یہ بے رحمانہ شرط رکھی تھی کہ بروقت قرض ادا نہ ہونے پر وہ قرضدار کے جسم سے ایک پونڈ گوشت کاٹ لیگا۔ صفحہ ۱۱۲

۳۰۔ بورساک — مذہبی تعلیم گاہوں کے طالب علم جن کے رسوم روسی مصنف پومیالوفسکی نے اپنی تصنیف ''بورسا کے خاکے'' میں

لکھے ھیں - بورسا — زارشاھی روس میں مذھبی تعلیم گاھوں کی اقامت گاھیں - صفحہ ۱۱۳

۳۱ - پہلی انٹرنیشنل کی ھیگ کانگرس ۲ سے ۷ ستمبر ۱۸۷۲ء تک ھوئی - اس میں مارکس اور اینگلس نے شرکت کی - اس کانگرس کے ٦٥ مندوبین تھے اور ایجنڈے میں یہ مسائل تھے: (۱) جنرل کونسل کے اختیارات - (۲) پرولتاریہ کی سیاسی سرگرمی وغیرہ - کانگرس کی پوری کارروائی کے دوران باکونین کے حامیوں سے سخت جدوجہد رھی - کانگرس نے جنرل کونسل کے اختیارات وسیع کرنے کا فیصلہ کیا - ''پرولتاریہ کی سیاسی سرگرمی'' کے مسئلے پر کانگرس کے فیصلے میں کہا گیا تھا کہ پرولتاریہ کو سماجی انقلاب کی فتح کے لئے خود اپنی پارٹی منظم کرنی چاھئے اور اس کا عظیم فریضہ سیاسی اقتدار حاصل کرنا ھے - اس کانگرس میں باکونین اور گیلوم کو انٹرنیشنل سے نکال دیا گیا - صفحہ ۱۲۱

۳۲ - ''زاریا'' — مارکسی سائنسی سیاسی رسالہ ۱۹۰۱ء — ۱۹۰۲ء میں اشٹوٹگارٹ سے ''اسکرا'' اخبار کے ادارتی بورڈ سے قانونی طور پر شایع ھوتا رھا - یہ رسالہ بین الاقوامی اور روسی ترمیم پرستی پر نکتہ‌چینی کرتا تھا اور مارکس‌ازم کی نظریاتی بنیادوں کا حامی تھا - صفحہ ۱۲۳

۳۳ - یہاں ذکر دوسری انٹرنیشنل کی پانچویں بین الاقوامی کانگرس کا ھے جو ۲۳ سے ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ء تک پیرس میں ھوئی - بنیادی سوال ''سیاسی اقتدار کا حصول اور بورژوا پارٹیوں سے اتحاد'' پر جس کا تعلق والدیک — روسو کی رجعت پرست حکومت میں ملیران کی شرکت سے تھا، کانگرس کی اکثریت نے کاؤتسکی کی تجویز کو منظور کیا - تجویز میں کہا گیا تھا کہ ''انفرادی طور پر کسی سوشلسٹ کی بورژوا حکومت میں شرکت کو سیاسی اقتدار کے حصول کی نارمل ابتدا نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ اس کو کٹھن صورت حال سے جدوجہد کرنیکا مخصوص اور وقتی ذریعہ سمجھا جاسکتا ھے'' - بعد میں بورژوازی سے اپنے اتحاد کو صحیح قرار دینے کے لئے موقع

پرست اکثر قرارداد کی اس دفعہ کا حوالہ دیتے تھے۔ صفحہ ۱۲۳

۳۴ - برنشٹائن‌ازم — بین‌اقوامی سوشل ڈیموکریسی میں موقع پرست اور مارکس‌ازم دشمن رجحان جو ۱۹ ویں صدی کی آخر میں جرمنی میں پیدا ہوا اور برنشٹائن کے نام سے مشہور ہوا، جو انتہائی علانیہ طور پر ترمیم‌پرستی کا اظہار کرنے والا تھا۔ صفحہ ۱۲۴

۳۵ - دیکھئے مارکس کا ''لوئی بوناپارٹ کا ۱۸ واں بروسیر،،۔ صفحہ ۱۲۴

۳۶ - دیکھئے ''کمیونسٹ پارٹی کے مینی‌فیسٹو،، کے ۱۸۷۲ء کے جرمن ایڈیشن کےلئے مارکس اور اینگلس کا پیش‌لفظ۔ صفحہ ۱۲۵

۳۷ - دیکھئے مارکس کی تصنیف ''فرانس میں خانہ‌جنگی،،۔ صفحہ ۱۲۸

۳۸ - دیکھئے مارکس اور اینگلس۔ ''مرکزی کمیٹی کا کمیونسٹ یونین سے خطاب،،۔ صفحہ ۱۳۲

۳۹ - دیکھئے مارکس کی تصنیف ''فرانس میں خانہ جنگی،،۔ صفحہ ۱۳۵

۴۰ - یہاں سڈنی اور بیاٹریس ویب کی کتاب ''برطانوی ٹریڈیونین‌ازم کے نظرئے اور عمل،، نامی کتاب کا ذکر ہے۔ صفحہ ۱۳۶

۴۱ - ''سوشلسٹ ماہنامہ،، — («Sozialistische Monatshefte») — جرمن موقع‌پرستوں کا خاص ترجمان رسالہ اور بین اقوامی ترمیم‌پرستی کے ترجمانوں میں سے تھا۔ یہ برلن سے ۱۸۹۷ء سے ۱۹۳۳ء تک شایع ہوتا رہا اور پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران اس نے سوشل شاونسٹ رویہ اختیار کیا۔ صفحہ ۱۳۹

۴۲ - ژوریسیسٹ — فرانسیسی اور بین اقوامی سوشلسٹ تحریک کے ممتاز کارکن ژوریس کے حامی۔ ژوریس نے جمہوریت، عوام کی آزادیوں اور امن کے حق میں اور سامراجی ظلم و ستم اور قبضہ گیر جنگوں کے خلاف جدوجہد کی۔ پھر بھی ژوریس اور اس کے حامیوں نے مارکس‌ازم کے بنیادی اصولوں میں ترمیم کی کوشش کی۔ ژوریس کے حامیوں کا خیال تھا کہ سوشلزم کی فتح بورژوا سے پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے ذریعہ نہ ہوگی بلکہ ''جمہوری خیالات کے پروان چڑھنے،، کا نتیجہ ہوگی۔ وہ ظالم اور مظلوم کے درمیان طبقاتی امن کے پرچارک تھے اور کوآپریٹیو سسٹم کے پرودھونی دھوکے میں گرفتار

تھے - ان کا خیال تھا کہ سرمایہ‌داری کے حالات میں بھی کوآپریٹیو کی رفتہ رفتہ ترقی سے سوشلزم تک پہنچا جا سکے گا- ۱۹۰۲ء میں ژوریس کے حامیوں نے فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی بنائی جس کی پوزیشن اصلاح پرست تھی- ۱۹۰۵ء میں اس پارٹی نے فرانس کی گیدیسٹ سوشلسٹ پارٹی کے ساتھ ملکر واحد پارٹی بنائی جس کا نام فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی پڑا- لینن نے ژوریس اور اس کے حامیوں کے اصلاح پرست نظریات پر سخت تنقید کی- ژوریس کی امن کے لئے اور جنگ چھڑنے کے خطرے کے خلاف جدوجہد نے سامراجی بورژوا میں اس کے لئے نفرت پھیلا دی- پہلی عالمی جنگ چھڑنے سے پہلے ژوریس کو رجعت پرست پٹھوؤں نے قتل کر دیا-

پہلی عالمی جنگ کے دوران جب کہ فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کی قیادت ژوریس کے حامیوں کے ھاتھ میں تھی انھوں نے کھلم کھلا سامراجی جنگ کی حمایت کی اور سوشل شاونزم کی پوزیشن اختیار کی- صفحہ ۱۳۹

۴۳- اطالوی سوشلسٹ پارٹی ۱۸۹۲ء میں قائم کی گئی- اپنے قیام کے وقت سے ھی پارٹی کے اندر دو رجحانات یعنی موقع پرستی اور انقلابیت کے درمیان سخت نظریاتی جدوجہد شروع ھو گئی جو پارٹی کی پالیسی اور طریقہ کار کے بارے میں تھی- ۱۹۱۲ء میں ریجو ایمیلئی کی کانگرس میں بائیں بازو کے دباؤ سے اصلاح پرستوں (بونومی اور بیسولاتی وغیرہ) کو جو جنگ اور حکومت اور بورژوا سے تعاون کے سب سے زیادہ علانیہ طور پر حامی تھے پارٹی سے نکال دیا گیا- پہلی عالمی جنگ کی ابتدا سے اٹلی کی جنگ میں شرکت تک اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی نے جنگ کی مخالفت کی- اتحاد ثلاثہ کی طرف سے اٹلی کی جنگ میں شرکت (۱۹۱۵ء) کے بعد سے اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی میں تین نمایاں رجحان پیدا ھو گئے: (۱) دایاں بازو — جنگ کرنے والی بورژوازی کی مدد کے حق میں تھا- (۲) مرکزی بازو — پارٹی کی اکثریت کو متحد کرکے یہ نعرہ دے رہا تھا "جنگ میں شرکت نہ کرو اور توڑ پھوڑ نہ کرو،، اور

(۳) بایاں بازو — جنگ کے خلاف زیادہ قطعی رائے رکھتا تھا لیکن اس کے خلاف مسلسل جدوجہد کی تنظیمی کوششوں میں کامیاب نہ تھا۔ بائیں بازووالے سامراجی جنگ کو خانہ‌جنگی میں تبدیل کرنے اور قطعی طور پر اصلاح‌پرستوں اور بورژوازی سے تعاون کرنےوالوں سے الگ ہونے کی ضرورت کو نہیں سمجھتے تھے۔ ۱۹۱۴ء میں لوگانو میں اطالوی سوشلسٹوں نے سوئٹزرلینڈ کے سوشلسٹوں کے ساتھ مل کر کانفرنس کی اور زمروالڈ (۱۹۱۵ء) اور کین‌تال (۱۹۱۶ء) کی بین‌اقوامی سوشلسٹ‌کانفرنسوں میں سرگرمی سے حصہ لیا۔

۱۹۱۶ء کے آخر میں اطالوی سوشلسٹ پارٹی نے سوشل پسیفی‌ازم (Social Pacifism) کا راستہ اختیار کیا۔ صفحہ ۱۳۹

۴۴ - فیبئن - دیکھئے تشریحی نوٹ ۲ -

۴۵ - برطانوی انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی (Independent Labour Party) — ۱۸۹۳ء میں یہ اصلاح‌پرست تنظیم ''نئی ٹریڈ یونینوں،، کے لیڈروں نے ہڑتالوں کی بڑھتی ہوئی جدوجہد اور بورژوا پارٹیوں سے برطانوی مزدور طبقے کے چھٹکارے کی تحریک زور پکڑنے کے حالات میں بنائی۔ اس پارٹی میں ''نئی ٹریڈیونینوں،، اور متعدد پرانی ٹریڈیونینوں کے ممبر، دانش‌وروں اور پیٹی بورژوازی کے نمائندے شامل ہو گئے جو فیبئن لوگوں (Fabians) کے زیر اثر تھے۔ پارٹی کے لیڈر کیئر ہارڈی اور ریمزے میکڈانلڈ تھے۔ انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی نے اپنے وجود کے وقت سے ہی بورژوا اصلاح‌پرست پوزیشن اختیار کی، جدوجہد کی پارلیمانی شکل اور لبرل پارٹی کے ساتھ پارلیمانی سمجھوتوں کی طرف زیادہ توجہ کی۔ لینن نے لکھا کہ ''عمل میں یہ ہمیشہ بورژوازی پر تکیہ کرنےوالی موقع‌پرست پارٹی رہی ہے،،۔

پہلی عالمی جنگ کی ابتدا میں انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی نے جنگ کے خلاف ایک مینی‌فیسٹو شایع کیا لیکن جلد ہی اس نے سوشل شاونزم کی پوزیشن اختیار کر لی۔ صفحہ ۱۳۹

ناموں کا اشاریہ

— الف —

اسپینسر (Spenser)، هربرٹ (۱۸۲۰ — ۱۹۰۳ء) — برطانوی فلسفی، ماهر نفسیات وسماجیات۔ ثبوتی فلسفے کا نمایاں نمائندہ۔ وه ''سماج کا طبعی نظریه،، نامی تهیوری کے بانیوں میں سے تها۔ سماجی نابرابری کو منصفانه قرار دینے کی کوشش میں اس نے انسانی سماج کو جسم حیوانی سے مشابهت دی اور بقا کی جدوجهد کے حیاتیاتی نظرئے کو انسانی تاریخ سے جوڑ دیا۔ اسپینسر کے رجعت پرست فلسفیانه اور عمرانی خیالات نے اسکو برطانوی بورژوازی کا بهت هی مقبول نظریه‌داں بنا دیا۔ اسکی خاص تصنیف «System of Synthetic Philosophy» (۱۸٦۲ — ۹٦ء) هے۔ صفحه ۱۳

استرووے، پ۔ ب۔ (۱۸۷۰ — ۱۹۴۴ء) — روسی بورژوا ماهر معاشیات، صحافی اور آئینی جمهوری (کیڈیٹ) پارٹی کا ایک لیڈر۔ ۱۹ ویں صدی کی آخری دهائی میں وه ''قانونی مارکس‌ازم،، کا نمایاں علمبردار تها۔ اس‌نےمارکس کے معاشی اور فلسفیانه نظریات پر ''نکته چینی،، کی اور ان میں ''ترسیمات،، پیش کیں۔ اس بات کی کوشش کی که مارکس‌ازم اور مزدور تحریک کو بورژوا مفادات کےلئے استعمال کیا جا سکے۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد وه سوویت اقتدار کا سخت دشمن اور ورانگیل کی انقلاب دشمن حکومت کا ممبر رها۔ پهر انتقال وطن کر گیا۔ صفحه ۳٦

اسٹاؤننگ (Stauning)، توروالد آگسٹ ماری نوس (۱۸۷۳ء — ۱۹۴۲ء) — ڈنمارک کا ریاستی کارکن، ڈنمارک کے سوشل

ڈیموکریٹوں کے دائیں بازو اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک لیڈر اور صحافی۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ میں وہ سوشل شاونست تھا۔ ۲۰ — ۱۹۱۶ء میں ڈنمارک کی بورژوا حکومت میں وہ وزیر بےقلمدان تھا۔ بعد کو وہ سوشل ڈیموکریٹک حکومت اور بورژوا ریڈیکلوں اور دائیں بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں کی مخلوط حکومت کا سربراہ ہوا۔ صفحات ۵۴، ۱۳۹

اشٹرنر (Stirner)، ماکس (۱۸۰۶ء — ۱۸۵۶ء) — جرمن فلسفی، بورژوا انفرادیت اور انارکزم کا نظریہ‌دان۔ اس نے ۱۸۴۴ء میں اپنی کتاب «Der Einzige und sein Eigentum»(فرد اور اس کی ملکیت) میں اپنے نظریات پیش کئے۔ مارکس اور اینگلس نے اس پر متواتر نکتہ چینی کی۔ صفحہ ۱۲۱

اسکوبیلیف، م۔ ای۔ (۱۸۸۵ء — ۱۹۳۹ء) — ۱۹۰۳ء سے سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں منشویک کی حیثیت سے شریک رہا۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ میں اس نے مرکزیت پرست پوزیشن اختیار کی۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ پیٹروگراد سوویت کا نائب صدر، مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے پہلے اجلاس کا نائب صدر ہوا۔ مئی سے اگست ۱۹۱۷ء تک بورژوا عارضی حکومت میں وزیر محنت رہا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے منشویزم کو مسترد کر دیا۔ کوآپریٹیو انجمنوں کا کارکن رہا اور پھر غیر ملکی تجارت کی عوامی کمیساریت میں آگیا۔ صفحات ۱۸، ۵۵

اوکسین‌تیف، ن۔ د۔ (۱۸۷۸ء — ۱۹۴۳ء) — سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کا ایک لیڈر اور اس کی مرکزی کمیٹی کا ممبر۔ عالمی‌سامراجی جنگ کے دوران سخت سوشل شاونست بن گیا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد کسانوں کے مندوبین کی کل روس سوویت کی انتظامیہ کمیٹی کا صدر اور دوسری مخلوط عارضی حکومت میں وزیر داخلہ ہوا۔ بعد کو انقلاب دشمن ''روسی ریپبلک کی عارضی کونسل،، (پارلیمانی ادارہ) کا صدر رہا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد انقلاب دشمن بغاوتوں کے ناظموں میں سے تھا۔ صفحات ۱۸، ۵۵

اینگلس (Engels)، فریڈرک (۱۸۹۵ء — ۱۸۲۰ء) — سائنسی کمیونزم کے بانیوں میں سے تھے۔ وہ بین‌اقوامی پرولتاریہ کے معلم اور کارل مارکس کے دوست اور رفیق کار تھے۔ صفحات ۶، ۲۹ — ۹، ۳۵، ۳۸، ۴۳، ۹۷ — ۶۶، ۱۰۲، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۲۱، ۱۲۳ — ۱۲۵، ۱۲۹ — ۱۲۷، ۱۳۴

— ب —

باکونین، م۔ ا۔ (۱۸۷۶ء — ۱۸۱۴ء) — نرودازم اور انارکزم کا ایک نظریہ‌داں۔ ۱۸۴۰ء سے روس کے باہر رہا اور جرمنی میں ۱۸۴۸ — ۴۹ء کے انقلاب میں حصہ لیا۔ پہلی انٹرنیشنل میں آیا اور مارکس‌ازم کی سخت مخالفت کی۔ باکونین نے ہر طرح کی ریاست کو ماننے سے انکار کیا جن میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ بھی شامل تھی۔ وہ پرولتاریہ کے عالمی تاریخی رول کو نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے مزدور طبقے کی خودمختار سیاسی پارٹی بنانے کی کھلم کھلا مخالفت اور اس نظرئے کی حمایت کی کہ مزدور طبقے کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لینا چاہئے۔ ۱۸۷۲ء میں باکونین کو اپنی نفاق پھیلانے والی سرگرمیوں کی وجہ سے پارٹی سے نکال دیا گیا۔ صفحات ۶۱، ۷۶، ۱۲۱

براکے (Bracke)، ولہلم (۱۸۸۰ء — ۱۸۴۲ء) — جرمن سوشلسٹ، کتابوں کا پبلشر اور ڈیلر اور آئیزیناخ پارٹی (۱۸۶۹ء) کے بانیوں اور لیڈروں میں سے تھا۔ وہ پارٹی کے لٹریچر کے خاص اشاعت اور نشر کرنےوالوں میں سے تھا۔ صفحات ۷۴، ۹۵

برانٹنگ (Branting)، کارل یالمر (۱۹۲۵ء — ۱۸۶۰ء) — سویڈن کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اور دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں میں سے تھا اور موقع پرست تھا۔ ۱۸۸۷ء اور ۱۹۱۷ء کے دوران (وقفوں کے ساتھ) پارٹی کے مرکزی ترجمان اخبار «Socialdemokraten» (''سوشل ڈیموکریٹ'') کا ایڈیٹر اور ۱۸۹۷ء اور ۱۹۲۵ء کے درمیان ریکسداغ کا ممبر رہا۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سوشلسٹ شاونسٹ ہوگیا۔

۱۹۱۷ء میں اس نے ایڈین کی مخلوط لبرل سوشلسٹ حکومت میں شرکت کی اور سوویت روس کے خلافمسلح مداخلت کی حمایت کی۔ صفحات ۵۴، ۱۲۰

برنشٹائن (Bernstein)، ایڈورڈ (۱۸۵۰ء — ۱۹۳۲ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے انتہاپسند موقع پرست بازو اور دوسری انٹرنیشنل کا لیڈر، ترمیم‌پرستی اور اصلاح‌پرستی کا نظریہ‌داں۔ آٹھویں دھائی کے وسط سے اس نے سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۹ء تک جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے مرکزی ترجمان اخبار «Socialdemocraten» (''سوشل ڈیموکریٹ،،) کا ایڈیٹر رہا۔ ۹۸ — ۱۸۹۶ءمیں رسالہ «Die Neue Zeit» (''نیا زمانہ،،) میں اسکے مضامین کا سلسلہ ''سوشلزم کے مسائل،، چھپتا رہا جو بعد کو ایک علحدہ کتاب کی شکل میں ''سوشلزم کے لوازمات اور سوشل ڈیموکریسی کے فریضے،، کے نام سے شایع کیا گیا۔ اس میں انقلابی مارکس‌ازم کے فلسفیانہ، معاشی اور سیاسی اصولوں میں کھلم کھلا ترمیم کی کوشش کی گئی ہے۔ برنشٹائن کا کہنا تھا کہ سرمایہ‌داری میں مزدوروں کی معاشی حالت بہتر بنانے کےلئے اصلاحات کی جدوجہد مزدور تحریک کا خاص مقصد ہے۔ اس سلسلے میں اس نے یہ موقع پرستانہ فارمولا پیش کیا ''تحریک سب کچھ ہے، مختتم مقصد کچھ نہیں،،۔ عالمی سامراجی جنگ کے دوران اس نے مرکزیت پرست پوزیشن اختیار کی اور اپنے سوشل شاونزم کو بین‌اقوامیت کے جملوں کے پردے میں چھپانا چاہا۔ بعد کے برسوں میں بھی وہ سامراجی بورژوازی کی پالیسی کی حمایت کرتا رہا اور اکتوبر سوشلسٹ انقلاب اور سوویت ریاست پر حملے کئے۔ صفحات ۵۱، ۶۰، ۶۱، ۱۲۵ — ۱۲۳، ۱۲۸، ۱۳۷

بریشکو — بریشکوفسکایا، اے۔ ک۔ (۱۸۴۴ء — ۱۹۳۴ء) سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی ناظمہ اور لیڈر جو اس پارٹی کے انتہاپسند دائیں بازو کی ممبر تھی۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد اس نے عارضی حکومت کی حمایت کی۔ وہ سامراجی جنگ ''فتحیاب اختتام،، تک جاری رکھنے کی حامی تھی۔ اکتوبر

سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے سرگرمی کے ساتھ سوویت حکومت کی مخالفت کی۔ صفحہ ٥

بسمارک (Bismark)، آٹو ایڈورڈ لیوپولڈ (١٨٩٨ء — ١٨١٥ء) — پروشیا اور جرمنی کا ریاستی کارکن اور مدبر۔ بسمارک کا خاص مقصد چھوٹی مٹی ہوئی جرمن ریاستوں کو متحد کرنا اور یونکر پروشیا کی حکمرانی میں جرمنی کی متحدہ سلطنت بنانا تھا۔ جنوری ١٨٧١ء میں بسمارک جرمن سلطنت کا چانسلر ہوا اور بیس سال تک جرمنی کی ساری داخلہ و خارجہ پالیسی زمیندار — یونکروں کے مفادات کے لئے چلاتا رہا اور ساتھ ھی اس کے لئے بھی کوشاں رہا کہ یونکروں اور بڑی بورژوازی کے درمیان اتحاد ہو جائے۔ ١٨٧٨ء میں اس کے اصرار پر بنائے ہوئے سوشلسٹ دشمن ہنگامی قانون کے ذریعہ مزدور طبقے کی تحریک کا گلا گھونٹنے کی کوشش میں جب اس کو ناکامیابی ہوئی تو اس نے عوام کو فریب دینے والا سماجی قانون‌سازی کا پروگرام بنایا اور بعض درجوں کے مزدوروں کے لئے لازمی بیمے کا قانون نافذ کیا۔ بہرحال چھوٹی چھوٹی رعایتوں سے مزدور تحریک کو کمزور کرنے کی بسمارک کی کوشش ناکام ہوئی اور ١٨٩٠ء میں اس کو استعفا دینا پڑا۔ صفحہ ١٧

بوناپارٹ، لوئی — دیکھئے نپولین سوم۔

ببیل (Bebel)، آگسٹ (١٩١٣ء — ١٨٤٠ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی اور بین اقوامی مزدور تحریک کا ایک بہت ھی نمایاں کارکن۔ اپنی سیاسی سرگرمیاں ١٩ ویں صدی کی ساتویں دھائی کی ابتدا میں شروع کرکے پہلی انٹرنیشنل کا ممبر ہو گیا۔ ١٨٦٩ء میں اس نے و۔ لیبکنیخت کے ساتھ ملکر جرمن سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (آئیزیناخ والوں کی) کی بنیاد ڈالی اور متواتر ریشتاغ میں منتخب ہوتا رہا۔ دسویں دھائی اور بیسویں صدی کی ابتدا میں اس‌نے جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی صفوں میں اصلاح پرستی اور ترمیم‌پرستی کی مخالفت کی۔ برنشٹائن کے پیرووٴں کے خلاف اس کی تقریروں کو لینن ''مارکسی نظریات کے دفاع اور مزدوروں کی

پارٹی کے حقیقی سوشلسٹ کردار کے لئے جدوجہد کا نمونہ،، خیال کرتے تھے۔ صفحات ۷۰ — ۷۳، ۷۷، ۹۵، ۱۰۲

بیسولاتی (Bissolati)، لیوند (۱۸۵۷ء — ۱۹۲۰ء) — اطالوی سوشلسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھا اور اس کے شدید دائیں اصلاح پرست بازو کا لیڈر۔ ۱۹۱۲ء میں اس کو اطالوی سوشلسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا اور اس نے ''سماجی اصلاح پرست پارٹی ،، بنالی۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سوشل شاونسٹ رہا اور اتحاد ثلاثہ کے ساتھ جنگ میں اٹلی کی شرکت کی وکالت کرتا تھا۔ ۱۹۱۶ء اور ۱۹۱۸ء کے درمیان وہ وزیر بے قلمدان تھا۔ صفحہ ۴۵

— پ —

پالچینسکی، پ۔ ای۔ (سال انتقال ۱۹۳۰ء) — انجنیر جس نے ''پرودا‌وگول،، نامی سینڈیکیٹ منظم کیا۔ وہ بینکوں کے حلقوں سے گہرے تعلقات رکھتا تھا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ بورژوا عارضی حکومت میں وزیر تجارت وصنعت ہو گیا۔ اس نے صنعت‌کاروں کی طرف سے کی ہوئی توڑ پھوڑ منظم کی اور جمہوری تنظیموں کے خلاف جدوجہد کرتا رہا۔ صفحہ ۱۸

پانےکوک (Panneckock)، انتونی (۱۸۷۳ء — ۱۹۶۰ء) ہالینڈ کا سوشل ڈیموکریٹ۔ ۱۹۱۰ء سے بائیں بازو کے جرمن سوشل ڈیموکریٹوں سے اس کے قریبی تعلقات تھے۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ انٹرنیشنلسٹ رہا۔ اس نے بائیں بازو کے زمروالڈ کے نظریاتی ترجمان رسالے «Vorbote» (''پیش گو،،) کی اشاعت میں حصہ لیا۔ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیان وہ ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کا ممبر رہا اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کے کام میں حصہ لیا۔ وہ انتہاپسند بائیں بازو کے گروہ‌بندانہ خیالات رکھتا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں پانےکوک نے کمیونسٹ پارٹی چھوڑ دی اور جلد ھی سیاسی سرگرمیوں سے الگ ہو گیا۔ صفحات ۱۳۰ — ۱۳۲، ۱۳۶

پرودھون (Proudhon)، پیئر ژوزیف (۱۸۰۸ء — ۱۸۶۵ء) — فرانسیسی صحافی، ماہر معاشیات و سماجیات، پیٹی بورژوازی کا نظریہ‌داں اور انارکزم کے بانیوں میں سے تھا۔ صفحات ۶۰، ۷۴، ۱۲۱، ۱۲۳

پلیخانوف، گ۔ و۔ (۱۸۵۶ء — ۱۹۱۸ء) — روسی اور بین‌اقوامی مزدور تحریک کا نمایاں کارکن اور روس میں مارکس‌ازم کا پہلا پرچارک۔ ۱۸۸۳ء میں پلیخانوف نے پہلی روسی مارکسی تنظیم جنیوا میں ''محنت کی نجات کا گروپ'' کے نام سے بنائی۔ اس نے نرودازم اور بین‌اقوامی مزدور تحریک میں ترمیم پرستی کے خلاف جدوجہد کی۔ موجودہ صدی کی ابتدا میں وہ اخبار ''اسکرا'' اور رسالہ ''زاریا'' کے ایڈیٹوریل بورڈ میں تھا۔

۱۸۸۳ء اور ۱۹۰۳ء کے درمیان پلیخانوف نے متعدد تصانیف کیں جنھوں نے مادی دنیا کے نظرئے کے دفاع اور اشاعت میں بڑا رول ادا کیا۔ بہر حال اس وقت بھی اس نے کئی سنگین غلطیاں کیں جو آئندہ اس کے منشویک خیالات کی بنیاد بنیں۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس کے بعد پلیخانوف نے موقع پرستی کی طرف صلح‌جویانہ رویہ اختیار کیا اور پھر منشویکوں میں شامل ھوگیا۔ پہلے روسی انقلاب کے دوران اس نے تمام بڑے بڑے مسائل پر منشویکوں کی حمایت کی۔ ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ میں اس نے سوشل شاونسٹ پوزیشن اختیار کی۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا ڈیموکریٹک انقلاب کے بعد وطن واپس آکر اس‌نے بالشویکوں اور سوشلسٹ انقلاب کی اس خیال سے مخالفت کی کہ روس میں سوشلزم کی طرف عبور کرنے کے لئے پختگی نہیں ھے۔ اس‌نے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی طرف منفی رویہ اختیار کیا لیکن سوویت اقتدار کے خلاف نہیں لڑا۔ صفحات ۵، ۴۳، ۵۳، ۶۱، ۱۲۱ — ۱۲۰، ۱۳۹

پوتریسوف، ا۔ ن۔ (۱۸۶۹ء — ۱۹۳۴ء) — منشویکوں کا لیڈر۔ ۱۹۱۴ء — ۱۸ کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سوشل شاونسٹ ھو گیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے انتقال وطن کر لیا۔ صفحات ۵، ۱۳۹

پوسیالوفسکی، ن - گ - (۱۸۶۳ء — ۱۸۳۰ء) — روسی جمہوری مصنف - اپنی تصانیف میں اس نے روس کے مطلق العنان — نوکر شاہی نظام، تشدد اور سن‌سانی حکومت پر حملے کئے ھیں - صفحہ ۱۱۳

— ت —

تریویس (Treves)، کلاؤدیو (۱۹۳۳ء — ۱۸۶۸ء) — اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی کا ایک اصلاح پرست لیڈر - ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران سر کزیت پرست رہا - اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی طرف مخاصمانہ رویہ اختیار کیا - اطالوی سوشلسٹ پارٹی میں نفاق (۱۹۲۲ء) کے بعد وہ اصلاح پرست Unitarian سوشلسٹ پارٹی کا ایک لیڈر ھوا - صفحہ ۱۴۰

تسرےتیلی، ای - گ - (۱۹۵۹ء — ۱۸۸۲ء)—منشویک لیڈر، ۱۹۱۴ء— ۱۹۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران سر کزیت‌پرست ھو گیا - فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ بورژوا عارضی حکومت میں وزیر ڈاک‌وتار اور جولائی کے واقعات کے بعد وزیر داخلہ ھوا اور بالشویکوں پر جبر و تشدد منظم کیا - اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد وہ جارجیا میں انقلاب‌دشمن منشویک حکومت کا لیڈر بنا - جارجیا میں سوویت اقتدار کی فتح کے بعد انتقال وطن کر گیا - صفحات ۵، ۱۸، ۵۵، ۸۶، ۹۱، ۱۱۳، ۱۳۹

توراتی (Turati)، فیلیپو (۱۹۳۲ء — ۱۸۵۷ء) — اٹلی کی مزدور تحریک کا کارکن، اطالوی سوشلسٹ پارٹی (۱۸۹۲ء) کا ایک ناظم اور اس کے دائیں، اصلاح پرست بازو کا لیڈر- ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران سر کزیت‌پرست ھو گیا - وہ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے خلاف تھا - اطالوی سوشلسٹ پارٹی میں نفاق (۱۹۲۲ء) کے بعد اصلاح پرست Unitarian سوشلسٹ پارٹی کا سربراہ ھو گیا اور ۱۹۲۶ء میں وہ فسطائی اٹلی سے فرانس منتقل ھو گیا - صفحہ ۱۴۰

توگان — برانوفسکی، م۔ ای۔ (۱۹۱۹ء — ۱۸۶۵ء) — روسی بورژوا ماہر معاشیات۔ ۱۹ ویں صدی کی آخری دہائی میں وہ ''قانونی مارکس‌ازم،، کا علمبردار تھا۔ ۷۔ ۱۹۰۵ء کے انقلابی دور میں آئینی جمہوری (کیڈیٹ) پارٹی کا ممبر تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے یوکرین میں انقلاب‌دشمن کارروائیاں کیں۔ صفحہ ۱۰۸

— چ —

چیرنوف، و۔ م۔ (۱۹۵۲ء — ۱۸۷۶ء) — سوشلسٹ انقلابی پارٹی کا ایک لیڈر اور نظریہ‌داں۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں وہ بائیں بازو کے خیالات کا اظہار محض زبانی کرتا رہا لیکن حقیقت میں اس‌نے سوشلسٹ شاونست پوزیشن اختیار کی۔ ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت میں وزیر زراعت تھا۔ اس نے ان کسانوں کے خلاف جنھوں نے بڑے بڑے جاگیرداروں کی زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا ظالمانہ زوروظلم کے طریقے استعمال کئے۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس‌نے بغاوتیں منظم کیں۔ وہ ۱۹۲۰ء میں انتقال وطن کر گیا اور بیرون ملک سے اپنی سوویت‌دشمن سرگرمیاں جاری رکھیں۔ صفحات ۵، ۱۸، ۵۶، ۹۱، ۱۱۴، ۱۳۹

— ڈ —

ڈیورنگ (Dühring)، ایوگینی (۱۹۲۱ء — ۱۸۳۳ء) — جرمن فلسفی، ماہرمعاشیات اور پیٹی بورژوا نظریہ‌داں۔ صفحہ ۲۶

ڈیوڈ (David)، ایڈورڈ (۱۹۳۰ء — ۱۸۶۳ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹک‌پارٹی کے دائیں بازو کا ایک لیڈر اور ترمیم پرست تھا۔ وہ پیشے کے لحاظ سے ماہر معاشیات تھا۔ ڈیوڈ جرمن موقع پرستوں کے رسالے «Sozialistische Monatshefte» (''سوشلسٹ ماہنامہ،،) کے بانیوں میں سے تھا۔ ۱۹۰۳ء سے وہ ریشتاغ کا ممبر ہوا۔ وہ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ میں سوشل شاونست رہا۔ صفحات ۵، ۵۴، ۱۴۰ — ۱۳۹

رادیک، ک۔ ب۔ (۱۸۸۵ء — ۱۹۳۹ء) — ۱۹ ویں صدی کی آخری دھائی کی ابتدا سے گالیشیا، پولینڈ اور جرمنی کی سوشل ڈیمو کریٹک تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیتا رہا اور بائیں بازو کے جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی اشاعتوں کے لئے لکھتا رہا۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ میں اس نے انٹرنیشنلسٹ کی پوزیشن اختیار کی لیکن سرکزیت پرستی کی طرف ڈگمگاتا رہا۔ قوموں کے حق خود اختیاری کے بارے میں اس نے غلط پوزیشن اختیار کی۔ ۱۹۱۷ء میں بالشویک پارٹی میں آیا اور معاهدۂ بریست کے موقع پر "بائیں بازو کا کمیونسٹ" ہو گیا۔ ۱۹۲۷ء کی سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۵ ویں کانگرس نے اس کو پارٹی سے نکال دیا کیونکہ وہ ۱۹۲۳ء سے تروتسکی‌والے مخالف گروپ کا سرگرم کارکن رہا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں وہ پارٹی میں بحال کیا گیا اور ۱۹۳۶ء میں پھر پارٹی دشمن سرگرمیوں کے‌لئے نکالا گیا۔ صفحہ ۱۳۱

روبانووچ، ای ۔ ا۔ (۱۸۶۰ء — ۱۹۲۰ء) — سوشلسٹ انقلابیوں کا لیڈر اور انٹرنیشنل سوشلسٹ بیورو کا ممبر۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ میں سوشل شاونسٹ تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے سوویت اقتدار کی مخالفت کی۔ صفحہ ٥

روسانوف، ن۔ س۔ (سال پیدائش ۱۸۵۹ء) — صحافی، پہلے نرودنک تھا، پھر سوشلسٹ انقلابی ہوگیا۔ تارک وطن کی حیثیت سے اس کی ملاقات فریڈرک اینگلس سے ہوئی۔ ۱۹۰۵ء میں وہ روس واپس آیا اور کئی سوشلسٹ انقلابی اخباروں کا ایڈیٹر رہا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے انتقال وطن کر لیا۔ صفحہ ۵٦

ریناڈیل (Renaudel) پیئر، (۱۸۷۱ء — ۱۹۳۵ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کا ایک اصلاح پرست لیڈر۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ میں وہ سوشل شاونسٹ تھا۔ ۱۹۲۷ء میں سوشلسٹ پارٹی کی قیادت سے علحدہ ہو گیا اور ۱۹۳۳ء میں پارٹی سے نکال

دیا گیا۔ بعد کو اس نے ایک چھوٹا سا نیا سوشلسٹ گروپ قائم کیا۔ صفحات ۵۰،۴۵

— ز —

زین زینوف، و۔ م۔ (سال پیدائش ۱۸۸۱ء) — سوشلسٹ انقلابی پارٹی کا لیڈر اور اس کی مرکزی کمیٹی کا ممبر۔ اس نے ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ میں ''دفاع وطن،، کے طریقۂ کار کی وکالت کی۔ ۱۹۱۷ء میں پیٹروگراد سوویت کی انتظامیہ کمیٹی کا ممبر رہا اور بورژوازی کے ساتھ بلاک بنانے کی حمایت کی۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے ترجمان اخبار ''دیلو نارودا،، کے ایڈیٹروں میں سے تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد وہ سوویت اقتدار کا دشمن ہو گیا اور روس سے انتقال وطن کر گیا۔ صفحہ ۵٦

— ژ —

ژوریس (Jaures) ژاں (۱۸۵۹ء — ۱۹۱۴ء) — فرانسیسی اور بین اقوامی سوشلسٹ تحریک کا ممتاز کارکن اور مؤرخ۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۹ء تک، ۱۸۹۳ء سے ۱۸۹۸ء تک اور ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۴ء تک فرانسیسی پارلیمنٹ کا ممبر رہا اور پارلیمانی سوشلسٹ گروپ کے لیڈروں میں سے تھا۔ ۱۹۰۴ء میں اس نے «L'Humanite» اخبار (''انسانیت،،) کی بنیاد ڈالی اور آخر زندگی تک اس کا ایڈیٹر رہا۔ ژوریس نے جمہوریت، عوام کی آزادیوں اور امن کی حمایت اور سامراجی ظلم وستم اور قبضہ گیر جنگوں کی مخالفت کی۔ اسکو یقین تھا کہ صرف سوشلزم ھی ہمیشہ کےلئے جنگوں اور نوآبادیاتی ظلم وستم کو ختم کر سکتا ھے۔ لیکن ژوریس کا خیال تھا کہ سوشلزم کی فتح بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کی جدوجہد سے نہیں بلکہ ''جمہوری نظرئے کے پروان چڑھنے سے ہوگی،،۔ لینن نے ژوریس کے اصلاح پرست خیالات پر کڑی نکتہ‌چینی کی جو اس کو موقع پرستی کی طرف لے جا رہے تھے۔

ژوریس کی امن حق میں اور جنگ کے بڑھتے ہوئے خطرے کے خلاف جدوجہد نے سامراجی بورژوا میں اس کی طرف سے نفرت کی

آگ بھڑکا دی اور ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ شروع ہونے سے قبل رجعت‌پرستوں کے گرگوں نے اس کو قتل کر دیا۔ صفحہ ۱۲۳

— س —

سامبا (Sembat)، مارسیل (۱۹۲۲ء — ۱۸۶۲ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کا ایک اصلاح‌پرست لیڈر اور صحافی۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ میں سوشل شاونسٹ تھا۔ اگست ۱۹۱۴ء سے ستمبر ۱۹۱۷ء تک فرانس میں سامراجی حکومت ”برائے قومی دفاع،، میں پبلک خدمات کا وزیر رہا۔ فروری ۱۹۱۵ء میں لندن میں اس نے اتحاد ثلاثہ کے ملکوں کے سوشلسٹوں کی کانفرنس میں شرکت کی جس کا مقصد ان کو سوشل شاونسٹ پلیٹ‌فارم پر متحد کرنا تھا۔ صفحات ۵۴، ۵۶

— ش —

شیئدمان (Scheidemann)، فلیپ (۱۹۳۹ء — ۱۸۶۵ء) — جرمن سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی کے انتہاپرست موقع پرست دائیں بازو کے لیڈروں میں سے تھا۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سخت سوشل شاونسٹ رہا۔ جرمنی کے نومبر ۱۹۱۸ء کے انقلاب کے دوران وہ نام‌نہاد ”عوامی نمائندوں کی کونسل،، کا ممبر تھا جس میں اس نے اسپارٹاک گروپ کے ممبروں کے خلاف غارت گر ایجی‌ٹیشن کی ہمت‌افزائی کی۔ فروری سے جون ۱۹۱۹ء تک وہ ویئمار ریپبلک کی مخلوط حکومت کا سربراہ رہا۔ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیان وہ جرمن مزدور تحریک کو ظالمانہ طور پر کچلنے‌والوں میں سے تھا۔ بعد کو وہ سیاسی سرگرمیوں سے دست‌بردار ہو گیا۔ صفحات ۵، ۵۴، ۵۶، ۱۳۹

— ک —

کاؤتسکی (Kautsky)، کارل (۱۹۳۸ء — ۱۸۵۴ء) — جرمن سوشل ڈیمو کریٹوں اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک لیڈر۔ پہلے وہ مارکسی تھا۔ پھر غدار ہوگیا۔ وہ مرکزیت پرستی (کاؤتسکی‌ازم)

کا نظریہ‌داں تھا جو موقع‌پرستی کی خاص طور سے خطرناک اور مضرت رساں قسم تھی۔ کاؤتسکی جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کے نظریاتی رسالے «Die Neue Zeit» (''نیا زمانہ'') کا ایڈیٹر تھا۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران اس نے مرکزیت پرستی (centrist) پوزیشن اختیار کی جس میں اس نے سوشل شاونزم کو چھپانے کے لئے بین‌اقوامیت کا پردہ استعمال کیا۔ اس‌نے رجعت‌پرست ''مہاسامراج'' (Ultra-imperialism) کا نظریہ ایجاد کیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے علانیہ پرولتاری رنقلاب، مزدور طبقے کی ڈکٹیٹرشپ اور سوویت اقتدار پر حملے کئے۔ صفحات ۶، ۱۲، ۱۷، ۳۴، ۴۱، ۵۳، ۶۱، ۷۶، ۸۷، ۱۲۰، ۱۲۱ — ۱۳۶، ۱۴۰ — ۱۳۹

کروپوتکن، پ۔ ا۔ (۱۸۴۲ء — ۱۹۲۱ء) — انارکزم کا ایک بڑا کارکن اور نظریہ‌داں۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران وہ شاونست تھا۔ بہت برسوں کی سیاسی جلاوطنی کے بعد ۱۹۱۷ء میں وہ روس واپس آیا۔ حالانکہ واپسی کے بعد بھی اس کے بورژوا خیالات قائم رہے لیکن ۱۹۲۰ء میں اس نے یورپی مزدوروں کے نام ایک خط شایع کیا جس میں اس‌نے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی تاریخی ضرورت کو تسلیم کیا اور مزدوروں سے اپیل کی کہ وہ سوویت روس کے خلاف مسلح مداخلت کو روکیں۔ صفحات ۱۱۴، ۱۳۸

کورنیلسن (Cornelissen)، کرسٹیان — ہالینڈ کا ایک انارکسٹ اور کروپوتکن کا پیرو۔ اس نے مارکس‌ازم کی مخالفت کی۔ ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ میں وہ شاونست رہا۔ صفحہ ۱۱۴

کوگیلمان (Kugelman)، لیودویگ (۱۸۳۰ء — ۱۹۰۲ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ اور کارل مارکس کا دوست۔ اس نے ۱۸۴۸ — ۴۹ء کے جرمنی کے انقلاب میں حصہ لیا اور پہلی انٹرنیشنل کا ممبر تھا۔ صفحہ ۴۵

کولب (Kolb)، ولہلم (۱۸۷۰ء — ۱۹۱۸ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ، انتہاپسند موقع‌پرست اور ترمیم پرست، (''عوام کا دوست'') «Volksfreund» کا ایڈیٹر۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران وہ سوشل شاونست رہا۔ صفحہ ۱۴۰

کیرینسکی، ا۔ ف۔ (۱۸۸۱ء — ۱۹۷۰ء) — سوشلسٹ انقلابی۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ وزیر انصاف، وزیرجنگ اور وزیر بحریہ رہا اور بعد کو عارضی حکومت کا وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف ہوا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس‌نے سرگرمی کے ساتھ سوویت حکومت کے خلاف جنگ کی اور ۱۹۱۸ء میں ملک کے باہر بھاگ گیا۔ صفحات ۱۷، ۸۵

— گ —

گراو (Grave)، ژاں (۱۸۵۴ء — ۱۹۳۹ء) — فرانسیسی پیٹی بورژوا سوشلسٹ اور انارکزم کے نظریہ‌دانوں میں سے تھا۔ بیسویں صدی کی ابتدا میں اس نے انارکسٹ — سنڈیکالسٹ پوزیشن اختیار کی اور پہلی عالمی جنگ میں سوشل شاونسٹ رہا۔ صفحہ ۱۱۴

گے، الیکساندر (۱۸۷۹ء — ۱۹۱۹ء) — روسی انارکسٹ جس نے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کی حمایت کی۔ صفحہ ۱۱۳

گید (Guesde)، ژول (بازیل، سیتھیو) — (۱۸۴۵ء — ۱۹۲۲ء) — فرانسیسی سوشلسٹ تحریک اور دوسری انٹرنیشنل کا لیڈر اور ناظم۔ ۱۹۰۱ء میں گید اور اس کے پیروؤں نے فرانس کی سوشلسٹ پارٹی قائم کی جو ۱۹۰۵ء میں اصلاح‌پرست فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی میں ضم ہو گئی اور متحد فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی بنائی گئی۔ گید نے فرانس میں مارکسی خیالات پھیلانے اور سوشلسٹ تحریک کو ترقی دینے کے لئے بہت کچھ کیا۔

دائیں بازو کے سوشلسٹوں کی پالیسی سے لڑتے ہوئے نظریاتی اور طریقۂ‌کار کے مسائل دونوں میں گید نے گروہ‌بندی کے طریقے استعمال کرکے غلطیاں کیں۔ جب ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ چھڑی تو اس‌نے سوشل شاونسٹ پوزیشن اختیار کی اور فرانسیسی بورژوا حکومت کا ممبر بن‌بیٹھا۔ ۱۹۲۰ء میں فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کی جو کانفرنس تور میں ہوئی اس میں گید نے اکثریت کی بات ماننے سے انکار کر دیا جس نے کمیونسٹ انٹرنیشنل میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ صفحہ ۸

لاسال (Lassalle)، فردیناند (۱۸۶۴ء — ۱۸۲۵ء) — جرمن پیٹی بورژوا سوشلسٹ اور لاسال‌ازم کا بانی جو جرمن مزدور طبقے کی تحریک میں ایک طرح کی موقع پرستی تھی - لاسال کل جرمن مزدور یونین (۱۸۶۳ء) کے بانیوں میں سے تھا - اس یونین کا قیام مزدور تحریک کے لئے بڑی اہمیت رکھتا تھا - لیکن لاسال، جو اس کا منتخبہ صدر تھا اس کو موقع پرستی کی طرف لے گیا - وہ رجعت پرست پروشیا کی حکمرانی میں ''اوپر سے،، جرمنی کی وحدت کی پالیسی کی حمایت کرتا تھا - لاسال کے پیروؤں کی موقع پرست پالیسی نے پہلی انٹرنیشنل کی سرگرمیوں اور جرمنی میں حقیقی مزدور طبقے کی پارٹی کے قیام میں روڑے اٹکائے اور مزدور طبقے میں شعور پیدا کرنے کے کام میں مداخلت کی - صفحات ۹۶، ۱۰۹ — ۱۰۶

لکسمبرگ (Luxemburg)، روزا (۱۹۱۹ء — ۱۸۷۱ء) — بین اقوامی مزدور تحریک کی ایک ممتاز کارکن اور دوسری انٹرنیشنل کے بائیں بازوں کے لیڈروں میں سے تھیں - وہ پولینڈ کی سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی کی ایک بانی اور لیڈر تھیں - ۱۸۹۷ء سے انھوں نے جرمن سوشل ڈیمو کریٹک تحریک میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا - وہ جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھیں - ۱۹۱۹ء میں ان کو گرفتار کر لیا گیا اور انقلاب دشمنوں نے ان کو وحشیانہ طور پر مار ڈالا - صفحہ ۱۳۱

لوئی نپولین — دیکھئے نپولین سوم -

لیبکنیخت (Liebknecht)، ولہلم (۱۹۰۰ء — ۱۸۲۶ء) — جرمن اور بین اقوامی مزدور تحریک کا ایک نمایاں کارکن اور جرمن سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی کا بانی اور لیڈر- ۱۸۷۵ء سے آخر زندگی تک وہ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا ممبر اور اس کے مرکزی ترجمان اخبار «Vorwärts» (''آگے بڑھو،،) کا ایڈیٹر رہا - ۱۸۶۷ء سے ۱۸۷۰ء تک وہ شمالی جرمن ریشتاغ کا ممبر تھا - ۱۸۷۴ء کے بعد اس کو جرمن ریشتاغ کا کئی بار ممبر چنا گیا - اس نے پروشیائی یونکروں کی رجعت‌پرست خارجہ اور داخلہ پالیسیوں کو

بے نقاب کرنے کے لئے بڑی ہوشیاری کے ساتھ پارلیمنٹ میں سے پلیٹ فارم کو استعمال کیا۔ اس کو اپنی انقلابی سرگرمیوں کے لئے باربار جیل بھیجا گیا۔ اس نے پہلی انٹرنیشنل میں اور دوسری انٹرنیشنل کی تنظیم میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ کارل مارکس اور فریڈرک اینگلس لیبکنیخت کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ساتھ ھی انھوں نے اس کی بعض غلطیوں پر نکتہ‌چینی بھی کی (مثلاً دشمنوں کی طرف صلح جویانہ رویہ) اور اس کو صحیح رویہ اختیار کرنے میں مدد دی۔ صفحات ۷۷، ۷۹

لیگین (Legien)، کارل (۱۸۶۱ء — ۱۹۲۰ء) — دائیں بازو کا جرمن سوشل ڈیموکریٹ، جرمن ٹریڈ یونینوں کا لیڈر اور ترمیم‌پرست۔ ۱۸۹۰ء کی ابتدا سے وہ جرمنی کی ٹریڈ یونینوں کے جنرل کمیشن کا ممبر رہا۔ ۱۹۰۳ء میں وہ ٹریڈ یونینوں کے انٹرنیشنل سکریٹریٹ کا سکریٹری اور ۱۹۱۳ء میں اس کا صدر ہوا۔ ۱۸۹۳ء سے ۱۹۲۰ء تک (وقفوں کے ساتھ) وہ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی طرف سے ریشتاغ کا ممبر رہا۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ انتہاپسند سوشل شاونست تھا۔ ۱۹۱۹ء — ۱۹۲۰ء میں وہ ویمار ریپبلک کی نیشنل اسمبلی کا ممبر ہوا۔ وہ بورژوازی کی پالیسیوں کی حمایت کرتا تھا اور پرولتاریہ کی انقلابی تحریک کے خلاف جدوجہد کی۔ صفحات ۵، ۵۴، ۵۶، ۱۳۰ — ۱۳۹

لینن، و۔ ای۔ (لینن، ن۔) (اولیانوف، ولادیمیر ایلیچ) — (۱۸۷۰ء — ۱۹۲۴ء)۔ صفحات ۴۵، ۸۵ — ۸۴، ۹۴ — ۹۳، ۱۳۱

— م —

مارکس، کارل (۱۸۱۸ء — ۱۸۸۳ء) — سائنسی کمیونزم کے بانی، لاجواب مفکر، بین‌اقوامی پرولتاریہ کے لیڈر اور معلم۔ صفحات ۱۲، ۱۶ — ۱۸، ۱۹، ۵۱ — ۲۲، ۵۴ — ۵۳، ۷۰ — ۵۶، ۷۴، ۷۶، ۷۷، ۸۰، ۸۱، ۸۶، ۹۳، ۹۹ — ۹۵، ۱۰۱، ۱۱۱ — ۱۰۶، ۱۱۵ — ۱۱۴، ۱۳۹ — ۱۲۲

مونتیسکیے (Montesquieu)، شارل لوئی (۱۶۸۹ء—۱۷۵۵ء) — نمایاں فرانسیسی ماہر عمرانیات، معاشیات اور مصنف۔ ۱۸ ویں صدی کی بورژوا تعلیمات کا حامی اور آئینی‌شاہی کا نظریہ‌داں۔ صفحہ ۶۳

میخائلوفسکی، ن۔ ک۔ (۱۸۴۲ء — ۱۹۰۴ء)— اعتدال پرست نرودازم کا نظریہ‌داں، صحافی اور ادبی ناقد تھا۔ وہ فلسفۂ ثبوتی کا قائل تھا اور داخلی اسکول کا ماہر عمرانیات تھا۔ ۱۸۹۲ء میں وہ ”روسکوئے بوگاتستوو،، (روسی دولت) نامی رسالے کا سربراہ ہوا جو سخت مارکسیسٹ‌دشمن خیالات رکھتا تھا۔ صفحہ ۱۳

میرنگ (Mehring)، فرانتس (۱۸۴۶ء—۱۹۱۹ء) — جرمنی کی مزدور تحریک کا ممتاز کارکن، جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے بائیں بازو کا لیڈر اور نظریہ‌داں۔ وہ پارٹی کے نظریاتی ترجمان رسالے «Die Neue Zeit» (”نیا زمانہ،،) کے ایڈیٹروں میں سے تھا۔ اس‌نے جرمن کمیونسٹ پارٹی کے قیام میں نمایاں رول ادا کیا۔ صفحہ ۴۰

میلران (Millerand)، الیکساندر ایتین (۱۸۵۹ء — ۱۹۴۳ء) — فرانسیسی سیاسی کارکن۔ ۱۹ ویں صدی کی دسویں دہائی میں وہ سوشلسٹوں کے ساتھ ہو گیا اور فرانسیسی سوشلسٹ تحریک میں موقع‌پرست رجحان کا سربراہ تھا۔ ۱۸۹۹ء میں وہ والدیک — روسو کی رجعت پرست بورژوا حکومت میں شامل ہوا اور پیرس کمیون کے قاتل جنرل گالیفے کے ساتھ ملکر کام کرنے لگا۔ لینن نے میلران‌ازم کو پرولتاریہ کے مفادات کے ساتھ غداری اور ترمیم پرستی کے عملی اظہار کی حیثیت سے بےنقاب کیا اور اس کی سماجی جڑوں کا پول کھولا۔

۱۹۰۴ء میں سوشلسٹ پارٹی سے نکالے جانے کے بعد میلران‌نے دوسرے سابق سوشلسٹوں (بریان اور ویویانی) کےساتھ مل کر ”انڈپینڈنٹ سوشلسٹوں،، کا گروپ بنایا۔ ۱۹۰۹ء — ۱۰، ۱۹۱۲ء — ۱۳، ۱۹۱۴ء — ۱۵ میں وہ مختلف وزارتی عہدوں پر رہا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد میلران بھی سوویت دشمن مداخلت کے ناظموں میں سے تھا۔ صفحہ ۱۲

نپولین اول (بوناپارٹ) (۱۸۲۱ء — ۱۷۶۹ء) — ۱۸۰۴ء سے ۱۸۱۴ء تک اور ۱۸۱۵ء میں فرانس کا شہنشاہ۔ صفحات ۳۴، ۸۸)

نپولین سوم (بوناپارٹ لوئی ؛ لوئی نپولین) (۱۸۷۳ء — ۱۸۰۸ء) — ۱۸۷۰ء — ۱۸۵۲ء میں فرانس کا شہنشاہ رہا۔ وہ نپولین اول کا بھتیجا تھا۔ ۱۸۴۸ء کے انقلاب کی شکست کے بعد فرانسیسی ریپلک کا صدر چنا گیا۔ یکم دسمبر ۱۸۵۱ء کی رات کو اس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ صفحہ ۳۳

— و —

وانڈرویلڈے (Vandervelde) ایمیل (۱۹۳۸ء — ۱۸۶۶ء) — بلجیم کی مزدور پارٹی کا لیڈر اور دوسری انٹرنیشنل کے سوشلسٹ بیورو کا صدر۔ وہ انتہاپسند موقع پرست خیالات رکھتا تھا۔ ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران سوشل شاونسٹ اور بلجیم کی بورژوا حکومت کا ممبر تھا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ روس میں اس کا پرچار کرنے آیا کہ سامراجی جنگ جاری رکھی جائے۔ وہ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے خلاف تھا اور سوویت روس کے خلاف اس نے مسلح مداخلت منظم کرنے میں مدد دی۔ وانڈرویلڈے نے دوسری انٹرنیشنل میں دوبارہ جان ڈالنے کی پوری کوشش کی۔ صفحات ۵، ۵۴، ۵۶، ۱۴۰

ویب (Webb)، بیاٹریس (۱۹۴۳ء — ۱۸۵۸ء) — برطانیہ کی مشہور سماجی کارکن۔ صفحہ ۱۳۷

ویب (Webb)، سڈنی (۱۹۴۷ء — ۱۸۵۹ء) — برطانیہ کا مشہور سماجی کارکن، اصلاح پرست۔ اپنی بیوی بیاٹریس ویب کے ساتھ ملکر اس نے برطانوی مزدور تحریک کی تاریخ اور نظریات کے بارے میں کئی تصانیف کیں۔ وہ پیٹی بورژوازی اور امیر مزدوروں کا نظریہ‌داں تھا۔ اس نے سرمایہ‌دار ڈھانچے کے اندر مزدوروں کے مسئلے کے پرامن حل کی وکالت کی۔ سڈنی ویب اصلاح پرست فیبئن سوسائٹی کے بانیوں میں سے تھا۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ میں سوشل شاونسٹ رہا۔ وہ پہلی (۱۹۲۴ء)

اور دوسری (۱۹۲۹ء—۳۱) لیبر پارٹی کی حکومت کا ممبر تھا اور سوویت یونین کی طرف اس کا رویہ ہمدردانہ تھا۔ صفحہ ۱۳۷

ویڈیمیئر (Weydemeyer)، ایوسیف (۱۸۱۸ء—۱۸۶۶ء) — جرمن اور امریکی مزدور تحریک کا ممتاز کارکن۔ مارکس اور اینگلس کے دوست اور رفیق کار۔ صفحہ ۴۰

— ہ —

ھائنڈمان (Hyndman)، ھنری میئرس (۱۸۴۲ء— ۱۹۲۱ء) — برطانوی سوشلسٹ اور اصلاح پرست۔ ۱۸۸۱ء میں اس نے جمھوری فیڈریشن کی بنیاد ڈالی جو ۱۸۸۴ء میں سوشل ڈیموکریٹک فیڈریشن کی شکل میں دوبارہ منظم کی گئی۔ ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان وہ انٹرنیشنل سوشلسٹ بیورو کا ممبر رھا۔ وہ برطانوی سوشلسٹ پارٹی کا لیڈر تھا۔ جب ۱۹۱۶ء میں سولفرڈ کانفرنس نے سامراجی جنگ کی طرف اس کے سوشل شاونسٹ رویے پر ملامت کی تو اس نے اس پارٹی کو چھوڑ دیا۔ وہ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا مخالف اور سوویت روس کے خلاف مداخلت کا مدعی تھا۔ صفحہ ۵

ھنڈرسن (Henderson)، آرتھر (۱۸۶۳ء—۱۹۳۵ء) — برطانوی لیبر پارٹی اور ٹریڈیونین تحریک کا لیڈر۔۱۹۱۴—۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سوشل شاونسٹ ھوگیا۔ وہ کئی برطانوی بورژوا حکومتوں کا ممبر رھا۔ صفحہ ۴۵

ھیگل (Hegel)، جارج ولھلم فریڈرک (۱۷۷۰ء—۱۸۳۱ء) — معروضی نظریاتی اسکول کا ممتاز جرمن فلسفی اور جرمن بورژوازی کا ایک نظریہ داں۔ فلسفے کے لئے ھیگل کی سب سے نمایاں دین جدلیات کی گھری اور تفصیلی وضاحت ھے جو مادی جدلیات کا ایک نظریاتی سرچشمہ بن گئی۔ بھرحال مجموعی طور پر اس کا نظام فلسفہ قدامت پرست اور مابعد طبیعیاتی تھا جس کی وجہ سے ھیگل کی جدلیات عینیت پرست تھیں۔ صفحہ ۹

В. И. Ленин

ГОСУДАРСТВО И РЕВОЛЮЦИЯ

На языке урду